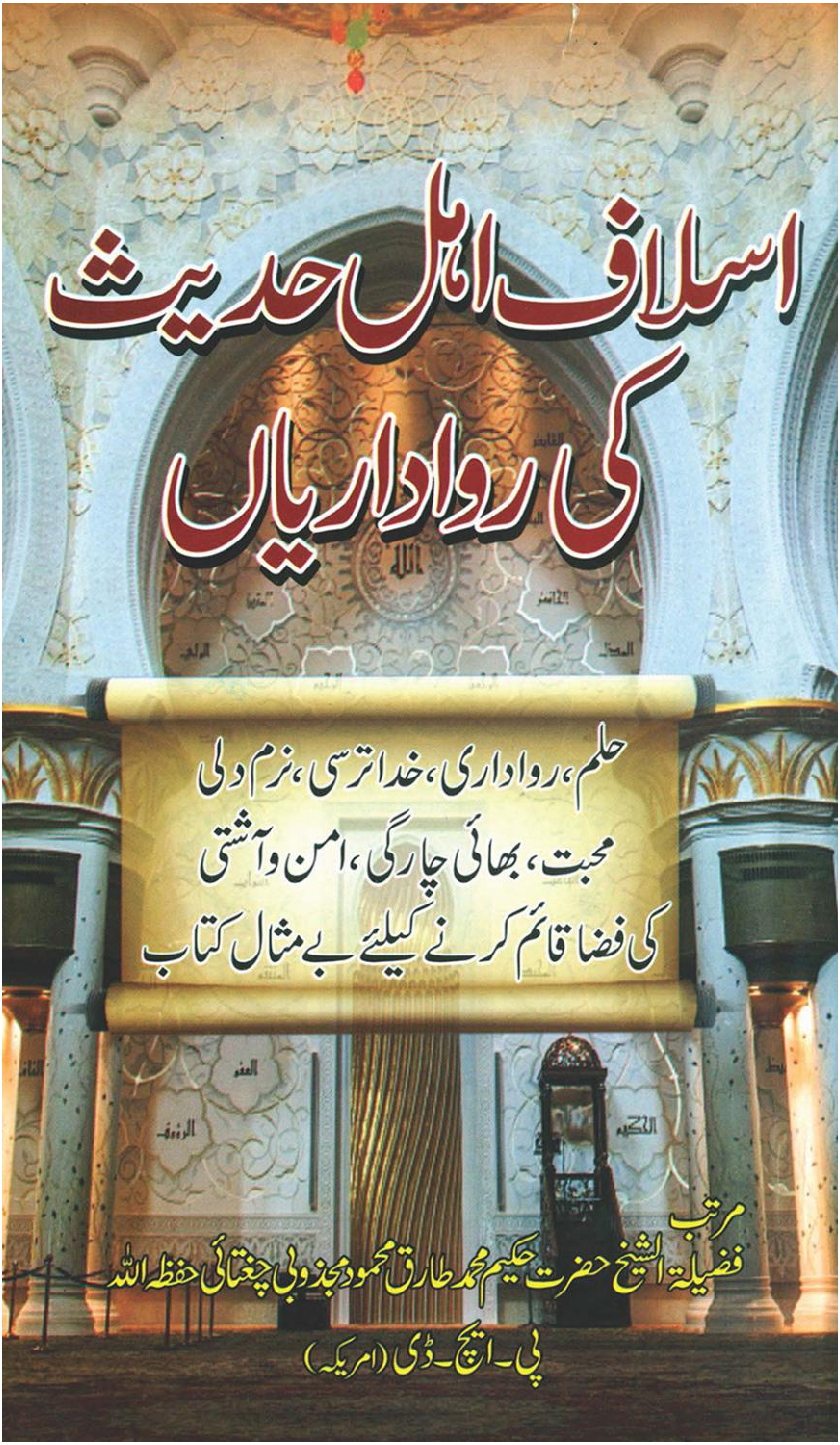

# اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں

حلم، رواداری، خداترسی، نرم دلی
محبت، بھائی چارگی، امن وآشتی
کی فضا قائم کرنے کیلئے بے مثال کتاب

مرتب
فضیلۃ الشیخ حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی حفظہ اللہ
پی۔ایچ۔ڈی (امریکہ)

Privacy

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



# ''سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ'' میں اعتدال پسندی کا تذکرہ

نام کتاب:۔سوانح مخدوم العلماء مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

تالیف:۔محترمہ سعدیہ ارشد بنت حافظ محمد ارشد صاحب

## مسلکی اختلاف میں اعتدال:۔

سوانح نگار حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے اخلاق اور قناعت پسندی کے متعلق فرماتے ہیں کہ ابتداء میں حضرت کی تنخواہ صرف 25 روپے تھی مگر کبھی تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ نہیں فرمایا۔ بارہا زیادہ تنخواہ پر ملک وبیرون ملک سے پیشکش ہوئی تو فرماتے کہ منڈی یا مارکیٹ میں نہیں آیا ہوں کہ میری قیمت مقرر کی جائے۔

علم کے ساتھ حلم کا جوہر بھی حضرت رحمہ اللہ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ایک دفعہ مولانا حاجیوں کو رخصت کرنے کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔نماز کا وقت ہو گیا۔ اسٹیشن کے بالا میدان میں جماعت کرانے لگے تو ایک بوڑھے نے کہا کہ میری نماز آپ کے پیچھے نہیں ہوتی۔آپ نے رومال اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور پیچھے ہٹ گئے اور کہا بابا جی آپ جماعت کرائیں میری نماز آپ کے پیچھے ہو جاتی ہے۔وہ بوڑھا شرمندہ ہو گیا اور معافی مانگی اور پھر اصرار کر کے حضرت کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ہم عصر علماء سے آپ کا برتاؤ مثالی تھا۔یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھے اور اثر قبول نہ کرے۔ دوران جیل آپ کی معیت مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ کو نصیب ہوئی۔آپ مسجد وزیر خان کے امام اور پکے بریلوی تھے اور اہل حدیث کو کافر تک کہنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ مگر جب والد گرامی سے ملاقات ہوئی تو ایسے گرویدہ ہوئے کہ کئی دفعہ گوجرانوالہ میں ملاقات کے لیے تشریف لائے۔(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی ص 32)

WWW.UBQARI.ORG

## اتحاد بین المسلمین کی کوشش:۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ایک ایسا قیمتی وجود ہے جنہیں دیکھ کر اسلاف کے تقدس، فقر، علو کردار اور رفعت فکر و نظر کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ وہ نہ صرف فرقہ وارانہ منافرت کے خلاف تھے بلکہ انہوں نے مختلف فرقوں کے مابین فروعی اختلافات ختم کرنے کی کوشش کی۔ (سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص 35)

جناب عبدالغفار اثری صاحب مولانا کی شخصیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں مولانا نے اپنے خطبات اور خطابت میں فروعی مسائل کو کبھی اس طرح بیان نہیں کیا کہ اختلاف کی آگ بھڑک اٹھے۔ آپ نے منبر و محراب میں کبھی فرقہ وارانہ جذبات کو برانگیخت نہیں کیا۔ وہ اس کو افتراق و تشتت سے تشبیہہ دیتے تھے۔ مخالفین کے ناروا حملوں کی صورت میں بھی مصالحانہ رویہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ (سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی ص 47)

## فتاویٰ جات میں مسلکی اعتدال:۔

مولانا سلفی رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے یہ ملکہ عنایت فرمایا تھا کہ علوم مستحضر رکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص تحریری طور پر فتویٰ طلب کرتا تو نہایت مدلل اور جامع جواب دیتے۔ بعض علماء فتویٰ دیتے ہوئے طعن و تشنیع سے کام لیتے ہیں مگر حضرت سلفی رحمہ اللہ کے ہاں فتاویٰ میں طنز کی رسم پروان نہیں چڑھ سکی۔ حضرت سلفی رحمہ اللہ کے فتاویٰ تبلیغ دین کا ایک ذریعہ تھے۔ کتنا ہی تلخ سوال ہو۔ اپنے مسلک کے بالکل الٹ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اس قدر دلائل و براہین سے، محبت کی چاشنی سے اور نہایت نرم الفاظ سے فتوے کی عبارت رقم فرماتے۔ (سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص 70)

## شاگرد کو راہ اعتدال کی تلقین:۔

اپنے ایک تلمیذ کو خط کا جواب ارسال کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”کئی دن ہوئے خط

ملا تھا مصروفیت اور علالت کی وجہ سے جواب نہ دے سکا۔تبلیغ میں الفاظ کی شدت اور فتویٰ بازی سے پرہیز کریں۔اس سے نفرت بڑھتی ہے **"وجادلھم بالتی ھی احسن"** پر عمل کریں۔لوگوں سے ذاتی تعلقات بڑھائیں۔غم اور خوشی میں ان سے مناسب ربط قائم رکھیں یہ بے حد مؤثر چیز ہے"۔(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص 73)

## فرقہ وارانہ تنگ نظری کے مخالف:۔

مکرمی ومحترمی جناب ایڈیٹر صاحب

حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی وفات سے دل کو سخت رنج وغم ہوا۔مرحوم برصغیر کے ممتاز عالم، وسیع النظر محقق، مفکر اور مصنف تھے۔درس وتدریس اور خطابت کے ذریعہ آپ نے دین وملت کی طویل عرصہ تک جو خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ یادگار رہیں گی۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ وحدتِ اُمت کے زبردست داعی تھے اور فرقہ وارانہ تنگ نظری کے شدید مخالف تھے۔ان کے انتقال سے علماء کی صفوں میں شدید خلاء محسوس کیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے دامان رحمت میں جگہ دے اور آپ کی جماعت کے صاحبان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔والسلام مخلص (سجاد میرٹھی)

(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ص 38)

## وسعتِ قلبی کی روشن دلیل:۔

حضرت مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔آپ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے اولین طلباء میں سے تھے۔مولانا سلفی رحمہ اللہ نے ندوی صاحب رحمہ اللہ کے علمی ذوق کے پیش نظر ان کے والد کو مشورہ دیا کہ وہ انہیں لکھنؤ کے مشہور ومعروف مدرسہ ندوۃ العلماء میں داخل کرا دیں چنانچہ حضرت سلفی کی ترغیب وتحریک پر آپ ندوۃ العلماء میں داخل ہو گئے۔

ندوہ میں آپ نے مولانا حفیظ اللہ اعظمی رحمہ اللہ سے معقولات، مولانا حیدر حسن ٹونکی

رحمہ اللہ سے حدیث، مولانا شبلی رحمہ اللہ فقیہہ سے فقہ، مولانا عبدالرحمن نگرامی رحمہ اللہ سے علوم القرآن، علامہ زینبی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالعلیم رحمہ اللہ سے ادب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ سے بھی بہت کچھ سیکھا۔ درس نظامی سے فراغت کے ساتھ ساتھ آپ نے ذاتی محنت و شغف سے انگریزی زبان سیکھی۔

(سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ 143)

☆......☆......☆

# شیخ ابن عربی کے بارے میں راہِ اعتدال

نام کتاب:۔ فتاویٰ اہلحدیث (جلد اول)

مصنف:۔ مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ المتوفیٰ ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء

**سوال:۔** ابن عربی کے اچھا ہونے کی نسبت علماء مختلف میں فیصلہ کن بات کیا ہے؟

**جواب:۔** جب مسائل میں علماء کا اختلاف ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی کسی کی نسبت فتویٰ لگانے میں بھی اختلاف رائے ہو جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان کی حالت ہمیشہ ایک نہیں ہوتی۔ ایک وقت انسان سے لغزش ہو جاتی ہے تو دوسرے وقت رجوع کر لیتا ہے۔ کسی کو رجوع کا پتہ لگتا ہے۔ کسی کو نہیں لگتا۔ جس کو لگ گیا اس نے اس پر نیک گمان کیا اور دوسرا بدستور بدگمان رہا۔ کبھی غلطی پر اطلاع نہیں ہوتی تو انسان اسی طرح غلطی پر گزر جاتا ہے۔ جن کو حالات کا پورا علم نہیں ہوتا وہ تو صرف غلطی دیکھ کر بدگمان ہو جاتے ہیں اور جو پورے واقف ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ دیدہ و دانستہ اس غلطی پر نہیں تھا۔ بلکہ اس کا باعث بے خبری تھی اور کبھی ایک بات ایک کی نظر میں گمراہی ہوتی ہے دوسرے کی نظر میں گمراہی نہیں ہوتی۔ اس لیے بھی فتویٰ میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ غرض اس قسم کے وجوہات پیدا ہو کر اختلاف رائے کا باعث بن جاتے ہیں اور بعض دفعہ ہٹ دھرمی کے طور پر بھی کسی کو اچھا برا کہا جاتا ہے.......

WWW.UBQARI.ORG

اب ہمیں اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیے جو بات ان کی غلط ہے اس کو غلط کہنا چاہیے اور ان کی ذات کی نسبت اس آیت پر عمل کرنا چاہیے۔

تلک امة قدخلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعلمون۔

یہ امت تحقیق گزر چکی اس کے لیے ہے جو کچھ اس نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو کچھ تم نے کمایا اور تم ان کے عمل سے نہیں پوچھے جاؤ گے۔ (عبداللہ امرتسری روپڑی ۹ فروری ۱۹۶۰) (فتاویٰ اہلحدیث ج1 ص 43)

☆......☆......☆

## امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کا احترام

نام کتاب:۔ حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف:۔ از: پروفیسر محمد مبارک، کراچی

شیخ الکل محدث کبیر میاں نذیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ ائمہ اربعہ کی نسبت تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا ہم انھیں اپنا سرتاج و پیشواء اور برسر حق سمجھتے ہیں اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو سب سے زیادہ قابل احترام سمجھتے ہیں۔

سوانح نگار کے مطابق آپ نے بات کو سمیٹتے ہوئے اس بیان پر اکتفاء کی کہ "ہمارا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے ائمہ اربعہ کو ہم مانتے ہیں، چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ ان کے بغض کو خلاف شیوہ ایمان سمجھتے ہیں"۔ (حیات الشیخ السید میاں نذیر حسین محدث دہلوی ص ۶۰)

☆......☆......☆

WWW.UBQARI.ORG

# کتاب ''دبستان حدیث'' میں اعتدال پسندی کا تذکرہ

نام کتاب:۔دبستان حدیث.... مصنف:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

## دشمن سے حسن سلوک:۔

(شیخ الکل) میاں صاحب رحمہ اللہ بے حد متحمل مزاج اور حلیم الطبع تھے۔ڈپٹی نذیر احمد کا بیان ہے کہ میاں صاحب رحمہ اللہ جب سفر حج سے واپس لوٹے تو دہلی کے ریلوے اسٹیشن پر استقبال کرنے والوں کا بے پناہ اژدہام تھا۔مصافحہ اور دست بوسی کرنے والوں میں میاں صاحب رحمہ اللہ کا ایک سخت معاند بھی موجود تھا۔جب خاص خاص لوگ میاں صاحب رحمہ اللہ کو اپنے حلقے میں لیے پلیٹ فارم سے باہر لا رہے تھے تو ایک شخص آیا، اس نے مصافحہ اور دست بوسی کے بہانے ان کے ہاتھ کے انگوٹھے میں اس زور سے دانت کاٹا کہ خون جاری ہو گیا اور انگوٹھا سخت مجروح ہوا۔میاں صاحب رحمہ اللہ نے فوراً اس انداز سے انگوٹھا اپنی چادر میں چھپالیا کہ کسی کو اس واقعہ کا علم نہ ہوا۔جب آپ مسجد میں پہنچے تو پانی لے کر اس خون آلودہ ہاتھ کو دھویا، تب لوگوں کو اس واقعہ کا علم ہوا۔جس شخص نے یہ مکروہ حرکت کی تھی، میاں صاحب رحمہ اللہ اُسے پہچانتے تھے، لیکن لوگوں کے بے حد اصرار کے باوجود اس کا نام نہیں بتایا۔یہ تھا میاں صاحب رحمہ اللہ کا صبر اور حلم۔(دبستان حدیث ص ۶۲)

## گستاخی اسلاف پر تنبیہ:۔

ایک مرتبہ میاں صاحب رحمہ اللہ ممدوح رحیم آباد سے آرہے تھے۔مولانا محمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے۔انہوں نے خواتین کے لباس کے بارے میں پوچھا کہ ان کے لیے ساڑھی پہننا جائز ہے یا ناجائز؟

فرمایا: ہمارے حضرات ساڑھی پہننے کو جائز قرار دیتے تھے۔

مولانا آروی رحمہ اللہ نے عرض کیا: حضرات کا کہنا حجت شرعی تو نہیں ہوسکتا۔

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



فرمایا: ''تمہارے نزدیک یہ سب حضرات گھس کٹے تھے، تم ہی ایک شیخ چلی پیدا ہوئے؟'' یوں تو میاں صاحب رحمہ اللہ خاندان ولی اللّٰہی کے سب ارکان کے مداح تھے اور ان کے علم وفضل کی تعریف فرماتے تھے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مولانا اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی نسبت اکثر فرمایا کرتے کہ ''میں ان دونوں دادا پوتے کی فضیلت کا بہت قائل ہوں جو صرف قرآن وحدیث سے استنباطِ مسائل کرتے تھے۔ ان کی تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دریائے فیضان الٰہی جوش مار رہا ہے۔'' (دبستان حدیث ص ۷۴)

## گالیاں دینے والے سے حسن سلوک:۔

کوئی میاں صاحب رحمہ اللہ کی تنقیص کرتا یا انہیں نقصان پہنچاتا تو اس سے انتقام نہیں لیتے تھے اور ہنسی مذاق میں بات ٹال دیتے تھے۔ ایک روز نماز صبح اور درس قرآن کے بعد ایک مطبوعہ نسخہ جیب سے نکال کر فرمایا۔ یہ نظم ہمیں ایک دوست نے ڈاک میں تحفتاً بھیجی ہے۔ پھر نظم حاضرین کو سنانا شروع کی جس میں میاں صاحب رحمہ اللہ کی شدید مخالفت کی گئی تھی۔ اس کا ایک ایک شعر وہ بار بار پڑھتے اور نہایت خوشی سے ہنس ہنس کر اس کی تشریح فرماتے۔

ظہر کے بعد ایک شخص نے عرض کی کہ صبح والی نظم کے جواب میں فلاں شخص ستر شعر لکھ چکے ہیں اور مزید لکھ رہے ہیں۔

فرمایا: ارے میاں اس کا جواب لکھ کر کیا کرو گے۔ اس نے ہمیں کچھ دیا ہی ہے، ہم سے کچھ لیا تو نہیں، اگرچہ گالیاں دی ہیں۔ یہ فرما کر اس کا جواب لکھنے سے روک دیا۔

## چور سے حسن سلوک:۔

اگر کوئی شخص میاں صاحب رحمہ اللہ کی کوئی ذاتی چیز چوری کر لیتا تو یہ معلوم ہونے پر بھی کہ اس نے فلاں چیز چوری کی ہے، اس کو بالکل نہ جتاتے، نہ اشارے کنائے میں اسے کچھ کہتے، بلکہ چشم پوشی سے کام لیتے، دوسروں کو بھی اس کا ذکر کرنے سے منع

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 8/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



فرماتے۔ کسی نے لاہور سے ان کو نہایت نفیس چادر بطور تحفہ بھیجی۔ ایک دن اُسے اوڑھ کر مسجد میں آئے اور ایک شخص نے اسے ہاتھ لگا کر دیکھا اور بڑا متعجب ہوا۔ میاں صاحب وہ چادر مسجد میں بھول گئے۔ یاد آنے پر اُسے تلاش کیا گیا، لیکن نہ ملی۔ تین چار روز بعد بعض لوگوں نے دیکھا کہ جس شخص نے اس چادر کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور اس کی نفاست پر تعجب کا اظہار کیا تھا، اس کا لڑکا اسے بازار میں اوڑھے ٹہل رہا تھا۔ دیکھنے والوں نے میاں صاحب کو اطلاع دی۔ آپ نے بے پروائی سے فرمایا: چھوڑو اس بات کو۔ اطلاع دینے والوں نے خیال کیا کہ میاں صاحب کو یا تو ان کی بات کی سمجھ نہیں آئی یا ان کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس لیے انہوں نے دوبارہ عرض کیا اور کہا کہ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو ہم اس لڑکے کو پکڑ کر آپ کے سامنے لے آتے ہیں، آپ خود وہ چادر دیکھ لیں۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے نہایت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

کیا دنیا میں اس قسم کی وہی ایک چادر بنی تھی، دوسری نہیں بنی اور نہ کہیں سے ملتی ہے؟ آخر بتانے والوں کو ہی ندامت ہوئی اور وہ لڑکا سب کے سامنے اس کو اوڑھے پھرتا اور اوڑھ کر مسجد میں آتا تھا۔ (دبستان حدیث ص ۷۶، ۷۷)

## مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ کی رواداری

برصغیر کے ماہرین حدیث کی ذی قدر جماعت اور حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ کی وسعت پذیر فہرست میں حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ کا اسم گرامی نہایت نمایاں حروف میں مرقوم دکھائی دیتا ہے۔ (دبستان حدیث ص ۱۴۴)

### ہر مذہب و مسلک کا احترام:۔

مولانا رحیم آبادی رحمہ اللہ نہایت وضع دار عالم دین تھے۔ ہر مذہب و مسلک کے علماء کا احترام کرتے تھے اور گفتگو میں نہایت محتاط تھے۔ مسائل میں اختلاف کو وہیں تک محدود رکھتے تھے۔ معاشرتی زندگی میں بگاڑ نہیں پیدا ہونے دیتے تھے۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 9/286

تفسیر حقانی کے مصنف مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ ان کے ہم درس رہ چکے تھے۔
(دبستان حدیث ص ۱۶۸، ۱۶۹)

# مولانا عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ کی رواداری

ہندوستان کے صوبہ یو پی کے ضلع اعظم گڑھ کا ایک مشہور قصبہ مبارک پور ہے۔ والد کا نام نامی حافظ عبدالرحیم اور جد امجد کا حاجی شیخ بہادر تھا۔ حاجی شیخ بہادر دیانت و اتقاء کے اعتبار سے اس قصبے کے ممتاز فرد تھے۔ (دبستان حدیث ص ۱۸۲)

## مسلکی اعتدال:۔

قاضی اطہر مبارک پوری لکھتے ہیں: ''بینائی سے محروم ہوجانے کے بعد بعض درسی کتابوں کی عبارتیں زبانی پڑھا کرتے تھے اور ہر قسم کے فتوے لکھوایا کرتے تھے''۔ قاضی صاحب ممدوح آگے تحریر فرماتے ہیں: ''ہر مکتب خیال کے لوگ مولانا سے علمی مسائل دریافت کرتے تھے اور وہ ہر مسلک والے کو اس کے مسلک کے مطابق مسئلہ بتاتے تھے''۔ (تذکرہ علمائے مبارک پور، ص ۱۴۹ بحوالہ دبستان حدیث ص ۱۹۲)

## ٹوپی اور رومال کا استعمال:۔

گول ٹوپی، کندھے پر بڑا رومال، ہاتھ میں چھڑی کا استعمال کرتے۔
(دبستان حدیث ص ۱۹۸)

زیادہ تر وقت درس و تدریس میں صرف ہوتا یا عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے۔ (دبستان حدیث ص ۱۹۹)

## مولانا ابوعبدالرحمن محمد پنجابی کا کسبِ علم:۔

ان کا اصلی نام بہادر سنگھ تھا باپ کا نام سردار ہیرا سنگھ قصبہ فرید آباد ضلع منٹگمری (پنجاب) کے رہنے والے تھے۔
بہادر سنگھ کے دماغ میں دینی تعلیم کا شوق گھر کر چکا تھا۔ ہر وقت اسی فکر میں

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



رہتے کہ ہو سکے تو پھر قصبے سے چلا جاؤں۔ چنانچہ موقع پاتے ہی وہ دار العلوم دیوبند پہنچے اور چند سال میں فارغ التحصیل ہو کر دہلی آ گئے اور فتح پور میں مقیم ہوئے۔

(دبستان حدیث ص ۲۳۳)

## سید ابوالخیر احمد برق حسنی لکھنوی کا حصول علم:۔

ہندوستان کے علمائے اہل حدیث میں انہیں عزت کا مقام حاصل تھا۔

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے تعلیم حاصل کی تھی اور لکھنؤ ہی سے تعلق سکونت تھا۔(دبستان حدیث ص ۲۸۶)

## علمائے احناف کا بے حد احترام:۔

مولانا کھنڈیلوی رحمہ اللہ خاموش طبع، خلوت گزیں، سادہ مزاج، قناعت پسند، فقر و درویشی کا مرقع تھے۔ تحقیقی مسائل کے سلسلے میں ہر عالم سے اگرچہ وہ عمر اور مرتبے میں کم تر ہوتا اور کسی مسلک سے انسلاک رکھتا، استفادے میں کسی قسم کی جھجک اور عار محسوس نہ فرماتے...... ہر مسلک کے اہل علم کا احترام کرتے تھے۔

ان کی ایک تصنیف "**الانصاف لرفع الاختلاف**" ہے......اس کتاب میں حضرت مصنف رحمہ اللہ علمائے احناف کا بے حد احترام سے ذکر فرماتے ہیں اور مختلف فیہ مسائل کے بارے میں باحوالہ ان کے ارشادات نقل کرتے ہیں اور پھر دردمندانہ لہجے میں اہل حدیث اور احناف سے مسلکی اختلاف کو برداشت کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔(دبستان حدیث ص ۳۱۱)

# مولانا عبدالجبار عمر پوری رحمہ اللہ کی رواداری

## دیگر مسالک سے کسب علم:۔

یوں تو مولانا عبدالغفار حسن کے آباؤ اجداد کے سبھی ارکان فضل و کمال کی دولت سے بہرہ یاب تھے، لیکن ان کے جد امجد حضرت مولانا عبدالجبار عمر پوری رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے علم و عمل اور ادراک و عرفان کی نعمت بے بہا سے نوازا تھا۔

WWW.UBQARI.ORG

امرتسر جا کر علمائے غزنویہ اور وہاں کے بعض دیگر اصحاب تدریس سے استفادہ کیا۔ علمائے غزنویہ میں اس وقت حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالرحیم غزنوی، مولانا عبدالغفور غزنوی اور مولانا عبدالاول غزنوی رحمھم اللہ ایسے اصحاب فضیلت اساتذہ مسانید تدریس پر فائز تھے اور طلباء جہاں ان سے علم حاصل کرتے، وہاں ان کی روحانیت سے بھی فیض یاب ہوتے تھے۔ مولانا عبدالجبار عمر پوری رحمہ اللہ نے بھی ان بزرگان عالی قدر سے یہ نعمت حاصل کی۔

مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمہ اللہ سے فقہ، اصول فقہ اور حدیث کی چند کتابیں پڑھیں۔ سہارن پور میں مولانا احمد علی سہارن پوری رحمہ اللہ سے فقہ واصول اور بعض کتب حدیث کا درس لیا۔ مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمہ اللہ سے عربی ادبیات اور علم بلاغت میں استفادہ کیا۔ (دبستان حدیث ص ۳۲۲)

## مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ

مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ کا پیدائشی اور سکونتی تعلق ہمارے اس علاقے سے سینکڑوں میل دور جنوبی ہند سے تھا۔ وہاں کے علاقہ مدراس کے ایک شہر کا نام ''چمناڈ'' ہے۔ چمناڈ کے نواح میں ایک قصبہ ''کاسرگوڈ'' کے نام سے موسوم ہے۔ کاسرگوڈ میں ایک اہل حدیث خاندان آباد تھا۔ اس خاندان کے ایک بزرگ کا اسم گرامی مولانا محمد رحمہ اللہ تھا جو اس علاقے میں علم وعمل کے لحاظ سے اچھی شہرت رکھتے تھے۔ مولانا محمد رحمہ اللہ کے ایک فرزند مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ تھے۔ یہ بھی باپ کی طرح عالم اور پاکیزہ اطوار شخص تھے۔ ۱۹۲۶ء میں مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ابوالبرکات احمد (رحمہ اللہ) رکھا گیا۔

### صلح وآشتی کا زمانہ:۔

یہاں یہ یاد رہے کہ اس علاقے میں اکثریت شافعی مسلک سے تعلق رکھنے والوں کی تھی۔ اہل حدیث بہت کم تھے، البتہ ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ کے دادا اور والد

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کے علاوہ ان کے دونوں تایا اور ماموں اہل حدیث تھے...... وہ صلح و آشتی کا زمانہ تھا، تمام لوگ اتحاد و اتفاق سے زندگی بسر کرتے تھے۔ نہ شوافع، اہل حدیث سے جھگڑتے تھے، نہ اہل حدیث، شوافع سے پنجہ آزمائی کرتے تھے۔ مسلک و مذہب کی بنیاد پر کسی کو ہدف تنقید یا نشانہ تنقیص نہیں بنایا جاتا تھا۔ (دبستان حدیث ص ۳۸۴)

## بچوں کو ننگے سر نہ گھومنے کی تلقین:۔

مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ دارالعلوم کی چار دیواری میں تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے اور انھیں نصائح سے نوازتے تھے، وہاں تعطیلات کے زمانے میں اپنے گھروں میں جانے والے طلباء کو نصیحتیں فرماتے کہ وہ اپنے گھر، اپنے محلے اور گاؤں کے لوگوں میں وقار سے رہیں۔ ان کو اپنے علم اور نیکی سے متاثر کرنے کی کوشش کریں، باجماعت نماز پڑھیں، ننگے سر گلیوں میں نہ گھومیں، کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کریں، ہر شخص سے خوش اسلوبی سے پیش آئیں۔ چھوٹے بڑے سے ہم کلام ہوتے وقت اخلاق کی دولت اور شیرینی زبان کی پونجی آپ کے پاس ہونی چاہیے۔
(دبستان حدیث ص ۳۸۹)

## وسیع ال[illegible]رف اور فراخ حوصلہ عالم دین:۔

کسی سے بے مقصد بات کرنا اور لڑنا جھگڑنا ان (حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ) کی عادت نہ تھی۔ وسیع الظرف اور فراخ حوصلہ عالم دین تھے۔

ربیع الاول کا مہینہ تھا، مسجد اہل حدیث کے چوک میں بریلوی برادران نے جلسہ رکھا ہوا تھا۔ ہم نے مسجد کی گیلری سے جلسے میں مقررین کی تقاریر سنیں۔ ایک مقرر "نور بشر" کے موضوع پر اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرما رہے تھے۔ میں نے کہا حافظ صاحب اب فرمائیے کیا خیال ہے؟ حافظ صاحب نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ بخاری صاحب! بات کوئی ایسی نہیں، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نور ہدایت بھی ہیں اور بشر تو

Privacy

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ہیں ہی۔

(دبستان حدیث ص ۴۱۸)

# مولانا عبدالغفار ضامرانی رحمہ اللہ کی اعتدال پسند طبیعت

## اعتدال پسندی اور حکیمانہ انداز:۔

مولانا عبدالغفار ضامرانی رحمہ اللہ نے دورۂ حدیث کے لیے بنوری ٹاؤن میں مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اور مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی اور ۱۹۵۷ء میں عالمیہ کی سند ممتاز نمبروں میں حاصل کی۔

مولانا عبدالغفار ضامرانی رحمہ اللہ تنگ نظر اہل حدیث نہیں تھے بلکہ پر حکمت شخصیت کے مالک تھے۔اوران کا انداز تبلیغ حکیمانہ تھا۔اس کا اندازہ کرنے کے لیے یہ مثال ہی کافی ہے کہ مولانا نے جو مدرسہ قائم فرمایا تھا اس میں اکثریت حنفی اساتذہ کی تھی اور یہ اساتذہ بڑا متشددانہ ذہن رکھتے تھے۔مسلک کے بارے میں وہ مولانا ضامرانی کے خلاف باتیں کرتے رہتے تھےاور کسی نہ کسی ذریعے سے ان باتوں کا علم مولانا کو ہوجاتا تھا۔مگر مولانا ان اساتذہ کو احساس تک نہ دلاتے اور نہ انہیں مدرسے سے نکالنے کا کبھی سوچا۔(دبستان حدیث ص ۴۳۷)

# مولانا عبدالرشید لداخی اور ندوۃ العلماء

مولانا عبدالرشید ندوی رحمہ اللہ کا تعلق علاقہ بلتستان کے ایک گاؤں بلغار سے تھا۔ دہلی کے مدرسہ میاں صاحب (رحمہ اللہ) کے اساتذہ سے استفادے کے بعد عبدالرشید لداخی رحمہ اللہ لکھنؤ کو روانہ ہوئے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا۔ وہاں انہوں نے سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ،شاہ حلیم عطاء رحمہ اللہ،مولانا محمد ادریس نگرامی رحمہ اللہ،مولانا عبدالحفیظ بلیاوی رحمہ اللہ،مولانا ابوالعرفان ندوی رحمہ اللہ،

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 14/286

مولانا عبداللہ عباس ندوی رحمہ اللہ اور سید محمد رابع ندوی رحمہ اللہ سے تحصیل علم کی۔ان حضرات سے انہوں نے علم نحو، بلاغت، فلسفہ، منطق، فقہ، تفسیر، حدیث، تاریخ، انگریزی، سیاسیات، عربی ادب اور اقتصادیات کے موضوع سے متعلق وہ کتابیں پڑھیں جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نصاب تعلیم میں شامل تھیں۔ ۱۹۵۵ء میں وہ ندوہ کی نصابی تعلیم سے فارغ ہوئے اور سند لی۔(دبستان حدیث ص ۴۵۵)

جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں وہ طلباء کو عربی ادب کی کتابیں پڑھاتے تھے۔

وہ نہایت پاکیزہ فطرت عالم دین تھے۔اس لیے دعا کرانے والے لوگ اچھی خاصی تعداد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔اس کے لیے انہوں نے نماز عصر کے بعد کا وقت مقرر کر رکھا تھا۔(دبستان حدیث ص ۴۵۹)

## حافظ محمد الیاس سلفی کی دینی خدمات:۔

حافظ محمد الیاس رحمہ اللہ ۱۹۵۵ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔کراچی کے جامعہ بنوری ٹاؤن میں بھی کچھ عرصہ پڑھتے رہے۔

۱۹۷۴ء میں مدینہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے اور چار سال وہاں تعلیم حاصل کی۔**عمل الیوم واللیلہ**: ابوبکر ابن سنی رحمہ اللہ کی عربی کتاب ہے جس میں دن رات کے وظائف واوراد تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔حافظ محمد الیاس نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔بعض مقامات پر حواشی بھی سپرد قلم کیے۔(دبستان حدیث ص ۴۶۳)

## کہاں گئیے یہ آپس کے روابط .....؟:۔

(مولانا عبدالرشید اسلام پوری اور حافظ عبدالرشید گوہڑوی) کو مزید تعلیم کیلئے مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے لاہور میں جامعہ اشرفیہ میں داخل کرادیا تھا۔ جامعہ اشرفیہ کے مہتمم اس زمانے میں مفتی محمد حسن صاحب مرحوم تھے جو مولانا غزنوی کے والد محترم حضرت امام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور مولانا کا

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اپنے استاذِ عالی قدر کے فرزند گرامی ہونے کی وجہ سے بے حد احترام کرتے تھے، مولانا بھی ان سے بہت اکرام سے پیش آتے تھے۔(دبستان حدیث ص ۵۱۲)

## حافظ صلاح الدین یوسف اور ندوۃ العلماء:۔

ڈھائی تین سال حافظ صلاح الدین یوسف کو مولانا حاکم علی رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ان کے ذوق مطالعہ میں اضافے کا سبب جامع العلوم سعودیہ کے ایک استاذ مولانا عبدالرشید ندوی لداخی رحمہ اللہ کی تربیت بھی ہوئی۔انہوں نے دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ میں متعدد مشہور اساتذہ سے حصول فیض کیا تھا اور ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔(دبستان حدیث ص ۵۸۱)

## ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی رحمہ اللہ:۔

مولانا عبدالعظیم بستوی رحمہ اللہ جو ضلع بستی کے ایک گاؤں ''اکرہرا'' کے رہنے والے تھے،اور اپنے ضلعے کی بناء پر ''بستوی'' کی نسبت سے مشہور ہوئے۔

مولانا عبدالعظیم بستوی کی نرینہ اولاد چار بیٹے تھے اور چاروں علم کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ان کے نام علی الترتیب یہ ہیں: عبدالودود،عبدا لصبور،عبدالنور اور عبدالعلیم......!

مولانا عبدالنور نے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا اور وہیں سے سند فراغ حاصل کی۔پھر مصر جاکر جامعہ ازہر سے عربی ادب میں ایم اے کیا۔دارالعلوم ندوۃ العلماء اور جامعہ ازہر کے تعلیم یافتہ ہونے کی بناء پر انہیں ندوی اور ازہری کہا جانے لگا۔اپنی قابلیت کی بناء پر وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں عربی ادب کے استاد مقرر کیے گئے......آخر دم تک ندوۃ العلماء میں عربی ادب کے استاد رہے۔

ان سب بھائیوں سے چھوٹے صاحب ترجمہ ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی ہیں۔

گاؤں کے مدرسے سے فارغ ہوکر ۱۹۶۱ء میں عبدالعلیم اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالنور ندوی ازہری کے پاس لکھنؤ چلے گئے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 16/286

داخل ہو گئے۔ ۱۹۶۶ء میں وہاں عالمیت کا امتحان پاس کیا۔ (دبستان حدیث ص ۲۶۰)

☆......☆......☆

# کتاب ''کاروان سلف'' میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب:۔کاروان سلف..... مصنف:۔مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

## حکیم نورالدین لائل پوری کا مسلکی اعتدال:۔

لائل پور میں ایک بزرگ ''بابا لسوڑی شاہ'' کے نام سے موسوم تھے جو فقیر منش آدمی تھے۔ انہوں نے ۱۹۳۱ء میں وفات پائی۔ بعض مسلمانوں نے اسے شہر میں دفن کرنے کی کوشش کی، لیکن سکھوں اور ہندوؤں نے مخالفت کی۔ بابا جی کا ایک مرید غلام محمد جو حکیم صاحب سے بھی تعلق عقیدت رکھتا تھا، حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کر کے بابا لسوڑی شاہ کی شہر میں تدفین کے لیے ان سے مدد کی درخواست کی۔ حکیم صاحب اس کے ساتھ مقام واقعہ پر پہنچے تو سکھ اور ہندو جو وہاں موجود تھے، انہیں دیکھ کر منتشر ہو گئے۔ لیکن بعض ہندوؤں نے ان سے کہا کہ آپ اہل حدیث ہیں اور یہ لوگ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں آپ کے عقیدۂ توحید کے خلاف ہے، آپ ان لوگوں کی کیوں مدد کرتے ہیں؟ فرمایا: یہاں مسئلہ اہل حدیث یا غیر اہل حدیث کا نہیں بلکہ ایک مسلمان کی میت کا مسئلہ ہے، جس میں اسلام کی عزت اور مسلمانوں کی غیرت کا معاملہ پایا جاتا ہے۔ اگر یہاں آپ کے مزاحم ہونے کی وجہ سے ہم پیچھے ہٹ گئے تو سمجھا جائے گا کہ ہم آپ لوگوں سے مرعوب ہیں۔ پھر اس کے نتیجے میں ممکن ہے کہ اس قسم کا کوئی اور معاملہ بھی سامنے آ جائے اور اسے مثال بنا کر آپ ہمیں دبانے کی کوشش کریں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ مزاحمت نہ کریں اور یہیں قبر بننے دیں۔ چنانچہ وہیں قبر

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



بنی اور بابا جی کو وہیں دفن کیا گیا۔(کاروان سلف ص ۱۴۴)

## مسلکی بے اعتدالی قابل غور:۔

وضاحت: مولانا اسحق بھٹی حفظہ اللہ مسلکی بے اعتدالیوں میں اپنے دکھی دل کی صدا کچھ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

قصبہ ہابڑی میں دس گیارہ مسجدیں تھیں اور احناف کی اکثریت تھی۔ اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی۔ عام طور سے احناف اور اہل حدیث کے درمیان بحث وتکرار کا سلسلہ جاری رہتا تھا، اور یہ سلسلہ ہمارے ہاں اب بھی جاری ہے بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ دور قدیم میں تو معاملہ صرف مناظروں اور مباحثوں تک ہی پہنچتا تھا یا زیادہ سے زیادہ بعض اوقات بات تھانے یا کچہری تک چلی جاتی تھی، قتل و غارت تک نوبت نہیں آتی تھی، نہ کوئی فریق جبراً دوسرے فریق کی مسجد پر قبضہ کرتا تھا۔

اب تو مسجدوں میں گولیاں چلتی ہیں، محض اختلاف مسلک کی بناء پر نمازیوں کو حالت نماز میں قتل کر دیا جاتا ہے...... گھروں میں گھس کر اپنے مذہبی مخالفوں کو چھلنی کر دیا جاتا ہے۔ وہ مناظروں کا زمانہ موجودہ زمانے سے ہزار درجے بہتر تھا۔ کسی مسئلے پر بحث ہوئی، مناظرہ ہوا اور بات ختم ہوگئی۔ پھر وہی پیار ومحبت کی باتیں اور وہی ہنسی مذاق کے سلسلے۔! کوئی کسی کے درپے آزار نہیں۔ سب ایک دوسرے کے دوست، ایک دوسرے کے تعلق دار اور ایک دوسرے کے بہی خواہ۔! کدورت، بغض اور مار دھاڑ کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔(کاروان سلف ص ۱۹۳)

## متوازن اور معتدل اہل علم:۔

بعض حضرات نے بتایا کہ ایک مرتبہ حج کے موقعے پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ (گولڑہ شریف) کے جانشین جناب پیر غلام محی الدین رحمہ اللہ کو

Privacy

(جنہیں لوگ پیار سے باؤجی کہا کرتے تھے) مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ نماز میں پیر صاحب رحمہ اللہ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ تعارف کے بعد اصرار کیا کہ قیام مکہ کے دوران مولانا انہی کے ہاں قیام فرمائیں۔ مولانا نے ہر چند معذرت کی، مگر پیر صاحب رحمہ اللہ نے قبول نہیں فرمائی۔ چنانچہ وہ کئی دن پیر صاحب رحمہ اللہ کے پاس مقیم رہے۔ پیر صاحب رحمہ اللہ نے اپنے باورچی کو خاص طور سے ہدایت کر دی تھی کہ مولانا کا کھانا ان کی پسند کے مطابق تیار کیا جائے۔ جماعت کے وقت اگر مولانا موجود ہوتے تو پیر صاحب رحمہ اللہ انہی کو امام بناتے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے۔

اس اثنا میں پیر صاحب رحمہ اللہ نے یہ عجیب واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۔جنوری ۱۹۵۶ء) مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ (وفات ۱۵ مارچ ۱۹۴۸) جو اہل حدیث مسلک کے حامل تھے، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ، ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء) سے ملاقات کے لیے گولڑہ تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہوا تو پیر صاحب رحمہ اللہ نے امامت کے لیے مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کو آگے کر دیا۔ اس سے ان کے بعض مرید اور معتقد کچھ پریشان سے ہوئے۔ پیر صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کی نماز مولانا ابراہیم صاحب رحمہ اللہ کے پیچھے نہیں ہوتی، وہ الگ جا کر نماز پڑھ لے، ہم مولانا کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

یہ پرانے زمانے کے متوازن اور معتدل اہل علم کی باتیں ہیں۔ اس دور تعصب پسند اور عہد فتنہ انگیز میں تو ان باتوں کو صحیح سمجھنے والے لوگ بھی بہت کم ملیں گے۔

مولانا عبداللہ رحمہ اللہ بے شک ایک خاص فقہی مسلک کے حامل تھے، لیکن ان کا دائرہ تعلقات بہت وسیع تھا۔ تمام مکاتب فکر کے حضرات سے ان کے روابط تھے۔

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



فیصل آباد کے قریب سالا روالا میں ایک بزرگ پیر ابوانیس محمد برکت علی رحمہ اللہ فروکش تھے، ان کے مولانا سے گہرے مراسم تھے۔ مولانا ان کے ہاں جاتے اور وہ مولانا کے ہاں تشریف لاتے تھے۔ انہوں نے کسی موضوع پر کوئی کتاب لکھی تو ان کا مسودہ مولانا کو دکھایا، مولانا نے اس کی تخریج کی اور احادیث واقوال کے حوالے درج کیے۔ وہ وسیع النظر اور فراخ حوصلہ عالم تھے۔ (کاروان سلف ص ۲۷۲)

## سرمایۂ اہلحدیث صوفی، ولی کامل:۔

صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے، بارگاہ الٰہی سے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا جاتا تھا۔ ایسے بہت سے واقعات اس نواح میں زبان زدعوام ہیں کہ صوفی صاحب نے اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور اللہ نے قبول فرمالی۔ دارالعلوم کے لیے ظفر اللہ کی والہانہ جدوجہد کو دیکھ کر ایک دفعہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ظفر اللہ! کیا میں تیرے لیے ایسی دعا نہ کروں کہ اللہ تعالیٰ دست غیب سے تیری ضروریات تجھے عطا فرماتا رہے۔ صوفی صاحب رحمہ اللہ کا فرمان سن کر ظفر اللہ نے عرض کیا:

حضرت! اس دعا کی بجائے میرے لیے ایسی دعا فرمایے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین کی خدمت کا کوئی بہت بڑا موقع عطا فرمائے۔

چنانچہ صوفی صاحب رحمہ اللہ نے عجز وعاجزی کے ساتھ اللہ سے دعا کی اور اللہ نے دعا اس طرح قبول فرمائی کہ انہوں نے ماموں کانجن سے دینیات کے علوم متداولہ سے فراغت کے بعد ایف اے کا امتحان دیا، پھر بی اے کیا اور کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا اور پھر اسی یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر کر لیے گئے۔ یہاں تک کہ اسی میں صدر شعبہ اسلامیات ہو گئے۔ (کاروان سلف ص ۵۰۶)

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 20/286

# کتاب ''گلستان حدیث'' رواداری کا تذکرہ

نام کتاب:۔گلستان حدیث..... مصنف:۔مولانا محمد اسحق بھٹی حفظہ اللہ

## نیک سیرت موحد نرم دل بزرگ:۔

(حافظ عبدالرشید گوہڑوی رحمہ اللہ) کے گاؤں میں ایک درویش منش بزرگ مولوی کرم دین قیام فرماتے تھے ان سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ بعدازاں والدین کے دل میں بیٹے کو حافظ قرآن بنانے کا جذبہ ابھرا تو انہیں ضلع اوکاڑہ کے ایک گاؤں چک مروکا نمبر 16 جی ڈی میں سید جماعت علی شاہ کے پاس بھیج دیا گیا جو اس نواح کے مشہور دیوبندی عالم تھے اور مولانا حسین علی رحمہ اللہ (واں بَھچراں) کے خلیفہ اور مولانا غلام اللہ خاں (راولپنڈی) کے ساتھیوں میں سے تھے۔ نیک سیرت اور پکے موحد۔ ان سے انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے نام عبدالرشید کے ساتھ حافظ عبدالرشید کہلائے۔ (گلستان حدیث ص398)

## غزنوی بزرگ کا فیض جامعہ اشرفیہ:۔

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے حافظ عبدالرشید گوہڑوی اور مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی کو بعض فنون کی مزید تعلیم کے لیے جامعہ اشرفیہ میں داخل کرادیا۔

جامعہ اشرفیہ اس وقت نیلا گنبد کی مول چند بلڈنگ میں جاری تھا اور اس کے مہتمم مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ تھے جو مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے والد محترم حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ استاذ زادہ ہونے کی وجہ سے وہ غزنوی رحمہ اللہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ مولانا کا رویہ بھی ان کے ساتھ تکریم کا تھا۔ جامعہ اشرفیہ میں حافظ عبدالرشید گوہڑوی اور مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی نے مولانا محمد ادریس کاندھلوی' مولانا رسول خان رحمہا اللہ اور مولانا عبیداللہ صاحب سے بعض نصابی کتابیں پڑھیں۔ (گلستان حدیث ص400,401)



Privacy

## اتحاد بین المسلمین کی کوشش:۔

حافظ صاحب (عبدالرشید گوہڑوی رحمہ اللہ وفات 18 جنوری 2010ء) کے دوستوں کی فہرست میں لاہور کی بادشاہی مسجد کے مرحوم خطیب مولانا عبدالقادر آزاد کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔وہ دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔پنجاب میں اتحاد بین المسلمین کے نام سے ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی جس میں تمام فقہی مسالک کے اہل علم شامل تھے۔مولانا عبدالقادر آزاد رحمہ اللہ اور حافظ عبدالرشید گوہڑوی رحمہ اللہ بھی اس کمیٹی کے رکن تھے۔اس کمیٹی کے ارکان کی حیثیت سے ان حضرات نے بنگلہ دیش کا دورہ بھی کیا اور انہیں اس ملک کے بلاد وقصبات میں جانے اور وہاں کے علماء وزعما سے ملاقات کے مواقع میسر آئے۔(گلستان حدیث ص403)

## حصول تعلیم میں اعتدال پسندی:۔

(مولانا محمد اسرائیل ندوی سلفی رحمہ اللہ ولادت 1924ء) میٹرک تک انگریزی اور ہندی کی تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء میں پائی۔

حکیم محمد اسرائیل ندوی سلفی نے جامعہ سلفیہ شکراوہ' دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ دارالعلوم دیوبند اور دہلی کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔بعض کتابیں دو دو مرتبہ پڑھیں۔ (گلستان حدیث ص412)

## حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ کی اعتدال پسند شخصیت:۔

(ولادت 15 فروری 1943ء): جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں انہوں نے جن اساتذہ کے سامنے زانوئے شاگردی تہہ کیے ان میں تین بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

## مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ:۔

یہ جامعہ اسلامیہ میں شیخ التفسیر کے منصب پر فائز تھے۔مشہور دیوبندی عالم دین

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



تھے جو کسی زمانے میں دار العلوم دیوبند میں طلباء کو پڑھاتے رہے تھے اور (سابق) ریاست قلات کے وزیر تعلیمات تھے۔ مولانا افغانی کو ان تمام اجلاسوں میں شرکت کا اعزاز حاصل ہے جو قیام پاکستان کے بعد ان کی زندگی میں اسلامی آئین کے نفاذ کے مطالبے کے سلسلے میں منعقد ہوئے۔ ان اکتیس علمائے کرام میں بھی یہ شامل تھے جنھوں نے ملک کے اسلامی آئین سے متعلق بائیس نکات مرتب کیے۔

## مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ:۔

یہ بھی دیوبندی حنفی استاذ تھے متعدد کتابوں کے مصنف۔ ان کی تصانیف میں لغات القرآن بھی شامل ہے جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ (گلستان حدیث ص (446,447

## سنت کے مذاق پر تجدید ایمان کا حکم (رواداری):۔

مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نماز کی امامت نہیں کراتے تھے۔ عام طور سے حافظ عبدالعزیز علوی کو جماعت کرانے کے لیے کہتے۔ ایک دن ان کے حکم کے مطابق انہوں نے عصر کی جماعت کرائی۔ نماز میں ایک نہایت متعصب حنفی نمازی بھی شامل تھے' حافظ عبدالعزیز نے رفع یدین کی تو نماز کے بعد اس شخص نے مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ سے کہا کہ آپ نے ایسے شخص کو آگے کر دیا جو نماز میں مکھیاں مارتا رہا۔ اس پر مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے اس شخص سے کہا کہ ہم لوگ رفع یدین کو سنت نہیں قرار دیتے۔ لیکن یہ امام سنت سمجھ کر رفع یدین کرتا ہے۔ تم نے سنت کا مذاق اڑایا ہے اس لیے اپنے ایمان کی تجدید کرو۔ مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھ سے سند لکھ کر حافظ عبدالعزیز علوی کو عنایت کی۔ (گلستان حدیث ص448)

## مولانا احمد مجتبیٰ سلفی رحمہ اللہ:۔

(ولادت 3 فروری 1949ء) بعد ازاں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں داخلہ لیا۔ وہاں

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 23/286

مولانا عبدالحفیظ بلیاوی (مصنف مصباح اللغات) مولانا عبدالماجد ندوی' مولانا سعید الرحمن ندوی' مولانا محمد رابع ندوی' مولانا محمد عرفان ندوی رحمھم اللہ اور دوسرے اساتذہ سے استفادہ کیا۔ ندوہ میں وہ 1966 سے 1970ء تک رہے۔ (گلستان حدیث ص 471)

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے یہ مقالہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں لکھا۔ (گلستان حدیث ص 472)

☆......☆......☆

# ہفت روزہ الاعتصام میں باہمی محبت کا تذکرہ

نام رسالہ: ہفت روزہ الاعتصام......جلد 40 شمارہ 52، اشاعت خاص

## دارالعلوم ندوہ کی خدمات:۔

(مولانا عبدالمبین ندوی دارالمصنفین اعظم گڑھ (بھارت) ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں لکھتے ہیں)

مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ اپنے وطن کی ابتدائی تعلیم کے بعد 1926ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے اور 1930ء تک یہاں زیر تعلیم رہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب ندوہ شہرت کے بام عروج پر پہنچ چکا تھا اور یہ اس کا عہد شباب تھا۔ مولانا ندوی رحمہ اللہ نے جب ندوہ کی پر بہار اور عطر بیز فضا میں قدم رکھا تو اس وقت ندوہ این خانہ تمام آفتاب است کا صحیح طور سے مصداق تھا۔ دارالعلوم علامہ سید عبدالحق حسنی مرحوم اور ان کے بالغ نظر رفقاء کی وجہ سے آسمان شہرت کی بلندیوں کو چھو رہا تھا۔ علامہ ڈاکٹر تقی الدین ہلالی مراکشی رحمہ اللہ' ادیب کبیر مولانا حیدر حسن خاں رحمہ اللہ

،شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن کاشغری رحمہ اللہ‘ مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ‘ مولانا عبدالحفیظ بلیاوی رحمہ اللہ‘ ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی رحمہ اللہ جیسی یگانہ روزگار اور نابغۂ عصر شخصیتوں نے اس پر اپنی زندگیاں کھپا کر اور خون جگر دے کر اسے شہرت کے بام عروج پر پہنچا دیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے قرآن وحدیث فقہ‘ تاریخ‘ سیر وسوانح‘ شعرو ادب‘ تہذیب وصحافت کے مختلف النوع موضوعات پر فضلاء ندوہ نے اپنی داد تحقیق سے وافر علمی سرمایہ فراہم کر دیا تھا کہ برصغیر میں کوئی ادارہ ان سے لگا نہیں کھا سکتا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں جدید وقدیم کے حسین امتزاج سے مؤلفین‘ مصنفین‘ محققین و مترجمین‘ محدثین ومفسرین ادباء وشعراء اور صحافیوں کی ایک بڑی کھیپ تیار ہوگئی جو اپنے اپنے حلقہ میں داد تحقیق دے رہے تھے اور ندوہ کا نام روشن کر رہے تھے انہی ناموران ندوہ میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ بھی تھے۔( ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 52)

## سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کا مشورہ:۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد مولانا دیگر ندوی حضرات کی طرح قلم وقرطاس سے رشتہ قائم کرنا چاہتے تھے اور اس کے لیے دارالمصنفین اعظم گڑھ میں چلے بھی گئے تھے۔ لیکن سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے جو اس زمانے میں دارالمصنفین کے ناظم تھے۔ ان سے کہا کہ زیادہ تر ندوی تصنیف وتالیف کے میدان میں آگئے ہیں تبلیغ وتقریر میں ان کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے آپ کو اس محاذ پر کام کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے سید صاحب رحمہ اللہ کے مشورے سے درس قرآن اور خطابت کا سلسلہ شروع کر دیا۔( ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 95)

## طریق گفتگو میں اعتدال پسندی:۔

موت وحیات کے ہمہ گیر قاعدے کے مطابق ہر متنفس کو مرنا ہے مولانا کو بھی

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ایک دن مرنا تھا اور وہ موت کا لقمہ بن گئے لیکن موت اور موت میں فرق ہے انسان اور انسان میں فرق ہے۔

قضا کس کو نہیں آتی یوں تو سب ہی مرتے ہیں پر اس مرحوم کی بوئے کفن کچھ اور کہتی ہے

مختلف مسائل ومعاملات سے متعلق مولانا ندوی رحمہ اللہ نہایت عمدہ تجزیہ کرتے تھے ایک دن عام علمائے دین اور صوفیائے کرام کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تبلیغ حق کے سلسلے میں دونوں ایک ہی قسم کی بات کہیں گے لیکن دونوں کے لب و لہجے اور اسلوب کلام میں نمایاں فرق ہوگا۔

عالم دین کلمہ حق کہنے میں انتخاب الفاظ پر زیادہ توجہ نہیں دے گا۔ نرم یا سخت جو الفاظ زبان پر آئے بلا تأمل کہہ دے گا۔ یہ خیال نہیں کرے گا کہ مخاطب پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے وہ یہ سمجھتا ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے اور اس کی کڑواہٹ کا اثر مخاطب کے حلق اور معدے تک پہنچنا چاہیے لیکن صوفی اور عارف اس طرز ادا کو نہیں اپنائے گا وہ سخت سے سخت بات کہنے کے لیے بھی نرم سے نرم الفاظ تلاش کرے گا۔ اس کی کوشش یہ ہوگی کہ اپنی بات بھی کہہ دی جائے اور مخاطب کو ذہنی اور قلبی تکلیف نہ پہنچے ( ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 193-192 )

مولانا کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ آج کل اکثر مبلغین کو ہم دیکھتے ہیں کہ انتخاب الفاظ کو اہمیت نہیں دیتے۔ وہ ایسا ترش اور کڑوا انداز اختیار کرتے ہیں کہ مخاطب پر اچھا اثر پڑنے کے بجائے برا اثر پڑتا ہے حالانکہ قرآن کا واضح حکم ہے کہ نرم و ملائم لفظوں میں تبلیغ کرنی چاہیے اور نوبت جھگڑے تک بھی پہنچ جائے تو گفتگو میں احسن طریق اختیار کرنا چاہیے۔( ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 193 )

## درویش وقلندر وقت :۔

مولانا خاموشی سے اپنے کام میں جتے رہتے تھے نمود و نمائش کے بالکل قائل نہیں تھے انتہائی قناعت پرست تھے۔ بالکل سادہ زندگی بسر کرسکتے تھے صحیح معنوں میں

Privacy

درویش اور قلندر تھے۔ اسلامی اخلاق کا مجسمہ تھے۔( ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص203)

☆......☆......☆

# ''سوانح امرتسری'' میں باہمی محبت کی مثال

نام کتاب:۔سوانح ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ، المتوفی 1948ء

تحریر:۔فضل الرحمن بن میاں محمد

## سکھ کے ساتھ نیک سلوک:۔

ایک مرتبہ آپ (مولانا امرتسری رحمہ اللہ ) کسی جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لے جارہے تھے کہ ریل کے سیکنڈ کلاس ڈبہ میں ایک سکھ مسافر اپنی جگہ سے اٹھا تو اس کو اوپر کے پھٹے سے ایسی چوٹ آئی کہ چکرا کر گرا اور کراہنے لگا۔حضرت مولانا اچھل کر اس کے پاس پہنچے۔اس کو اٹھایا، سنبھالا، بستر پر لٹایا، سر اور پاؤں دبائے، مٹھی چاپی کی۔اس نے ہر چند منع کیا مگر آپ نے فرمایا: سردار صاحب! اسلام نے محض مسلمانوں ہی کی خدمت کا حکم نہیں دیا۔تمام بنی نوع انسان اور تمام مذاہب کے پیروؤں سے نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔اس لیے میں نے جو سلوک آپ سے کیا ہے یہ کوئی آپ پر احسان نہیں ہے میرے فرائض میں داخل ہے۔اور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **:''ارحموا من فی الارض یرحمکم من السماء''**

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

آپ ہمیشہ وعید نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **:''لیس منا من لم**

**یوقرکبیرنا ویرحم صغیرنا** "بزرگوں کا ادب واحترام کرتے، بچوں پر رحم فرماتے، چھوٹوں سے شرم کھاتے اوران کا لحاظ کرتے، ان سے محبت وشفقت سے پیش آتے۔

(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص45)

## بچوں اور بوڑھوں سے حسنِ سلوک:۔

ایک مرتبہ کوئی ضعیف العمر اپنے بچے کوساتھ لئے دفتر اہل حدیث میں آئے، بچہ کارآمد کاغذوں پر ہاتھ مارنے لگا۔ ایک دو کاغذ پھاڑ بھی دیئے۔ ملازم نے جو بچے کی یہ حرکت دیکھی تو اس کوسخت الفاظ میں جھڑکا۔ بوڑھے کوبھی برا بھلا کہا، کرسی سے اٹھا کر ایک چٹائی پر بٹھا دیا۔ اتنے میں حضرت مولانا رحمہ اللہ تشریف لائے جب ان کو ملازم کی گستاخی کا پتہ چلا تو اُسے طلب کر کے ڈانٹ پلائی اور فرمایا: **بیوقوف!** تو مسلمان ہو کر بچوں کو جھڑکتا ہے اور بوڑھوں کی بے ادبی کرتا ہے۔ سن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: **لیس منا من لم یرحم صغیر نا ولم یوقرکبیرنا ویا مر بالمعروف وینہ عن المنکر۔** "خبردار ایسی حرکت نہ کرنا"

(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص46)

## مخالفین سے خندہ پیشانی سے پیش آنا:۔

دفتر اہل حدیث میں اورمولانا مرحوم کے خود اپنے دولت کدہ پر جب آپ کے حریف ومخالف کسی کام کے سلسلہ یا کسی اور وجہ سے آتے تو مولانا اٹھ کر ان کا استقبال کرتے، اپنی جگہ پر بٹھاتے، نرم وشیریں گفتگو فرماتے۔ خاطر و مدارت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے، انہی اخلاق و عادات کی وجہ سے آپ ہر مکتبہ فکر کے نزدیک ہر دلعزیز تھے۔

تمام مذاہب والے آپ کا احترام کرتے تھے مخالفین میں سے اگر کوئی بیمار

ہوجاتا تو عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ اگر کسی کی مالی حالت کمزور ہوتی تو بڑے پیارے انداز سے اس کی مدد فرماتے ان کا عام دستور تھا کہ مخالف کی عیادت کو جاتے وقت ایک لفافے میں سو کا نوٹ ڈال کر لے جاتے اور واپسی کے وقت اسے بیمار کے تکیے کے نیچے رکھ آتے۔ آج کل بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ مولانا مرحوم کے اس عالی خلق کی گواہی دے سکتے ہیں۔

اگر ان میں سے کسی کی موت واقع ہوجاتی تو جنازے میں شریک ہوتے، تعزیت کے لیے اس کے ورثاء کے پاس جاتے۔ اگر خود نہ جاسکتے تو اپنے لڑکے کو ضرور بھیجتے۔ (سوانح ثناءاللہ امرتسری ص48)

## صلح وصفائی کی فکر:۔

ایک مرتبہ ایک شخص ان کی مجلس میں آ کر جوتے سمیت قالین پر بیٹھ گیا۔ آپ نے باتوں باتوں میں اس پر عیاں کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **اذا جلس الرجل ان یخلع نعلیه فیضعها الی جنبه۔ (مشکوٰۃ)**

ایک مرتبہ دو مسلمانوں کو آپس میں جھگڑتے ہوئے دیکھا جھگڑے سے بات بڑھ کر مارنے مرانے پر آ گئی۔ مولانا مرحوم ومغفور آگے بڑھے اور دونوں سے مخاطب ہوکر فرمایا بھئی جو کچھ کہنا ہے مجھ کو کہہ لو یوں دو مسلمان آپس میں لڑتے ہوئے اچھے نہیں لگتے دونوں میں صلح کرادی اور آئندہ نہ لڑنے کا ان سے وعدہ لے لیا۔ (سوانح ثناءاللہ امرتسری ص49)

## ندوۃ العلماء:۔

بقول مولانا ابوالوفاء رحمہ اللہ کے کہ 1892ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کی جس مجلس میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد ان کی دستار بندی ہوئی اسی مجلس میں ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی۔ جو چند ہی سالوں میں ایک عظیم الشان علمی ادارہ بن گیا، جو بجا طور پر مولانا شبلی نعمانی اور سلیمان ندوی رحمهما اللہ پر فخر کرسکتا ہے۔ ان دونوں حضرات کے قلم ہمہ تن دین اسلام کی خدمت میں کوشاں رہتے تھے۔ ان کی ''سیرۃ

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



النبی'' کتب سیر میں اونچا مقام رکھتی ہے۔ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے ماہنامہ'' المعارف'' کی مقبولیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ (سوانح ثناء اللہ امرتسری ص 53)

## غلطی کی نشاندہی پر فوراً رجوع:۔

مولانا (ثناء اللہ) رحمہ اللہ میں یہ بڑی خوبی تھی کہ اگر کہیں بشری تقاضوں کے تحت غلطی ہوجاتی تو نشان دہی پر فوراً رجوع کر لیتے۔ اپنی غلطی کو ثابت کرنے کے لیے فضول قیل وقال کے چکر میں نہ پڑتے بلکہ اہل علم کو دعوت دیتے رہتے کہ بھائی جان میری غلطی دیکھو مجھے خبر کردو۔ (سوانح ثناء اللہ امرتسری ص 213)

## سیاسی ودینی اتحاد کی فکر:۔

مولانا رحمہ اللہ اپنے اخبار اہلحدیث میں فرماتے ہیں: اتحاد واتفاق، تعظیم میں مسلمان ہند بہت نیچے گرے ہوئے ہیں ہماری قوم میں جس قدر اختلاف اور پھوٹ فرقہ بندی اور نا اتفاقی ہے ہندوؤں میں ہے نہ سکھوں میں نہ عیسائیوں میں ہے، نہ دنیا کی کسی قوم میں۔ غرضیکہ ساری قومیں متحد اور متفق ہوکر اپنے سیاسی، مذہبی اور ملی مفاد کو حاصل کرنے میں کوشاں اور منہمک ہیں مگر آہ! ایک ہم ہیں کہ نہ ہماری سیاسی پارٹیاں متحد ہیں اور نہ ہی مذہبی انجمنیں۔ نہ عوام میں اتفاق ہے اور نہ خواص میں اتحاد کیا اچھا کہا ہے شاعر نے:

ترقی کررہی ہیں اور قومیں علم وحکمت میں  ہماری قوم لیکن مبتلائے خواب غفلت ہے
جو ہیں دو بھائی تو ہے ایک کا اک دشمن جانی  نہ آپس میں محبت ہے نہ باہم ربط الفت ہے
سنائیں کس کو افسانہ غم آلام کا اپنے!  طبیعت میں مسلمانوں کی کیا جوش حمیت ہے

(سوانح ثناء اللہ امرتسری ص 219)

اس اتحاد واتفاق کی بدولت بدر کے موقع پر 313 آدمی ہزاروں کا مقابلہ کرکے فتح حاصل کر لیتے ہیں اور آج ہزاروں کی تعداد میں ہونے کے باوجود شکست اور ناکامی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے وجوہ اور علل بہت ہوں لیکن عدم اتحاد واتفاق ایک وجہ ضرور

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 30/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ہے اور اسی قانون کے چھوڑنے کا نتیجہ ہے۔(سوانح ثناءاللہ امرتسری ص 221)

☆......☆......☆

# کتاب ''گزر گئی گزران'' میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب:۔گزر گئی گزران...... مصنف:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

## برصغیر کے شہنشاہ خطابت:۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ برصغیر کی دنیائے خطابت کے مشہور خطیب تھے۔وہ کئی کئی گھنٹے بے تکان تقریر کرتے تھے۔جو شخص ان کی تقریر سننے کیلئے آجاتا وہ اس میں مسحور ہوجاتا اور اٹھنے کا نام نہ لیتا۔(گزر گئی گزران ص 353)

عشاء کی نماز سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد تیس پینتیس آدمیوں کے ساتھ شاہ جی جلسہ گاہ میں داخل ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی امیر شریعت زندہ باد۔مجلس احرار زندہ باد اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔شاہ جی نے سٹیج پر کھڑے ہوکر چاروں طرف نگاہ ڈالی اور پھر ایک کرسی پر جو خاص طور سے ان کیلئے رکھی گئی تھی تشریف فرما ہوئے۔

میرے خیال میں رات کے گیارہ بجے کے قریب انہوں نے تقریر کیلئے مائیک سنبھالا اور پھر نعرے گونجنے لگے۔ہاتھ کے اشارے سے انہوں نے نعروں کا سلسلہ بند کرایا اور ایک ادائے خاص سے دائیں بائیں دیکھ کر مائیک کو ذرا اپنے قریب کیا اور خطبہ مسنونہ کے الفاظ سامعین کے پردہ سماع سے ٹکرانے لگے۔نہایت دل کش اور پرتاثیر آواز خطبے کے مضمون سے جب آواز کا زیروبم ہم آہنگ ہوتا تو لوگ جھوم جھوم جاتے پھر جب درود شریف پڑھنا شروع کیا اور''**اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد**'' کے الفاظ ان کے لسان سحر آفریں سے ادا ہوئے تو ایسے لگا کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے عقیدت واحترام کے تمام لوازم ان کی

WWW.UBQARI.ORG

ذات اور زبان میں جمع ہو گئے ہیں۔اس کے بعد جب آیات قرآن کی تلاوت کا آغاز ہوا تو خیال گزرا کہ یہ آیات براہ راست آسمان سے نازل ہو رہی ہیں۔سبحان اللہ! ان اوصاف کا حامل خطیب اب کہاں پیدا ہوگا۔

برصغیر کے اس شہنشاہ خطابت نے قمری حساب سے 71 برس اور عیسوی حساب سے عمر کی تقریباً 70 منزلیں طے کرنے کے بعد 9 ربیع الاول 1371ھ (21 اگست 1961ء) کو ملتان میں وفات پائی۔(گزرگئی گزران ص 353 تا 354)

☆......☆......☆

# کتاب ''تراجم علمائے اہل حدیث'' میں رواداری

نام کتاب:۔تراجم علمائے اہلحدیث

مصنف:۔حضرت مولانا ابویحییٰ امام خان صاحب نوشہروی

## علمائے دیوبند کو تدریس حدیث کی بشارت:۔

مولوی سید احمد حسن قنوجی رحمہ اللہ سے صرف ونحو وفقہ کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور تکمیل مولوی فیض الحسن سہارنپوری سے کی جو اس وقت سرسید مرحوم کے دفتر میں ملازم تھے،حدیث کا شوق تھا،مگر والدہ مانع سفر تھیں،اس لئے یہ آرزو چندے دل ہی میں رہی کہ مولانا محمد قاسم مرحوم نانوتوی (جو اس وقت مطبع احمدی میرٹھ میں متعین تھے) نے خواب میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ''قاسم علی گڑھ جاؤ اور ہمارے دوست عبدالجلیل رحمہ اللہ کے بیٹے اسمٰعیل کو حدیث پڑھاؤ''

مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ کا خلوص محبت مشہور ہے کہ مدرسہ دیوبند میں ۵۰ روپے مشاہرہ پر ملازم ہیں مگر صرف دس روپے لیتے ہیں اس پر بھی اگر کوئی ملاقاتی آ گیا تو گھڑی سامنے رکھ لی اسی طرح مہینے میں جتنا وقت صرف ہوتا اپنے حساب میں لگا لیتے۔مولانا علی گڑھ تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست عبدالجلیل کے

WWW.UBQARI.ORG

بیٹے کو نو مہینے میں صحاح ستہ کا دور ختم کرا کے واپس چلے گئے۔اس مدت کی اُجرت بجز نانِ جویں کے کچھ قبول نہ فرمائی۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۲۰۱)

## ابوالفیاض عبدالقادر رحمہ اللہ کی بیعت وخلافت:۔

والد کا نام شیخ عبداللہ سن ولادت ۱۲۷۹ھ تعلیم کا ماجرا یہ ہے کہ کتب صرف ونحو اور منطق وغیرہ مولد ہی میں ملا حسام الدین رحمہ اللہ اور مولوی ابوالمکارم محمد علی رحمہ اللہ سے پڑھیں...... دہلی سے رخصت ہونے کے بعد خلافت نامہ واجازت اور ادو وظائف مولوی سید ضیاء النبی (رائے بریلوی) سے حاصل کئے۔نور اللہ مرقدہ بانوار تام ۱۳۳۱ھ = ۱۹۱۳ء (تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۳۹)

## علمائے دیوبند سے علمی استفادہ:۔

ابتدائی کتب صرف ونحو (اور فارسی) تا شرح جامی اپنے والد ماجد سے پڑھ کر مدرسہ جامع العلوم کان پور میں ۳ سال تک کتب فنون پڑھیں اس وقت یہاں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولوی محمد اسحاق ہردوانی رحمہما اللہ اصحاب مسند تھے جن سے آپ نے استفادہ کیا۔(تراجم علمائے اہلحدیث ص ۳۴۳)

☆......☆......☆

# امام اعظم مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی نظر میں

نام کتاب:۔مقالات محمد داوٗد غزنوی رحمہ اللہ

جمع وترتیب:۔مولانا محمد حنیف یزدانی.... ناشر:۔مکتبہ نذیریہ لاہور

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ ہماری جماعت کے مشہور مقتدر علماء میں سے تھے۔انہوں نے اپنی کتاب تاریخ اہلحدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح و

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



توصیف اور ان کے خلاف ارجاء وغیرہ الزامات کے دفعیہ میں ۸/۲۹×۲۳ سائز کے ۸ صفحات وقف کئے اور مقتدر مشاہیر علماء سلف مثلاً امام ابن تیمیہ، امام ذہبی، حافظ ابن حجر اور علامہ شہرستانی رحمہم اللہ کے اقوال نقل کر کے یہ بتایا ہے۔ ''الناس فی ابی حنیفة حاسد او جاھل'' یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔

پھر کسی جگہ ان کا ذکر امام اعظم رحمہ اللہ کے نام سے کرتے ہیں کسی جگہ سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہہ کر ادب و احترام سے ذکر کرتے ہیں اور حضرت الامام الاعظم رحمہ اللہ کے خلاف جو سب سے زیادہ سنگین جملہ امام سفیان کے حوالہ سے بروایت نعیم بن حماد کیا جاتا ہے اس پر معقول اور مدلل جرح کر کے ثابت کیا ہے کہ نعیم بن حماد سنت کی تقویت میں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بدگوئی میں جھوٹی حدیثیں اور من گھڑت حکایات وضع کر لیا کرتا تھا اور اس ساری بحث کو آخر میں مولانا محمد ابراہیم اس فقرہ کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں جن کو حافظ ذہبی جیسے ناقدالرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ''البدایہ والنہایہ'' میں آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حق میں فرماتے ہیں۔

(احد ائمة الاسلام و سادة الاسلام و احد ارکان العلماء و احد الائمة الاربعة اصحاب المذاھب المتبوعه)

نیز حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ عبداللہ بن داؤد حرینی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے لیے دعا کیا کریں۔ کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا۔

(البدایہ والنہایہ ج دوم، ص ۱۰۷، بحوالہ مقالات محمد داؤد غزنوی ص ۵۵، ۵۶)

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 34/286

## امام اعظم رحمہ اللہ اور علمائے اہلحدیث:۔

نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ جن کا ذکر بعض حلقوں میں اہانت اور تحقیر کے ساتھ کیا جاتا ہے اپنی مشہور تصنیف ''الحطه فی ذکر الصحاح السته'' میں تبع تابعین کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے یہ تیسرا طبقہ ہیں اور اس طبقے کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''منهم الامام جعفر الصادق و ابو حنيفة النعمان بن ثابت و الامام الاشجعی ومالک والاوزاعی والثوری وابن جريج ومحمد بن ادريس الشافعی وغيرهم وهذه الطبقات الثلاثة هی المشهود لها بالخير علی لسان نبينا صلی الله عليه وسلم وهم الصدر الاوّل والسلف الصالح والمحتج بهم فی كل باب''

کہ ان تبع تابعین میں سے امام جعفر صادق، امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی رحمہم اللہ وغیرھم ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ تین زمانے (صحابہ تابعین، تبع تابعین) خیر و برکت کے ہیں اور یہی اسلام کے صدر اول اور ہمارے سلف صالح ہیں جن سے ہر باب میں سند پیش کی جاسکتی ہے۔
(مقالات مولانا محمد داؤد غزنوی ص ۵۶)

## امام اعظم شیخ الکل کی نظر میں:۔

مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ جو امام عرب وعجم اور استاذ العلماء ہیں اپنی کتاب ''معیار الحق'' میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تابعی ہونے کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہر چند کہ فضائل سے امام صاحب رحمہ اللہ کے ہم کو عین عزت اور فخر ہے اس لئے کہ وہ ہمارے پیشوا ہیں اور ہم ان کے امر حق میں پیرو ہیں ان فضائل سے جو فی الواقع بھی ہوں اور ساتھ اسناد صحیح کے ثابت

WWW.UBQARI.ORG

ہوں......اوراس میں امام صاحب کی کسر شان اور مذمت نہیں ہے اس لیے کہ ان کی فضیلت تابعی ہونے پر موقوف نہیں ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی پرہیز گار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں اور آیت کریمہ "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" (زینت بخش مراتب ص ۵ بحوالہ مولانا محمد داؤد غزنوی ص ۵۷)

## علمائے اہلحدیث اور دیوبند میں رواداری:۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ علماء دیوبند میں ممتاز مقام رکھتے ہیں ان سے دو واقعات ان کے خلیفہ مجاز خواجہ عزیز الحسن صاحب "اشرف السوانح" میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہ حضرت والا جناب مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے جو اہلحدیث کے بہت سر برآوردہ علماء میں سے تھے دو بار ملے ایک بار دہلی میں طالب علمی کے زمانے میں اور ایک بار آرہ (بہار) میں دہلی کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

اس زمانہ میں ایک غیر مقلد طالب علم مدرسہ دیوبند میں پڑھتا تھا اس نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں کچھ گستاخانہ کلمات استعمال کیے اس پر اور طالب علموں نے اسے پیٹ دیا تھا۔ اس واقعہ کی (مولانا نذیر حسین صاحب سے) شکایت بھی کی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اس نے امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے تھے اس پر طلباء کو غصہ آ گیا یہ سن کر مولوی صاحب نے فرمایا کہ واقعی یہ اس کی بڑی بے جا حرکت تھی۔ دوسرا واقعہ آرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس وقت ایک غالی غیر مقلد مولوی صاحب نے جو ان کے پاس بیٹھے تھے۔ دوران گفتگو حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ کی کچھ تنقیص کی۔ مولوی صاحب یعنی مولانا نذیر حسین رحمہ اللہ نے ان کو ڈانٹا کہ یہ بڑے لوگ تھے ہمارا منہ نہیں کہ ہم ان کی

WWW.UBQARI.ORG

شان میں کچھ کہہ سکیں۔

یہ دونوں واقعات اہلحدیث علماء کی روایت سے نہیں بلکہ اکابر علماء دیوبند کے واسطہ سے ہیں۔ان سے کس قدر وضاحت سے ثابت ہوتا ہے کہ اکابر علماء اہلحدیث امام ابوحنیفہ امام محمد اوران کے بہت بعد کے علماء جیسا کہ علامہ ابن ہمام رحمہم اللہ کیلئے کس درجہ ادب واحترام رکھتے تھے۔

(مقالات مولانا محمد داؤدغزنوی ص ۵۸ بحوالہ اشرف السوانح حصہ اول ص ۱۲۳، ۱۲۴)

## گستاخی اور بے ادبی اہلحدیث کا مسلک نہیں:۔

اگر ہم ان تمام عبارات کونقل کریں جو علماء اہلحدیث اور اکابر اہلحدیث نے اپنی تصنیفات میں تحریر فرمائی ہیں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔یہ سب کی سب اس پر شاہد عدل ہیں کہ انہوں نے ائمہ دین کے ادب واحترام کے اظہار میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور اپنے تلامذہ اور وابستگان دامن کے دلوں میں ائمہ کرام رحمہم اللہ کی تعظیم وتکریم کے نیک جذبات پیدا کرنے میں ہمیشہ کوشش کی۔

لیکن اگر کوئی شخص اہلحدیث کہلا کر کسی امام کے حق میں سوءظن رکھتا ہے یا ادب واحترام سے ذکر نہیں کرتا ہے تو اس کا طرز عمل جماعت اہلحدیث کا مسلک نہیں بن جائے گا۔اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی حنفی کہلا کر امام شافعی رحمہ اللہ کی شان میں گستاخی کے کلمات کہے۔

(مقالات مولانا محمد داؤدغزنوی ص ۵۷، ۵۹)

## امام صاحب کی گستاخی پر سوئے خاتمہ:۔

عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ والد صاحب کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔اس کو حلقہ درس سے نکال

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور بفحوائے ''اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله ''فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم مرتد ہوگیا ہے۔ ''**اعاذنا الله من سوء الخاتمه**'' یہ ہے جو آپ سے کہہ رہا ہوں کہ جس طرح ایک حنفی عالم یا حنفی درس گاہ اگر امام شافعی رحمہ اللہ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو اس کو احناف کا من حیث الجماعت مسلک نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی اہلحدیث امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں کوئی ناشائستہ لفظ استعمال کرتا ہے یا دل میں سوءظن رکھتا ہے تو یہ اہلحدیث کا مسلک نہیں کہلائے گا۔ (مقالات محمد داؤد غزنوی ص ۶۱، ۶۲)

☆......☆......☆

# کتاب ''سِرِ دلبراں'' میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب: سردلبراں

حالات وواقعات زندگی شیر ربانی علامہ الحاج حبیب الرحمن یزدانی شہید رحمہ اللہ

## بذریعہ خواب باہمی محبت کی رہنمائی:۔

آج سے چند سال قبل راقم آثم (مولوی عزیز الرحمن یزدانی) کو خواب میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی زیارت ہوئی۔ میں نے محسوس کیا کہ حضرت نے نماز تہجد کے بعد نماز فجر ادا کی ہے۔ فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک وظائف میں مشغول رہے ہیں اور اب نماز اشراق سے فارغ ہوئے ہیں تھکاوٹ محسوس کر رہے ہیں اور اونگھ رہے ہیں۔ میں نے سلام کہا اور پاؤں دبانے شروع کر دیئے۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں، میری طرف بغور دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کی ''حضرت مجھے کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں'' تو انہوں نے فرمایا: ''بیٹا ہمارا سب سے بڑا وظیفہ ادب ہے

Privacy

بڑوں کا ادب کریں اور چھوٹوں کا بھی" میں نے عرض کی "حضرت چھوٹوں کے ادب کا مفہوم میں نہیں سمجھ سکا" تو فرمایا: "اس کا مفہوم یہ ہے کہ حقوق ادا کریں۔"

یقیناً یہ ادب کا نہایت ارفع و اعلیٰ مفہوم ہے۔ ادب کا مطلب یہ ہے کہ جس کا ادب کیا جائے اگر وہ بزرگ ہے تو اس کی فرمانبرداری کی جائے' کہا مانا جائے اس کے نقش قدم پر چلا جائے اور اس کی تعلیمات کو اپنایا جائے۔ محض چوما چاٹی کا نام ادب نہیں اور اہلحدیث تو ماشاءاللہ سب سے زیادہ اور صحیح ادب کرنے والے ہیں۔

محدث مدینہ امام مالک رحمہ اللہ طلباء کو حدیث کا درس دے رہے تھے۔ طلباء نے دیکھا کہ ان کا رنگ بار بار بدلتا ہے سبق کے بعد انہوں نے عرض کی "حضرت دوران سبق آپ کا رنگ بدلتا تھا' آپ نے فرمایا میری پشت پر بچھو نے سترہ ڈنگ کیے ہیں مگر میں نے حرکت نہیں کی کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ رہا تھا اگر حرکت کرتا تو ادب کے خلاف ہوتا۔

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم مانداز فضل رب
بے ادب محروم ماند از فضل رب (مولانا روم)

ادب کی تشریح کرنے کے بعد کچھ دیر بیٹھے رہے اور پھر اٹھ کر ایک ایسی جگہ چلے گئے جہاں بکائن کے درختوں کا گھنا اور ٹھنڈا سایہ تھا اور وہاں پانی کی ایک صراحی بھی تھی۔ آپ کے پاس وہاں لوگوں نے آنا شروع کر دیا۔ اتنے میں فجر کی اذان شروع ہو گئی اور راقم الحروف جاگ اٹھا۔ (سر دلبراں ص 40 سے 42)

☆......☆......☆

## کتاب "بخشش کی راہیں" میں بڑوں کی باتیں

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



نام کتاب:۔ بخشش کی راہیں......افادات:۔حافظ محمد منشاء بن جمال الدین شہید

ملنے کا پتہ:۔ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ گلشن اقبال نمبر ۵ کراچی نمبر ۴۷

# ائمہ اربعہ مصنفین اہلحدیث کی نظر میں

## حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ:۔

امام مالک رحمہ اللہ کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی اور وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی۔

## مجتہدانہ بصیرت کا حیرت انگیز واقعہ:۔

ایک واقعہ ہے کہ مدینہ میں کسی نیک عورت کی وفات ہوئی جب کسی عورت نے اس کو غسل دیا اور اسکی شرمگاہ پر ہاتھ رکھا تو یہ کہہ دیا کہ یہ فرج کسقدر زنا کا رتھا تو یہ کہتے ہی اسکا ہاتھ فرج پر چمٹ گیا اور ایسا چمٹا کہ باوجود ہر کوشش کے جدا نہ ہوا۔علماء اور فقہاء سب دیکھ کر حیران رہ گئے اور کوئی اسکی تدبیر نہ سوجھی۔لیکن امام صاحب اس راز کو سمجھ گئے فرمایا اس غسل دینے والی عورت کو وہ حد لگاؤ جو تہمت لگانے والی کو لگائی جاتی ہے چنانچہ جب اس کو اسی دڑے لگائے گئے تو اسکا ہاتھ چھوٹ گیا لوگوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے پھر ہر چھوٹا بڑا امام مالک رحمہ اللہ کو بیحد عزت واکرام کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔اور انکا ادب واحترام ہر آدمی کے دل میں راسخ ہوگیا۔

## حدیث کا ادب واحترام:۔

حدیث کا اسقدر احترام کرتے تھے کہ لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے جیسا کہ ان کے شاگرد عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ حدیث پڑھا رہے تھے تو ایک بچھو نے آپ کو نیش زنی شروع کی تو شاید اس نے دس مرتبہ آپ کو کاٹا ہوگا۔جسکی وجہ سے آپ کا چہرہ متغیر اور سرخی مائل ہوتا جاتا لیکن آپ نے حدیث کا احترام اور اسکی عظمت سمجھتے ہوئے حرکت تک نہ کی اور نہ ہی حدیث کو قطع کیا۔جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 40/286

آج آپ رحمہ اللہ کا چہرہ متغیر ہورہا تھا تو آپنے فرمایا کہ میرا اسقدر صبر کرنا صرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔ (بخشش کی راہیں ص ۴۴۶، ۴۴۷)

## امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

نام نعمان بن ثابت ہے، ان کے باپ ثابت بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کیلیئے برکت کی دعا کی تھی پھر ۸۰ھ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی انکے زمانہ میں صرف چار صحابہ زندہ تھے باقی سب فوت ہوگئے تھے، حضرت انس بن مالک بصرہ میں عبداللہ بن ابی اوفی کوفہ میں سہل بن سعد الساعدی مدینہ میں اور ابوطفیل عامر بن واصلہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مکہ میں تھے۔

### امام صاحب رحمہ اللہ کا تقویٰ:۔

ایک دفعہ منصور نے انکو قاضی بننے پر اتنا مجبور کیا کہ حلفاً کہہ دیا کہ میں آپ کو ضرور قاضی بنادوں گا تو امام صاحب نے بھی قسم اٹھالی کہ میں نہیں بنوں گا تو آخر جب امام صاحب رحمہ اللہ نہ مانے تو منصور نے قید کردیا۔ اور پھر قید میں ہی وفات پائی۔ حکم بن ہشام کا بیان ہے کہ شام میں مجھے یہ خبر پہنچی کہ امام صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے امانت دار تھے اسی وجہ سے بادشاہ نے امام صاحب کو کہا کہ آپ خزانے کی چابیاں قبول کرلیں ورنہ آپ کو سزا دی جائے گی تو امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا کہ میں آخرت کے حساب پر دنیا کے عذاب کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے پاس ایک دفعہ امام صاحب کا ذکر ہوا تو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا تم ایسے آدمی کا ذکر کررہے ہو کہ جس پر ساری دنیا پیش کی گئی لیکن وہ اس سے بھاگ گیا۔

WWW.UBQARI.ORG

## ساری رات عبادت کرنا:۔

ابوحامد غزالی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نصف رات عبادت کرتے تھے کسی نے کہہ دیا کہ امام صاحب رحمہ اللہ پوری رات عبادت کرتے تو پھر انہوں نے پوری رات کی عبادت شروع کردی۔ کہتے تھے کہ اب مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ لوگ جتنا مجھے عابد خیال کریں اتنا میں نہ ہوں۔

اسی طرح اور بھی امام صاحب رحمہ اللہ کی نیکی اور انکی پرہیزگاری کے کافی واقعات ہیں آخر بغداد میں ۱۵۰ھ میں یہ فقہ کا آفتاب غروب ہوگیا۔
(بخشش کی راہیں ص ۴۴۸، ۴۴۹)

# امام شافعی رحمہ اللہ

نام محمد بن ادریس ہے تقریباً سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت 150ھ کو ہوئی گویا یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس سال امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی اسی سال امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطاء اور اسکی نوازش ہے کہ ایک علم کا چراغ غروب ہوا اور دوسرا اسکی جگہ پر آ گیا۔

## امام شافعی رحمہ اللہ کی والدہ کا خواب:۔

محمد بن حکیم کا بیان ہے کہ جب امام شافعی رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ امام شافعی سے حاملہ ہوئیں تو انکا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مشتری سیّارہ میرے پیٹ سے نکلا جس نے ہر شہر کو منور کردیا تو معبرین نے اسکی تعبیر کی کہ تیرے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو علم وفضل کا چراغ اور اپنے وقت کا امام ہوگا۔

## امام شافعی رحمہ اللہ کا خواب:۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا خود اپنا بیان ہے کہ میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تو کون ہے۔ میں نے کہا: میں آپکے نسب سے ہوں تو

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ میرے قریب ہو جب میں قریب ہوا تو آپ نے لب لی اور اسکو پکڑ کر میری زبان ہونٹوں اور منہ پر مل دی اور کہا ''**مش بارک اللہ فیک**'' جا اللہ تعالیٰ آپ میں برکت کرے پھر حافظے کا یہ عالم تھا کہ جس کو ایک مرتبہ پڑھ لیتے وہ ازبر ہو جاتی۔(بخشش کی راہیں ص 450)

## امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بغداد میں 164 ہجری میں پیدا ہوئے پھر تحصیل علم کیلئے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن اور شام کا سفر کیا۔اپنے زمانہ میں حدیث، فقہ اور دیگر علوم کے بہت بڑے امام تھے۔اسی طرح زہد وتقویٰ اور عبادت میں بھی ایک مثالی انسان تھے۔جیسا کہ اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کا بیان ہے۔(**احمد بن حنبل حجة بین اللہ و بین عبادہ فی ارضہ**) کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان اس کی زمین پر ایک برھان ہیں۔

### امام شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں:۔

''قال خرجت عن بغدادٍ وما خلفت بها احدًا اتقی او اورع ولا افق ولا اعلم من احمد بن حنبل'' میں جب بغداد سے نکلا تو اپنے پیچھے زہد وتقویٰ اور علم وفقہ میں امام احمد رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی اور کو نہیں چھوڑا۔ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کوئی ایسی مجلس نہیں دیکھی کہ جس میں علمی گفتگو کی بحث کے علاوہ کوئی دنیاوی بات چیت ہوتی ہو۔

### احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بارگاہ الٰہی میں اعزاز:۔

''رایت امام احمد بن حنبل فی المنام فقلت ماصنع اللہ بک قال غفر لی ثم قال یااحمد ضربت فی قال قلت نعم یاربّ قال یااحمد ھذا وجھی فانظر الیہ فقد ابحتک الیہ۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 43/286

## خواب میں زیارت:۔

میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور پھر کہا کہ اے احمد تو میری خاطر مارا گیا تھا تو میں نے کہا ہاں تو فرمایا اچھا یہ میرا چہرہ ہے اب تو اس کیطرف دیکھ اور تحقیق میں نے تم کو اس کی طرف دیکھنے کیلئے خالص کر لیا ہے۔

عبدالرحمن بن احمد کا بیان ہے: ”**کنت اسمع ابی کثیراً یقول دبر صلاتہ اللّٰھم کما صنت وجھی عن السجود لغیرک فصن وجھی عن المسألۃ لغیرک۔**

کہ میں نے اپنے باپ سے نماز کے بعد کئی مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا۔ اے اللہ! جس طرح تو نے میرا چہرہ غیر کے سامنے جھکنے سے محفوظ رکھا ہے اسی طرح میرے چہرے کو اس سے بھی بچانا کہ یہ تیرے سوا کسی اور سے سوال کرے۔

(بخشش کی راہیں ص 453,454)

☆......☆......☆

## کتاب ”الارشاد الی سبیل الرشاد“ بڑوں کی محبت کا تذکرہ

نام کتاب:۔ الارشاد الی سبیل الرشاد........

مصنف:۔ حضرت مولانا محمد شاہجہانپوری رحمہ اللہ

## اولیاء واجب التعظیم:۔

ہر ایک کو اسی کے مرتبہ پر رکھنا چاہتے ہیں۔ (ہم) ولی کو ولی اور واجب التعظیم سمجھتے ہیں اور کیسے نہ سمجھیں حدیث قدسی میں خود اللہ تعالیٰ ہی نے فرمادیا ہے۔ ”**من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب**“ جو میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت کرے اس کے ساتھ میں لڑائی کا اعلان کرتا ہو۔ (صحیح بخاری)

WWW.UBQARI.ORG

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص 30)

## ائمہ کا احترام:۔

ائمہ اربعہ کی نسبت کئی ناپسندیدہ باتیں لوگوں نے جوڑ دی تھیں اور خود امام اعظم صاحب رحمہ اللہ کی نسبت تہمت لگائی گئی تھی کہ وہ کرامات اولیاء کے قائل نہیں اور یہ بھی مشہور تھا کہ مبتدع اور نئی نئی باتیں نکالنے والے ہیں اور یہ بھی مشہور تھا کہ قیاس کی بناء پر دانستہ حدیث کا رد کرتے ہیں حالانکہ یہ سب غلط تھا' کوئی ربانی عالم ایسا نہیں کرسکتا۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد ص 34)

## تنقیص ائمہ کرام رحمہم اللہ اہلحدیث کا کام نہیں:۔

پھر بھلا وہ (اہلحدیث) کس طرح ایسا کر سکتے ہیں کہ ائمہ کو برا کہیں۔ قرآن و حدیث میں ایک طرح سے نہیں بلکہ مختلف طور پر اس کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔ اول تو عموماً کسی مومن کو گالی دینا فسق بتایا' ادنیٰ مومن کو برا کہنا فسق ہے۔ دوسرے عموماً اموات کو برا کہنا صریح منع ہے۔ تیسرے عام مومن پر بہتان باندھنا حرام ہے۔ چوتھے عموماً محسن کی شکرگزاری واجب ہے۔ پھر بھلا کس کا منہ ہے کہ وہ ان ائمہ کو جو پیشوایان مؤمنین اور مسلمانوں کے افراد کاملین سے ہیں کوئی گالی دے یا برا کہے یا ان کی برائی کر کے ان پر بہتان باندھے۔ اس لیے کہ وہ بڑے بڑے پاکیزہ نفوس تھے ہم جو عیب گیری کریں وہ اس سے پاک تھے برا کہنا تو درکنار ہم ان کے شکریہ ہی سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ ان ہی سب کی خدمتوں کا نتیجہ ہے جو ہم دین کو کیسا آسانی کے ساتھ موجود اور مرتب پا رہے ہیں۔ اس سب کے بعد بڑا مردود ہوگا جو ان کو برا کہے۔ اہل حدیث کا ہرگز یہ کام نہیں اور اگر بالفرض کوئی ایسا ہو بھی تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے جس کا وہ خود ذمہ دار ہے اور اسی کے نفس پر اس کا وبال ہے۔ اس کے اس فعل سے جو اہل حدیث کے اصول مذہب کے خلاف ہے، اہل حدیث کے مذہب پر کوئی دھبہ نہیں آسکتا بلکہ اس کا الزام خاص اس شخص کی ذات تک محدود رہے گا نہ یہ کہ اسلام

WWW.UBQARI.ORG

جھوٹوں، چوروں، زناکاروں کا مذہب کہلائے بلکہ اگر غیر مقلدوں میں سے کوئی اس قسم کا پایا بھی جائے تو وہ قابل اعتبار افراد ہی سے خارج ہے جس کا فعل ساقط الاعتبار ہے۔ وہ بانسبت اس کے کہ اہل حدیث کہا جائے زیادہ مستحق ہے کہ اہل حدیث سے خارج ٹھہرایا جائے۔ چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بعض بعض جرئم پر "**لَیْسَ مِنَّا**" فرمایا۔

غرض اس قسم کی تمام وہ ناپسندیدہ باتیں جو اہل حدیث کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اگر نفس الامر میں وہ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں تو ان کے ساتھ عیب گیری جائز نہیں بلکہ اس صورت میں عیب گیری کرنے والا سخت مخالف اسلام ہے اور اگر ثابت نہیں تو ان کی نسبت اہل حدیث کی طرف صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ دراصل ان کا مذہب نہیں اور نہ وہ اس کے قائل ہیں اور اگر ثابت نہیں ہے اور غلطی سے وہ اس کے قائل ہیں تو یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۳۴)

☆......☆......☆

# کتاب "پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات" میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب:۔ پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث.....

مؤلف: مولانا ارشادالحق اثری حفظہ اللہ

## شیخ الکل مشائخ بریلویہ کی نظر میں:۔

حضرت میاں صاحب کے فضائل ومناقب اور علومرتبت کی تفصیل کا نہ یہ موقع ہے اور نہ ہی اس مختصر رسالے میں اس کی گنجائش ہے۔ ہم یہاں صرف دو قول ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ جن سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی جلالت شان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان میں ایک قول معروف پیر صوفی خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ کا

WWW.UBQARI.ORG
Privacy

ہے۔خواجہ صاحب کے اقوال اور مجالس کا تذکرہ ''ارشادات فریدی'' کے نام سے مطبوع ہے۔اصل کتاب فارسی میں ہے مگر چند سال قبل صوفی فاؤنڈیشن بہاولپور کی طرف سے اس کا ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔جن میں منقول ہے:''حضرت خواجہ محمد بخش نے عرض کیا کہ حضور لوگ مولوی نذیر حسین رحمہ اللہ کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہیں وہ کیسے آدمی تھے؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عظمت کیلئے یہی کافی ہے کہ دنیا میں اس کی مانند کوئی نہ ہو۔چنانچہ آج کل کے زمانے میں علم حدیث میں ان کی کوئی نظیر نہیں۔نیز وہ اس قدر بے نفس ہیں کہ اہل اسلام کے کسی فرقے کو برا نہیں کہتے۔اگرچہ لوگ ان کو منہ پر برا بھلا کہتے ہیں لیکن وہ کسی کو برا نہیں کہتے۔

(ارشادات فریدی مترجم مقبوس نمبر 85 ص 796 بحوالہ پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث ص نمبر 34)

☆......☆......☆

## کتاب ''صراط مستقیم'' میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب:۔صراط مستقیم....... تصنیف:۔حضرت مولانا عبدالرحمن

تلخیص وتقدیم، مختار احمد ندوی، ناشر:جمعیت اہلحدیث آزاد کشمیر

### حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہمیت حدیث:۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ **اترکوا قولی بخبر رسول اللہ**۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میرے قول کو چھوڑ دو۔(میزان شعرانی)

مطلب یہ کہ اگر تمہارے پاس میرا کوئی قول موجود ہو اور تم اس کے مطابق عمل کر رہے ہو پھر تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مل جائے تو میرے قول کو چھوڑ دو

WWW.UBQARI.ORG

اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرو۔

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالمقابل میرے قول کو دیوار پر دے مارو یعنی اس پر عمل نہ کرو۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پر عمل کرو۔ آپ کا یہ قول ان لوگوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں دوسرے لوگوں کے اقوال کو ترجیح دیتے ہیں نیز اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ عامل بالحدیث تھے۔

ایک مقام پر اپنے اہل حدیث ہونے کا کس شاندار طریق سے اظہار فرماتے ہیں: ''**اذا صح الحدیث فھو مذھبی**'' کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔ (کتاب شامی) اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح حدیث پر عمل کرنا میرا مذہب ہے چنانچہ ثابت ہوا کہ آپ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے پیروکار تھے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اہل حدیث کس نے بنایا ہے۔ فرمانے لگے مجھے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اہل حدیث بنایا ہے۔ (حدائق الحنفیہ بحوالہ صراط مستقیم ص 181،182)

☆......☆......☆

## کتاب ''سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب:۔ سبیل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... مصنف:۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی .......

ناشر:۔ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

### امام اعظم کے حالات زندگی:۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ 80 ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت خلیفہ عبدالملک بن مروان بن الحکم کا عہد تھا۔ حلال کی روزی کما کر کھانی آپ کی گھٹی میں تھی

WWW.UBQARI.ORG

مشکوک لقمہ تک آپ کے پیٹ میں نہیں گیا۔

☆......☆......☆

# کتاب ''سیرت امام شافعی رحمہ اللہ'' میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب:۔سیرت امام شافعی رحمہ اللہ یعنی ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ

مصنف:۔مولانا میاں خالد انصاری بھوپالی رحمہ اللہ...

ناشر:۔دارالفرقان الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

## امام شافعی رحمہ اللہ بحیثیت مجددؒ:۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ باری تعالی ہر صدی پر ایک شخص پیدا فرماتا ہے جو مخلوق کو صحیح دین کی تعلیم دیتا ہے اور منکرات و بدعات کو مٹاتا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تھے اور دوسری صدی میں امام شافعی رحمہ اللہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ قریش میں ایک عالم ایسا پیدا ہوگا جو دنیا کو علم سے مالا مال کردیگا۔ان دونوں روایتوں کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مختلف شیوخ کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور آپ رحمہ اللہ نے یقین کے ساتھ یہ فرمایا کہ اس صدی میں ان دونوں روایتوں کے مصداق حضرت امام شافعی رحمہ اللہ ہیں۔(سیرت شافعی ص 117)

## باہمی رواداری:۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے ممتاز شاگرد ہیں اور دنیائے اسلام کے ممتاز مسلمہ امام ہیں۔آپ رحمہ اللہ نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے معینہ اصولوں کو کلیتاً تسلیم کیا اور عمل کیا۔(سیرت شافعی ص 254)

## مذہب مالکی کا تعارف:۔

اس مذہب کے مشہور و ممتاز امام حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ ہیں جو

WWW.UBQARI.ORG

بالخصوص مدینہ میں اور بالعموم ساری دنیا میں امام اہلحدیث تسلیم کیے گئے۔آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے استاد ہیں اور ہزار ہا محدثین کرام نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔

(سیرت شافعی ص 327)

امام مالک رحمہ اللہ کے پاس زیادہ تر مصری اور مغربی یعنی افریقہ واندلس کے لوگ آئے اور انہی لوگوں نے تمام شمالی افریقہ، اندلس اور مصر میں امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کی اشاعت کی۔یہی لوگ اکابر تلامذہ امام مالک رحمہ اللہ ہیں۔

(سیرت شافعی ص 330)

## مذہب حنبلی کا تعارف:۔

اس مذہب کے امام حضرت امام احمد بن حنبل بن ہلال الذہلی الشیبانی المروزی ثم البغدادی ہیں۔آپ 164 ہجری میں پیدا ہوئے۔آپ کا مفصل تذکرہ ہو چکا ہے آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے فقہ کی تعلیم پائی اور حضرت امام کے بغدادی شاگردوں میں آپ سب سے زیادہ ممتاز تھے۔آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے بالکل مطابق تھے انہی اصولوں کو تسلیم فرماتے تھے۔انہی کی طرح صحیح السند ہونے کی حالت میں خبر واحد پر بلا شرط عمل کرتے تھے آپ نے خود اجتہاد کیا۔

آپ کے صاحبزادے نے آپ کا مجموعہ حدیث از نام ''مسند امام احمد'' مرتب فرمایا۔ اصول میں آپ کی کتاب ''طاعۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' **کتاب الناسخ و المنسوخ** اور ''**کتاب العلل**'' ہے۔مسئلہ خلق قرآن کی ابتلاء وآزمائش میں آپ ہی ثابت قدم رہے۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے بعد آپ 37 سال زندہ رہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ باوجود مجتہد ہونے کے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم سمجھتے تھے۔آپ کے مسلک کے مطابق متاخرین میں علامہ ابن تیمیہ وشمس الائمہ امام ابن قیم رحمہا اللہ کے وجود مقدس ممتاز ترین ہیں۔حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''**اعلام الموقعین**'' و ''**زاد المعاد فی ہدی خیر العباد**'' میں جس تحقیق وتدقیق سے مسائل فقہیہ کو سلجھایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

WWW.UBQARI.ORG

کی حیات طیبہ کو جن مستند روایتوں سے پیش کیا ہے وہ بامثل اور بے مثال ہے۔

## مذہب شافعی کا تعارف:۔

اس مذہب کے مشہور و ممتاز امام حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت اس سال ہوئی جس سال کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا 150 ہجری میں انتقال ہوا۔ آپ کی پیدائش سے چند روز قبل ہی آپ کے والد کا انتقال ہوگیا تھا۔ تنہا آپ کی والدہ آپ کی مربی و سرپرست تھیں۔ ذرا بڑے ہوجانے پر وہ آپ کو لیکر آپ کی ننھیال چلی گئیں اور آپ کی تعلیم و تربیت ابتدائی جس قدر ہوئی وہ سب سرزمین حجاز و یمن میں ہوئی۔ اپنے ذوق سلیم سے حسرت و ناداری کے باوجود آپ نے علم قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم کلام، لغت، طب، تاریخ، انساب، مناظرہ، ادب، عروض، فراست وایام عرب ان چودہ علوم میں وہ کمال پیدا کیا کہ عرب کے مشہور ترین افراد نے آپ کی سیادت و امامت ہر ہر علم میں تسلیم کرلی۔ علم فقہ کی ابتدائی تو آپ نے مسلم بن خالد زنجی مفتی مکہ سے حاصل کیا۔ لیکن پھر آپ کو اکابرو اعاظم امت کے علوم سے بہرہ اندوز ہونے کا قدرتی طور پر موقع ملا۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کے فیضان صحبت سے زہد و ورع، صداقت و امانت، معارف و حقائق، قرآن و حدیث کو حاصل کیا اور حضرت سفیان بن عیینہ و حضرت امام مالک رحمہما اللہ کے فیوض و برکات سے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل کیا۔ ان ائمہ کرام نے آپ رحمہ اللہ کے فہم و ادراک کے شعور اور آپ کی غیر معمولی صلاحیت کا اندازہ کرنے کے بعد آپ کی نوعمری یعنی چودہ پندرہ برس ہی کی عمر میں آپ کو مسند درس وافتا پر رونق افروز کردیا۔ مگر چونکہ قدرت باری تعالیٰ کو آپ سے تجدید و اصلاح امت کا کام لینا تھا۔ آپ نے اکناف عالم اسلامی کا دورہ شروع کیا اور تیس سال کی عمر تک جگہ جگہ جاکر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ ان کے

باہمی اختلاف پر غور کرتے رہے۔ اس دوران میں کچھ حکومت کی خدمت بھی ادا کی اور پھر جس وجہ سے معتوب ہوئے اس کی وضاحت کی جا چکی ہے اس کو چھوڑ کر کوفہ و بغداد و عراق میں فقہ امام ابوحنیفہ اہل الرائے کو امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اور وہاں کے ممتاز فقہاء سے اچھی طرح سمجھا۔ (سیرت شافعی ص 331 تا 333)

## کتاب "الفیوض المحمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

نام کتاب:۔ الفیوض المحمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بتذکار، سلالۃ الکویہ

مصنف:۔ محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری، المکتبۃ العزیزیہ، حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

### مسلکی اعتدال:۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ سے مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کو دوسری سند تصوف حاصل ہوئی ویسے تو حافظ صاحب کا کئی اہل طریقت سے سلسلہ تلمذ و نسبت منسلک تھا لیکن مولوی عبدالحق رحمہ اللہ کو جو سند عطاء فرمائی اس میں اپنے والد گرامی کے واسطہ کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں کیا۔

بے جا تعصب اور اعتداء بے مقصد سے ہمیشہ منع فرماتے رہے۔ نفسیاتی طریقہ تبلیغ کو پسند فرماتے ان کے اپنے اشعار ملاحظہ فرمایئے:۔

سب اہل اسلام اتفاق کرو رل پنڈاں شہراں والے مقلد غیر مقلد بھائی بنو تا رہو سو کھالے
مقلد برا نہ کہن انہاں نوں عمل حدیث جو کردے تے اہل حدیث مقلد مومن بھائی تے عیب نہ دھردے
جویں حنفی شافعی مالک حنبل ہک دوجیدے بھائی سب مومن سنیں اہل حدیثاں جو نہیں تفاوت کائی
(الفیوض المحمدیہ ص ۷۳، ۷۴)

☆......☆......☆

WWW.UBOARI.ORG

# کتاب ''سیرت ثنائی'' میں دلجوئی ودلنوازی کا تذکرہ

نام کتاب:۔سیرت ثنائی شیخ الاسلام رئیس المناظرین، شیر پنجاب، فاتح قادیان، سردار اہلحدیث حضرت مولانا ابوالوفا ثناءاللہ صاحب مرحوم فاضل امرتسری کی مکمل سوانح عمری

مصنف:۔مرتبہ مولانا ابوالوحید عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی، مدیر اہلحدیث

مقام اشاعت: دفتر اہلحدیث سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ، پنجاب پاکستان

## دلجوئی ودلنوازی:۔

حضرت مولانا رحمہ اللہ اپنے احباب، اپنے اعزا اپنے متعلقین کی دلجوئی فرماتے رہتے تھے۔آپ نے کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کی۔مخالف سے مخالف بھی آپ کی ان صفات کا مداح تھا ہجو وتہتک سے کلی پرہیز تھا۔تالیف قلوب آپ کا خالص شیوہ تھا جو شخص حق پر ہوتا اس کی دلداری وطرفداری کرتے اور غیر مسلموں کی دلنوازی کرتے تاکہ اسلام کی عظمت اور رواداری ظاہر ہو۔خود فرمایا کرتے تھے...... ''ہم غیر مسلم اصحاب کے ساتھ محض اس لئے اچھا برتاؤ کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام کی بزرگی اور وسعت کے قائل ہوجائیں''۔

جلسوں میں مبتدی حضرات تقریریں کرتے تو آپ ان کی پیٹھ ٹھونک کر بڑھا دیتے۔انہیں تحسین ومرحبا کہتے اوراس طرح ان کی جھجک دور کرکے انہیں ترقی کرنے کا موقع دیتے۔کوئی نیا مقرر شرم سے رکنے لگتا تو آپ یہ کہہ کر اس کا دل بڑھاتے

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



صاحب! جھجکئے نہیں آپ اچھا بول رہے ہیں آپ کے الفاظ پر اثر ہیں کھل کر بولئے۔ شرم کرنا عورتوں کا کام ہے اور آپ تو خدا کے فضل سے مرد ہیں۔

ایک جلسے میں کسی مبتدی نے ضرورت حدیث پر تقریر کی جو زیادہ مؤثر و جاذب نہ تھی۔ مولانا نے بڑی داد دی اور خوب واہ کی کسی نے کہا ''مولانا! تقریر تو پھیکی ہے۔ مدلل و پراثر نہیں آپ یونہی تعریف کئے جاتے ہیں''۔ آپ نے جواب میں حضرت اقبال کا یہ شعر پڑھ دیا۔

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں طعنہ دینگے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

(سیرت ثنائی ص ۱۵۶)

## اختلاف سے نفرت:۔

مولانا کو مذہب وملت کے اختلاف وتفرقہ سے بے حد نفرت تھی اور آپ ہمیشہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتے تھے عامتہ المسلمین کو گروہ بندی اور فرقہ سازی سے منع کرتے اور جماعت اہلحدیث کو خاص طور پر تلقین فرماتے کہ ملت بیضائے اسلام میں افتراق ونفاق نہ پھیلنے پائے۔ تمام اہل توحید آپس میں متحد و متفق رہیں۔ قوم کو مضبوط بنائیں اور اسے کمزور ہونے سے بچائیں۔

چنانچہ ماہ دسمبر ۱۹۰۶ء کو جلسہ احمدیہ منعقدہ آرہ کے موقع پر ایک مجلس قائم ہوئی جس میں حضرت مولانا رحمہ اللہ نے جماعت کو تاکید فرمائی کہ وہ تحریری وتقریری طور پر تبلیغ واشاعت کا فرض ادا کرے۔ قرآن وحدیث کی تعلیم دے اور اس تدریس کا مقصد یہ ہو کہ جملہ فرزندان اسلام کتاب وسنت سے آشنا ہوں، اس کی پیروی کریں، اتحاد واتفاق کی دولت سے مالا مال ہوں اور دین مقدس کی اخوت ومساوات کو اسی ڈھب پر لائیں جس پر سلف صالحین رحمہ اللہ عامل رہے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ''**لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم**''! آپس میں نزاع مت پیدا کرو ورنہ

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 54/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

☆......☆......☆

## کتاب ''نذرانہ اَشک'' باہمی تعلقات کا تذکرہ

نام کتاب:۔نذرانہ اَشک خاکے...... مولانا محمد ثناء اللہ عمری

ناشر:۔ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ پاکستان

مولانا سید اسماعیل صاحب کے فکر ونظر پر غزنوی مکتب فکر کی بڑی گہری چھاپ تھی، جس کا امتیاز یہ تھا کہ سلفیت پر قائم رہتے ہوئے تصوف کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ (نذرانہ اَشک ص ۲۲۸)

### رواداری اور باہمی تعلقات:۔

مولانا مسلکاً اہلحدیث تھے مگر جیسا کہ اپنی ایک یادداشت میں صراحت کی ہے کہ غالی نہیں تھے۔ ہر مسلک کے علماء سے کھلے دل کے ساتھ ملتے اور ان کا شایان شان استقبال کرتے۔ مولانا حفظ الرحمن مرحوم رائیدرگ تشریف لائے تو ان کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ غیر مسلم رہنماؤں کے ساتھ بھی ان کا یہی حسن سلوک تھا۔ آن جہانی جے پرکاش نارائن اور سابق صدر جمہوریہ شری نیلم سنجیوا ریڈی آندھرا پردیش کے چیف منسٹر کی حیثیت سے رائیدرگ آئے۔ مولانا نے ان کا خیر مقدم کیا اور ان موقعوں پر تلگو زبان میں اسی زور اور جوش سے تقریریں کیں، جو ان کا طرۂ امتیاز تھے۔ (نذرانہ اَشک ص ۲۳۲)

WWW.UBQARI.ORG

☆......☆......☆

# کتاب ''چندرجال اہل حدیث'' میں رواداری کی باتیں

نام کتاب:۔ چندرجال اہل حدیث...... مصنف:۔ مولانا ابوعلی اثری حفظہ اللہ

ناشر:۔ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

## اسلافِ اہلحدیث میں رواداری کی باتیں:۔

اعظم گڑھ میں اہلحدیث مسلک کے شیوع کے بہت بعد تک ایک ہی جامع مسجد میں جمعہ ہوتا رہا اور سب لوگ ایک ہی جامع مسجد میں حنفی المذہب امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہے تقلید وعدم تقلید کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ بعض نماز میں آمین بالجہر کہتے اور بعض آہستہ، نہ کوئی آمین بالجہر کہنے والے پر اعتراض کرتا اور نہ کوئی آہستہ کہنے والے کو برا جانتا، طریقہ سلف کے مطابق ہر شخص ایک دوسرے کی اقتداء میں بلا کراہت نماز پڑھتا تھا۔ کسی مسجد میں بھی کوئی روک ٹوک نہ تھی دونوں اپنے اپنے مسلک اور طریقہ کے مطابق ایک ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ دونوں مسلک کے لوگوں میں بڑا ارتباط اور اتحاد تھا۔ (چندرجال اہلحدیث ص ۳۴)

## فروعی اختلاف میں راہ اعتدال:۔ (از مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ)

آمین جو شخص بالجہر کہتا ہے اس کے پیچھے نماز یقیناً درست ہے۔ نماز تو فاسق کے پیچھے بھی درست ہے اور آمین بالجہر کہنے والا تو فاسق بھی نہیں ہے اور جماعت سے ایسے شخص کو الگ نہ کرنا چاہیے اور اس شخص کے آمین بالجہر کہنے سے دوسروں کی نماز

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



میں کچھ اثر نہیں پڑتا اور جماعت سے ایسے شخص کو خارج کرنا گناہ ہے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ یہ شخص بنظر تفرق جماعت وفساد انگیزی کے یہ فعل کرتا ہے تو اس کا خارج کرنا جماعت سے روا ہے اور حدیث میں آمین آہستہ وزور سے کہنا دونوں طرح آیا ہے۔ واللہ الموفق محمد شبلی نعمانی بندولی۔ (چندرجال اہلحدیث ص ۳۶)

## ازمولانا محمد یعقوب الٰہ آبادی:۔

آمین بالجہر اور آمین بالخفاء اور اسی طرح رفع یدین اور عدم رفع یدین احادیث معتبرہ قابل احتجاج سے ثابت ہیں اور ہر دو میں ثواب اقتدائے حدیث اور اتباع سنت کا حاصل ہے۔ اور اقتداء نماز میں ہر ایک فریق کی خلف دیگر صحیح ہے اور یہ اعتقاد کی آمین بالجہر اور رفع یدین کرنے والے شریک جماعت ہونے سے نماز آمین بالخفاء اور عدم رفع یدین کرنے والوں کی خراب ہوجاتی ہے، یا فاسد یا مکروہ ہوجاتی ہے، باطل اور لغو ہے اور اس کو حضور مسجد اور شرکت جماعت سے منع کرنا تعصب محض اور جہل صرف ہے، بلکہ بالیقین بوجہ الزام توہین سنت، مستحق وعید شدید ہیں اور یہ منع اذن عام میں جو مشروط مسجد سے ہے مخل اور منع ذکر اللہ فی المساجد میں داخل ہے۔ اعاذ نا اللہ وجمیع المسلمین۔ حررہ العبد المذنب محمد یعقوب **المحسی** الٰہ آبادی عفی اللہ ذنوبہ (چندرجال اہلحدیث ص ۳۷)

## علمائے دیوبند کا خراج عقیدت:۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ علمائے اہلحدیث کی دینی وعلمی، تدریسی وتصنیفی وتبلیغی خدمات کے بہت زیادہ معترف تھے۔ تراجم علمائے حدیث کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: علمائے اہلحدیث کے درس وتدریس، تبلیغ واشاعت، تقریر وتحریر، وعظ وارشاد سے ہندوستان میں حدیث وسنت کو بہت فروغ ہوا اور طبیعتوں کا جمود ٹوٹا، ذہنوں میں جو زنگ لگ گیا تھا وہ دور ہوا تحقیق وکاوش کا ذوق پیدا ہوا، بہت سی بدعتوں کا استیصال ہوا۔ توحید کی حقیقت نکھاری گئی۔ قرآن پاک کی تعلیم وتفہیم کا آغاز ہوا۔ قرآن جو محض

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



تبرک بن کر رہ گیا تھا جس سے صرف دیوان حافظ کی طرح فالیں نکالی جاتی تھیں۔اس سے از سر نو رشتہ استوار ہوا۔اس کی تلاوت شروع ہوگئی۔مدرسوں میں اور فنون کے ساتھ اس کا بھی درس جاری ہوا۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تدریس،تالیف اور تدوین کی کوششیں ہوئیں۔فقہ کے بہت سے مسئلوں کی چھان بین ہوئی دلوں سے اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوجذبہ کم ہو گیا تھا وہ دوبارہ پیدا ہوا۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ماہ اپریل ۱۹۷۸ء بحوالہ چند رجال اہلحدیث ص ۱۷)

☆......☆......☆

## کتاب ''بسوانح عمری'' میں محبت بھری باتیں

نام کتاب:۔بسوانح عمری:مولوی عبداللہ الغزنوی المرحوم المغفور.......

مصنف:۔صوفی احمد الدین حنیف ناشر:۔محمدی اکیڈیمی ناشران وتاجران کتب محلہ توحید گنج منڈی بہاؤالدین تاریخ طبع جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ......اپریل ۱۹۸۱ء

### دشمنوں کے حق میں دعا کرنا:۔

مولوی عبدالاحد خانپوری رحمہ اللہ نے ایک دن عرض کی کہ میرے حق میں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ایمان میں استقامت دے۔(حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ نے)فرمایا کہ میں اس شخص کے حق میں بھی دعا کرتا ہوں جو کابل میں مجھ کو نہایت سختی سے مارتا تھا کہ یا اللہ!اس کو معاف کر اور اس کو بہشت میں داخل کر کیونکہ وہ جاہل تھا،جانتا نہ تھا۔تمہارے واسطے کیوں دعا نہ کروں بلکہ میرے دل سے بے اختیار تمام مسلمانوں کے لیے دعا نکلتی ہے،جو آدم سے اس دم تک پیدا ہوئے ہیں اور اس وقت کے کافروں کے واسطے بھی ہدایت کی دعائیں کرتا ہوں جو زندہ ہیں۔

### سب کو معاف کردینا:۔

کئی دفعہ آپ کی زبان مبارک سے میں نے سنا کہ فرمایا کرتے تھے جن لوگوں

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 58/286

سے میں نے قسم قسم کی تکلیفیں اور گونا گوں ضرر اٹھائے ہیں میں نے سب کو معاف کر دیا۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے لیے کسی کو نہ پکڑے۔ جب وہ ظالم اس زدوکوب اور تشہیر سے فارغ ہوئے اور آپ کو سمیت بیٹوں کے قید خانہ میں لے گئے تو بعض دوستوں نے کہا کہ اس زدوکوب کا کچھ علاج کرنا چاہیے ورنہ آپ ہلاک ہو جائیں گے۔ جب دیکھا تو آپ کی پشت مبارک پر تھوڑی سی سرخی بھی نمودار نہیں تھی۔ گویا آپ کو کوئی چوٹ ہی نہیں لگی تھی۔ (بسوانح عمری ص ۴۰، ۴۱)

☆......☆......☆

## رسالہ ''تنویر الھدیٰ'' میں اپنوں کی محبت کا انداز

نام رسالہ:۔تنویر الھدیٰ جلد ۲ شمارہ ٦، ۵۔اشاعت خاص:۔مئی جون 2009ء

فضیلۃ الشیخ محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ نمبر

### اہل حدیث اکابر فراموش نہیں......!!:۔

اکابر کی خدمات کا تذکرہ کرنا اور ان کو خراج تحسین پیش کرنا اور اسلاف کی نہج کو اپنانا، ان جیسا ذوق وشوق اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا زندہ قوموں کی علامت ووطیرہ ہے۔نوجوان نسل اور آئندہ نسلوں کے لئے ایک راہ عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کلام مقدس میں اس راہ عمل کے لئے انبیاء واولیاء اور اپنے نیک بندوں کا کئی مقامات پر تذکرہ فرمایا:

''واذکر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیاً''۔''واذکر فی الکتب مریم اذاانتبذت من اھلھا مکانا شرقیا''ؔ ''واذکر فی الکتاب موسیٰ انہ کان مخلصاًو کان رسولا نبیاً''

دوسرے نمبر پر کسی کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی اچھی عادات اور خصلتوں کا باہم تذکرہ کرنا، اس کے لئے باعث رحمت ونجات اور تحدیث نعمت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

دور میں ایک جنازہ اٹھا لوگوں نے اس کی اچھائیاں بیان کرنا شروع کر دیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (وجبت) پھر ایک جنازہ اٹھا تو لوگوں نے اس کی برائیاں بیان کرنا شروع کر دیں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (وجبت) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (وجبت) کا کیا مطلب ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا جنازہ اٹھنے کے بعد تم نے اس کی خوبیاں بیان کیں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی ہے۔(تنویر الھدیٰ ص۹)

## خود جل کر جلا بخشنے والے:۔

موت کے قانون سے نہ کوئی نبی مستثنیٰ ہے، نہ ولی، نہ عالم، نہ جاہل، نہ نیک، نہ بد، نہ مومن، نہ کافر، نہ شاہ نہ گدا، اپنے اپنے وقت پر سبھی گئے اور سبھی کو جانا ہے۔ لیکن جانے والوں میں کچھ ایسے خوش بخت بھی ہوتے ہیں کہ زندگی ان کے نقش پا سے راستے ڈھونڈتی ہے، قومیں ان کے نور سے روشنی پاتی ہیں۔ انسانیت ان سے غازہ حسن مستعار لیتی ہے، شرافت ان پر ناز کرتی ہے، محبوبیت انہیں دیکھ دیکھ کر اپنے کاکل و گیسو سنوارتی ہے۔ ایوان علم ان کے بہار آفریں وجود سے گل و لالہ بن جاتا ہے، مجروح قلب ان کے نفوس سے مرہم شفا پاتے ہیں، بے کس و درماندہ افراد ان کے سایہ عاطفت میں پناہ لیتے ہیں، وہ شمع کی مانند خود پگھلتے ہیں مگر مخلوق خدا پر ضوفشانی کرتے ہیں، خود جلتے ہیں مگر دوسروں کو جلا بخشتے ہیں، خود بے چین و بے قرار رہ کر دوسروں کو راحت وسکون عطا کرتے ہیں، ان کے آئینہ رخ زیبا میں یاد خدا کی تصویر جھلکتی نظر آتی ہے۔ (اذارؤ وا ذکر اللہ)

ان کی دید، دل کو سرور اور آنکھوں کو نور عطا کرتی ہے۔ ان کی محفل سکینت کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ بات کریں تو موتی رولتے ہیں، مسکرائیں تو پھول برساتے ہیں، ناز کریں تو آسمان سے صدائے لبیک آتی ہے، گڑ گڑائیں تو عرش الٰہی کانپ جاتا ہے، دنیا سے بھی

جاتے ہیں تو اس شان سے جاتے ہیں کہ چہار سو افسردگی چھا جاتی ہے۔ آسمان وزمین روتے ہیں، انسانیت کا پرچم سرنگوں ہو جاتا ہے، زمانہ تاریخ کی کروٹ بدل دیتا اور قصر ملت پر زلزلہ آ جاتا ہے۔ ہماری جماعت کی عظیم علمی، تحقیقی، سماجی اور دینی شخصیت کے حامل شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ گوندلوی چلے گئے۔ (تنویر الھدی ص ۴۳)

☆......☆......☆

# ہفت روزہ الاسلام میں اختلافات کے نقصانات کا تذکرہ

نام رسالہ:۔ ہفت روزہ الاسلام......ایڈیٹر:۔بشیر انصاری

## فرقہ وارانہ تنگ دامانی سے دور:۔

**وضاحت:** حضرت مولانا عبد الغفار حسن صاحب استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ بعنوان: ''آہ! مولانا سید ابو بکر غزنوی مرحوم'' حضرت مولانا کے مسلکی اعتدال اور فرقہ واریت سے دور پاکیزہ زندگی کو کچھ یوں بیان فرماتے ہیں:

''مرحوم کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے فرقہ وارانہ تنگ دامانی سے باہر رہتے ہوئے کھلی فضا میں ہر مکتب فکر کے افراد سے ربط وضبط قائم رکھا اور یہ طرز عمل ان کو اپنے والد محترم مرحوم ومغفور سے ورثہ میں ملا تھا باوجود فقہی اختلافات کے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مفتی محمد حسن رحمہ اللہ میں گہرے روابط اور مراسم محبت قائم تھے اور اسی وسعت ظرفی کا نتیجہ تھا کہ مولانا داؤد غزنوی مرحوم کی زندگی میں ہمیشہ مولانا احمد علی (لاہوری) رحمہ اللہ

نے ان کی اقتدا ہی میں عیدین کی نماز ادا کی"۔( ہفت روزہ الاسلام ص ۸۸)

☆......☆......☆

# باہمی اختلافات کی بھرمار اور اس کے نقصانات

نام کتاب:۔نظم جماعت کے آداب......مصنف:۔میاں محمد جمیل ایم۔اے (فاضل اردو، فاضل وفاق) ناشر۔:مرکزی جمعیت اہلحدیث (پاکستان)

## کسی سے بدگمانی کا نتیجہ:۔

ایک آدمی جب بدگمانی کا شکار ہوجاتا ہے تو پھر اس بدگمانی کا زیادہ دیر تک اپنے دل اور سینے میں چھپائے رکھنا اس کیلئے مشکل بن جاتا ہے۔ بالآخر یہ بدگمانی الفاظ کا روپ دھار کر غیبت کی صورت میں اس کی زبان سے نکلنا شروع ہوجاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے جب پوچھا گیا' اے اللہ کے نبی ﷺ کیا یہ بات بھی غیبت کے زمرے میں آتی ہے کہ ہم فی الواقع ایک شخص میں عیب دیکھتے ہیں اور اس کی اس کمزوری کا آگے ذکر کرتے ہیں؟ تو رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں یہی تو غیبت ہے۔ اگر متعلقہ شخص میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر بیان کرنے والا غیبت میں نہیں' تہمت اور الزام تراشی بھی کررہا ہے۔ غیبت ایک ایسا براروگ ہے جس کے اثرات ختم کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ بے شمار ایسے لوگ ہیں جو غیبت کرنے والے کی غیبت سن کر نہ صرف دوسرے سے بغیر کسی وجہ کے بدظن ہوجاتے ہیں بلکہ وہ خود بھی غیبت کے گھناؤنے اور بدترین فعل کے مرتکب ہوجاتے ہیں جبکہ دوسرے شخص کو اس سارے معاملے کی خبر تک نہیں ہوتی۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے غیبت کو بے حیائی اور بدکرداری سے بھی زیادہ بدترین فعل قرار دیا ہے۔ اور انہی وجوہ کی بنیاد پر چونکہ اس متعلقہ آدمی کو خبر نہیں ہوتی اس لیے وہ بیچارہ اپنی صفائی بھی پیش نہیں کرسکتا اور یوں ہی لوگوں کی نظروں میں

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



حقیر اور نفرتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔(نظم جماعت کے آداب ص ۱۷۸)

میاں محمد جمیل (ایم اے) لکھتے ہیں: اسلام اختلاف رائے کا حق دیتا ہے مگر اختلافات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کیونکہ اس طرح مضبوط اور بڑی سے بڑی جماعت کی بھی ساکھ اکھڑ جاتی ہے۔ساکھ اور وقار ہی تو وہ چیز ہے جس سے فرد ہی نہیں جماعت کا وجود اور اقبال قائم رہتا ہے۔اگر وقار مٹ جائے اور اقبال ضائع ہو جائے تو ایسا وجود بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے۔گویا کہ اب زندہ لاش ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں۔اس حقیقت کو جاننے کے لیے پلٹ کر ماضی کے دریچوں میں جھانک کر دیکھئے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل عربوں میں تمام اوصاف موجود تھے جو ایک زندہ قوم میں ہونے چاہئیں۔سخاوت اتنی کرتے کہ حج کے موقع پر اپنے گھر حجاج کے لیے وقف کر دیتے،زبان دانی پر اس قدر ناز کہ غیر عربی کو اپنے مقابلے میں بے زبان اور گونگا تصور کرتے تھے۔یادداشت اتنی کہ ہزاروں اشعار اور قصیدے ان کی نوک زبان پر ہوتے۔حافظے کا یہ حال کہ خاندان کا شجرہ نسب ہی نہیں،گھوڑوں کی کئی کئی نسلیں اور پشتیں ان کو یاد رہتیں۔غیرت تو عربوں کا طرۂ امتیاز تھا۔اسی بناء پر جب وہ کسی کے مخالف ہو جاتے تو کئی سال تک لڑائی میں اپنا مال وجان جھونکتے چلے جاتے۔مرنے والا اپنی اولاد کو بدلہ لینے کی وصیت کرتا۔مائیں دودھ پیتے بچوں کو غیرت کے گیت سنا کر لوریاں دیا کرتیں۔غرضیکہ ہر اعتبار سے عربوں میں زندہ قوم کی خوبیاں موجود تھیں لیکن ٹھوس نظریہ (ایمان) اور اتحاد و اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے تمام اوصاف دب گئے اور عرب پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں اوندھے منہ گرتے چلے گئے۔(نظم جماعت کے آداب ص ۱۷۴)

☆......☆......☆

## کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' میں ہر مسلک کا احترام

Privacy

نام کتاب:۔نقوش عظمت رفتہ......مصنف:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

## ہر مسلک کے علماء کا احترام:۔

مولانا (محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ) علماء کے بے حد قدردان تھے۔ ہر مسلک کے عالم کا احترام کرتے تھے، وہ بھی انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولانا عبدالعظیم انصاری رحمہ اللہ (سابق ناظم دفتر جمعیت اہلحدیث) کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ وہ مولانا کے ساتھ تانگے پر بیٹھے کہیں جارہے تھے۔ مولانا نے اچانک تانگے والے سے کہنا شروع کیا، تانگہ روکو، تانگہ روکو......تانگہ رکا تو مولانا جلدی سے نیچے اترے اور ہاتھ پھیلاتے ہوئے ایک طرف کو بڑھے، دیکھا تو ادھر شیعہ عالم مفتی کفایت حسین تانگے سے اتر کر اسی طرح ہاتھ پھیلائے مولانا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ دونوں بزرگوں نے مصافحہ کیا اور کچھ دیر کھڑے آپس میں باتیں کرتے رہے۔

(نقوش عظمت رفتہ ص ۵۲)

## علماء کا احترام:۔

مولانا علمائے دین کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی عالم کا ناقدانہ یا مخالفانہ انداز میں ذکر کرتا تو انہیں بڑی تکلیف ہوتی۔ ایک مرتبہ وہ بیمار تھے اور جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ ان کے کمرے میں ہو رہی تھی۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ بھی اس میں شامل تھے۔ ایک شخص نے جو دراصل گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں اور فیصل آباد میں کاروبار کرتے ہیں، حضرت حافظ محمد گوندلوی مرحوم و مغفور کا ذکر توہین آمیز الفاظ میں کیا اور کہا کہ وہ ہمارے ملازم ہیں، لیکن ہماری بات نہیں مانتے۔ مولانا کو یہ الفاظ سن کر سخت غصہ آیا۔ فرمایا نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ حضرت حافظ صاحب کے متعلق ملازم کا لفظ استعمال کرتے ہیں......؟ آپ ان

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کے علم و فضل سے واقف نہیں؟ پھر مولانا اسماعیل صاحب سے مخاطب ہوئے۔ کہا آپ نے ان کو جامعہ سلفیہ کمیٹی کا رکن مقرر کیا ہے جنہیں یہ معلوم نہیں کہ علماء کے لیے کس قسم کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ مجھے ان کے الفاظ اور لہجے سے شدید صدمہ ہوا ہے......

مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کو ان کی طرف سے مولانا غزنوی سے معذرت کرنا پڑی۔ اس کے بعد مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے میٹنگ کی کارروائی روک دی اور فرمایا: باقی باتیں کسی دوسرے موقعے پر ہوں گی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۵۸)

## شیخ الحدیث کا نہایت ادب:۔

ایک مرتبہ مولانا داؤد غزنوی، مولانا اسماعیل صاحب، مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہم اللہ اور ان سطور کا راقم جماعتی تنظیم کے سلسلے میں ضلع قصور کے ایک قصبے ''کھڈیاں خاص'' گئے۔ جمعے کا دن تھا، جمعہ ہم نے وہیں پڑھا۔ شام کو قصور پہنچے، مسجد اہل حدیث میں گئے تو مغرب کی جماعت ہو چکی تھی اور نماز پڑھ کر لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔ ہم چار آدمی تھے، مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ نے جماعت کرائی۔ نماز پڑھ کر مولانا غزنوی رحمہ اللہ تو وظیفے میں مشغول ہو گئے اور مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ نے عشا کی نماز پڑھنا شروع کر دی۔ پہلے دو فرض پڑھے اور پھر ایک وتر پڑھا۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ وظیفے اور دعا سے فارغ ہوئے تو مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا: یہ آپ نے کیا پڑھا ہے؟

جواب دیا، عشا کی نماز......! فرمایا، عشا کا وقت ہو گیا......؟ بولے، میں مسافر ہوں۔ پھر پوچھا، ایک رکعت کیا پڑھی ہے؟۔ کہا، وتر......!

فرمایا، جس نماز کا وقت نہیں ہوا، وہ نماز کیوں پڑھی جائے؟ ساتھ ہی فرمایا، ایک رکعت تو کوئی نماز نہیں ہوتی۔

مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ ان کی سب باتوں کا جواب دے سکتے تھے،

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 65/286
Privacy

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



لیکن تقاضائے ادب سے خاموش رہے، کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

یہ تھا ان بزرگان عالی قدر کے نزدیک ایک دوسرے کا احترام کہ اختلاف کو نہایت فراخ دلی سے برداشت کرتے اور خندہ پیشانی سے ایک دوسرے کی بات سنتے تھے۔

## کہاں گیا بزرگوں کا ادب واحترام.....!۔

اب یہ دور ہے کہ اس قسم کی بات آپ کسی سے کریں تو وہ فوراً کمر کس کر میدان میں آجاتے ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں، کرلو میرے ساتھ مناظرہ۔ میں ثابت کروں گا کہ میں سچا ہوں اور تم جھوٹے ہو۔ نہ دل میں بڑے کی عزت نہ ذہن میں چھوٹے پر شفقت کا جذبہ......!

اس سے اندازہ کیجئے کہ گزشتہ عہد کے علماء کی تربیت کیسی ہوئی تھی اور اب کیسی ہورہی ہے۔ وہ ماحول کتنا قابل رشک تھا اور یہ ماحول کس درجہ تکلیف دہ ہے۔

(نقوش عظمت رفتہ ص ۷۸)

## علماء دیوبند سے روابط:۔

بعض اوقات عصر کے بعد حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ کے پاس تشریف لے جاتے۔ ان دنوں جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد کی ایک بلڈنگ میں قائم تھا، مغرب کی نماز نیلا گنبد کی مسجد میں پڑھتے، وہاں بھی کتنے ہی لوگوں سے ملاقات ہو جاتی۔(نقوش عظمت رفتہ ص ۸۴)

## امن وآشتی کیلئے متحدہ محاذ:......۔

فقہی مسلک سے متعلق ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اپنی بات مثبت انداز میں کی جائے، کسی کی مخالفت نہ کی جائے۔ اس کے لیے انہوں نے مختلف مواقع پر دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں تمام مسالک فقہ کے سرکردہ حضرات کے کئی اجلاس بلائے اور اپنے اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے مشترک مسائل میں متحد ہونے کی

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 66/286

درخواست کی...... ربیع الاول کے دنوں میں سیرت کانفرنس کے انعقاد کی تجویز بھی پیش کی کہ تمام مسالک فقہ کے علمائے کرام متحدہ طور پر سیرت کے موضوع پر تقریریں کیا کریں۔ مقصد محض باہمی اختلافات کو ختم کرنا یا ان میں ممکن حد تک کمی کرنا تھا۔ چنانچہ لاہور میں سیرت کانفرنس کا انعقاد ہوا، جس میں شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث مقررین نے اس اہم موضوع پر تقریریں کریں۔
(نقوش عظمت رفتہ ص ۸۸)

## مولانا اسمٰعیل رحمہ اللہ کا مسلکی اعتدال:۔

شادی کے کئی سال بعد تک مولوی ابراہیم صاحب کے کوئی بچہ نہیں ہوا۔ اس وجہ سے وہ بہت مغموم رہتے تھے۔ اس وقت وزیر آباد میں حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کا سلسلہ درس جاری تھا۔ مولوی صاحب اپنے گاؤں ڈھونیکے سے وہاں چلے جاتے اور زیادہ تر وقت حضرت حافظ صاحب (رحمہ اللہ) کی خدمت میں گزارتے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت حافظ صاحب سے اس کا ذکر کیا اور عرض گزار ہوئے کہ وہ دعا فرمائیں اللہ انہیں اولاد کی نعمت سے نوازے۔ چنانچہ انہوں نے دعا کی وہ قبولیت کا وقت تھا۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی اور بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام خود حضرت حافظ صاحب نے اسماعیل رکھا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۵۹)

## مسالک ثلاثہ میں راہ اعتدال:۔

مولانا کے اسلوب تقریر اور طرز بیان سے تاثر پذیری کے بارے میں جناب اسماعیل ضیاء کی ایک روایت ملاحظہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ سن وسال کا تو انہیں علم نہیں، البتہ یہ معلوم ہے کہ خود ان کی عمر بارہ تیرہ برس کی تھی۔ خدا جانے کس مرد حق کی طرف سے اشارہ ہوا اور پھر کس کس کی کوششوں سے بیل منڈھے چڑھی کہ گوجرانوالہ کے اہل سنت یعنی اہل حدیث، دیوبندی اور بریلوی حضرات اس بات پر متفق ہو گئے کہ شہر میں نماز جمعہ ایک ہی جگہ پڑھی جائے اور ہر مسلک کا خطیب باری باری جمعہ پڑھائے۔ بریلوی

مکتب فکر کے خطیب مولانا بشیر حسین صاحب اور مولانا صابر حسین صاحب رحمہا اللہ تھے۔

اہل حدیث جماعت میں مولانا محمد اسماعیل صاحب اور مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی رحمہا اللہ علمی اعتبار سے بڑی شہرت کے مالک تھے۔

دیوبندی حضرات کی دو مسجدیں تھیں۔ ایک شیرانوالہ باغ کے قریب جہاں مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے اور دوسری قبرستان کے قریب مسجد ارائیاں تھی، جس کے خطیب مولانا محمد چراغ رحمہ اللہ تھے۔

شہر کے اہل سنت کا پہلا اجتماعی جمعہ مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ نے پڑھایا اور ان کا خطبہ دیوبندی حضرات کے علاوہ بریلوی مسلک کے علماء وعوام نے بھی سنا اور نماز بھی ان کی اقتداء میں پڑھی۔ (ص ۱۶۸)

اللہ نے ان کو بہت سے اوصاف سے نوازا تھا، وہ تہجد گزار اور قائم اللیل تھے۔ صبح سب سے پہلے مسجد میں آتے...... نماز میں نہایت درد اور سوز سے قرآن مجید پڑھتے۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۷۰)

## مولانا احمد علی لاہوری قادری سے کسب علم:۔

مشرقی پنجاب کے لکھوی خاندان کے جلیل القدر رکن اور جماعت اہلحدیث کے رہنما مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ نے بھی (مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ) کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ حالانکہ خود ان کے آباؤ اجداد کا بہت بڑا مدرسہ تھا اور ان کے پردادا حضرت مولانا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے ہم پلے عالم ہیں جنھوں نے ''تفسیر محمدی'' کے نام سے سات جلدوں میں پنجابی نظم اور فارسی نثر کے حواشی میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر کئی دفعہ زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے، لیکن اس کے باوجود مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ نے مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے باب علم پر دستک دی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۳۷۷)

## علماء دیوبند کی رواداری اور اعتدال:۔

مولانا (احمد علی لاہوری رحمہ اللہ) مرحوم پاکیزہ فکر اور صاف ذہن کے مالک تھے اور مسلکی تعصب سے پاک۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ خود اپنا بہت بڑا حلقہ ارادت وعقیدت رکھنے کے باوجود عمر بھر پہلے حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی مرحوم اور ان کے بعد مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں لاہور کے منٹو پارک میں (جو اب اقبال پارک کے نام سے موسوم ہے) عیدین کی نماز ادا فرماتے رہے۔ ہمیشہ صف اول میں امام کے پیچھے جا کر بیٹھ جاتے اور پورا خطبہ سننے کے بعد وہاں سے اٹھتے۔

پھر ان کی یہ بلندی کردار اور وسعت قلب ونظر ملاحظہ ہو کہ اپنی ایک صاحب زادی مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کے عقد میں دی جو مشہور اہل حدیث عالم ومبلغ، معروف مصنف ومناظر اور ہفت روزہ ''مسلمان'' اور ''جریدہ اہل حدیث'' کے نامور ایڈیٹر تھے۔ **رحمہما اللہ تعالیٰ رحمة واسعة**۔ ان کے انہی اوصاف کی وجہ سے ان کے ارادت مندوں میں احناف کے علاوہ اہل حدیث بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ ان کا یہ وصف قابل ذکر ہے کہ وہ معاصرانہ رقابت سے مبراء تھے۔ لاہور میں کسی ہم فکر عالم دین کے درس قرآن کا سلسلہ شروع ہوتا تو مسرت کا اظہار فرماتے۔ ۱۹۳۰ء میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے مسجد مبارک (اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور) میں درس قرآن کا آغاز کیا تو حضرت مرحوم مسجد مبارک میں گئے۔ مولانا ندوی کو مبارک باد دی اور دعا فرمائی۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۷۷،۳۴۸،۳۴۷)

## علمائے دیوبند سے کسب علم:۔

مولانا محمد متین ہاشمی رحمہ اللہ ۱۷ اگست ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر غازی پور کے ایک دینی مدرسے میں حاصل کی جس کا نام ''چشمہ رحمت'' تھا۔

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اس کے بعد عازم دیو بند ہوئے اور وہاں کے دارالعلوم کے جلیل القدر اساتذہ کے حضور زانوئے شاگردی تہہ کیا، جن میں مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا اعزاز علی اور مولانا عبدالخالق ملتانی **رحمهم الله** کے اسمائے گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

تین سال دارالعلوم دیو بند میں اقامت گزیں رہے اور اس اثناء میں وہاں کے فاضل اساتذہ سے خوب استفادہ کیا۔(ص ۴۶۰)

### بنیادی نقطہ نگاہ الفت، محبت:۔

مولانا محمد متین ہاشمی رحمہ اللہ سے ملاقات کا موقع اس وقت ملا جب وہ ''سطعات'' کا ترجمہ لے کر ادارہ ثقافت اسلامیہ آئے۔ یہ تصوف کی کتاب ہے اور یہی کتاب میرے اور مولانا متین ہاشمی کے درمیان تعلقات کا باعث بنی۔ تصوف کا بنیادی نقطہ لوگوں میں محبت اور الفت کی فضا پیدا کرنا اور دلوں کے بعد کو قرب سے بدلنا ہے۔ لہٰذا اس کتاب نے غیر شعوری طور پر اپنا رنگ دکھایا اور ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۴۶۵)

## گیانی ذیل سنگھ

### دوستی کی حدود اربعہ مسلک کی پابند نہیں:۔

دوستی کا نہ کوئی حدود اربعہ اور جغرافیہ ہے نہ یہ مذہب اور مسلک کی پابند ہے نہ کسی ملک اور شہر تک محدود ہے اور نہ کسی منصب اور عہدے کی طالب ہے۔ ''بس دل کے لگ جانے کے ڈھب کچھ اور ہیں۔'' گیانی جی کا اور میرا یہی معاملہ تھا جو آخر تک قائم رہا۔ ہمارا اس دور کا یارانہ تھا جب نہ کوئی عہدہ ہوتا تھا نہ منصب۔ نہ امارات کو کوئی اہمیت حاصل تھی اور نہ غربت کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ نہ روپیہ پیسہ معیار تعلق قرار پاتا تھا اور نہ سرکار دربار سے ربط وانسلاک کو پیمانہ دوستی قرار دیا جاتا تھا۔ ہم ایک ہی جگہ کے رہنے والے اور ہر وقت کا ساتھ، یوں سمجھئے کہ

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ماومجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق (نقوش عظمت رفتہ ص ۵۴۴)

☆......☆......☆

## کتاب ''سبیل الجنۃ'' میں بڑوں کی عزت واحترام

نام کتاب:۔سبیل الجنۃ...... مصنف:۔احمد بن حجر رحمہ اللہ

### ائمہ اربعہ کی عزت اور احترام:۔

ہم چاروں مسلک کا پہلے بھی احترام کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔اور ائمہ کرام کی فضیلت وعظمت کے معترف بھی ہیں۔کیوں نہ ہوں جبکہ انہوں نے شریعت مطہرہ کی زبردست خدمت کی۔اللہ کے عائد کردہ فرائض بے کم وکاست انجام دیئے۔وہ لوگ زہد وتقویٰ،علم وعمل، اور ایمان واخلاص میں قابل تقلید نمونہ تھے۔مسلمانوں کی اکثریت ان کی مداح اور ان کی محبت وعظمت پر متفق ہے۔ان کے فضائل اور صفات ستودہ کے بیان میں بے شمار روایات وارد ہیں۔علماء نے ان کے مناقب،فضائل اور علمی مہارت کے متعلق متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ان کا سوانحی خاکہ گزشتہ صفحات میں۔''تقلید واجتہاد کا کیا حکم ہے؟'' کے زیر عنوان بالتفصیل گزر چکا ہے۔ہم اللہ کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے نفرت رکھتے ہیں خدا ہمارے شیخ احسائی عبدالعزیز بن صالح کو غریق رحمت کرے انہوں نے کیا خوب کہا:

اَئِمَۃُ حَقٍّ کَالشُّمُوسِ اِشْتِمَارُھُمْ فَمَا انْطَمَسُوْا اِلَّا عَلٰی مَنْ بِہٖ عَمِی

(یہ لوگ ائمہ حق ہیں جو سورج کی طرح روشن ہیں،ان کو وہی شخص نہیں دیکھ سکتا جو بصارت سے محروم ہو)

## کتاب ''تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۳'' میں بڑوں کی محبت کا تذکرہ

نام کتاب:۔تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳........

ترتیب وتالیف:۔پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد

Privacy

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## ہمارے بڑوں میں کتنی محبت تھی......!:۔

مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال مولانا علی محمد سعیدی نے ابتدائی دینی تعلیم پیر محبوب شاہ رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ جو لکھو کے والوں سے فیض یافتہ تھے۔ انہی کی ہدایت پر آپ مزید تعلیم کے لئے گھر سے نکلے۔ کچھ عرصہ مولانا سید عبدالرحیم شاہ بن پیر محبوب شاہ رحمہ اللہ سے استفادہ کیا پھر موضع میر محمد ضلع لاہور (حال ضلع قصور) میں حضرت مولانا ابوالعطاء محمد عبدالحق سنگھانوالہ سے جملہ بڑی کتب حدیث وتفسیر وفقہ قواعد، منطق وفلسفہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں امرتسر میں مولانا نیک محمد، مولانا عبدالرشید، مولانا ثناء اللہ امرتسری مولانا عبدالغفور غزنوی، مولانا محمد حسین غزنوی اور مولانا عبدالرحمان دیوبندی رحمہم اللہ سے کسب فیض کیا۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳ ۱۴۳)

مولانا سعیدی کے استاد گرامی مولانا عبدالحق مرحوم غالباً مولانا ابو الحسنات عبدالحئ لکھنوی رحمہا اللہ فرنگی محلی حنفی کے فیض یافتہ تھے...... جب آپ تحصیل علم سے فراغت کے بعد وطن واپس آئے تو اسی گاؤں کے ایک نیک دل خوش خصال بزرگ صوفی ولی محمد رحمہ اللہ نے اپنی بڑی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا۔

(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳، ص ۱۵)

## کسبِ علم میں راہ اعتدال:۔

مولانا قاری عبدالحفیظ خطیب جامع مسجد اہل حدیث شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد

مولانا قاری عبدالحفیظ کے والد مرحوم دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔

مولانا خیر محمد جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان، مولانا اللہ بخش ملتان، مولانا قاری تاج محمد منڈی عبدالحکیم رحمہم اللہ سے بھی اکتساب علم کیا۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۳، ص ۲۰)

# مولانا عبدالقادر ندوی رحمہ اللہ

## ندوۃ العلماء سے کسب علم:۔

Privacy

مولانا عبدالقادر ندوی فاضل ندوۃ العلماء لکھنو مہتمم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد۔ ۱۹۴۰ء میں آپ نے حضرت صوفی صاحب اور حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے مشورہ سے ندوۃ العلماء لکھنوَ (بھارت) میں داخلہ لیا۔ آپ کو ندوہ کے آخری درجہ میں داخل کیا گیا۔ یہاں آپ نے سید حلیم عطا شاہ سے حدیث، تفسیر، کشاف، مولانا عمران خاں الازہری سے الاتقان فی علوم القرآن مولانا محمد ناظم ندوی سے حجۃ اللہ البالغہ، مولانا ابوالحسن علی ندوی سے علوم تفسیر اور سیاسیات ومعاشیات کے لئے مولانا محمد اسحاق سندیلوی رحمہم اللہ سے اخذ فیض کیا۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۳، ص ۳۲)

## مولانا محمد عبداللہ بھٹوی رحمہ اللہ:۔

مولانا محمد عبداللہ بھٹوی نے مدرسہ غزنویہ لاہور اور جامعہ اشرفیہ لاہور جیسے دینی مدارس سے تکمیل تعلیم کی۔

(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۳، ص ۱۷۲)

☆......☆......☆

# ”تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۲“ میں اعتدال مسلک کی باتیں

نام کتاب:۔ تذکرہ علماء اہلحدیث جلد.... ۲ تالیف:۔ پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد

حسب الارشاد:۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ

## مولانا ارشاد الحق کا حصول علم میں اعتدال:۔

مولانا ارشاد الحق الاثری رفیق ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد۔ خطیب جامع مسجد محمدی اہل حدیث، دینی تعلیم کا شوق ہوا تو مدرسہ قاسم العلوم لیاقت پور میں داخلہ لیا۔ یہ دیوبندی مکتب فکر کا مدرسہ ہے۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث ج ۲ ص ۹۲)

## بریلوی علماء کا مسلکی اعتدال:۔

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ایک مرتبہ حج کے موقع پر پیر صاحب گولڑہ (شریف) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے جانشین حضرت پیر غلام محی الدین رحمہ اللہ جنہیں محبت سے ''باؤجی'' کہا جاتا، کو مولانا کے پیچھے نماز اقتداء کرنے کا اتفاق ہوا۔ انہیں نماز میں ایسا لطف آیا کہ تعارف کے بعد باصرار کہا، کہ قیام مکہ مکرمہ کے بقیہ ایام ان کے یہاں تشریف فرما رہیں۔ اگرچہ مولانا نے بہت معذرت کی مگر پیر صاحب نے قبول نہ کی۔ لہٰذا آپ نے باقی دن ان کے پاس گزارے۔ باؤجی نے اپنے باورچی کو خاص طور پر ہدایت کر رکھی تھی کہ کھانا مولانا کی حسب پسند تیار کیا جائے۔

اس قیام کے دوران جب بھی جماعت کا وقت ہوتا اور مولانا موجود ہوتے تو حضرت باؤجی مولانا ہی کو امامت کے لیے آگے بڑھاتے، ایک موقع پر انہوں نے مولانا کو یہ دلچسپ واقعہ بھی سنایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری والد بزرگوار حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہم اللہ سے ملاقات کے لیے گولڑہ شریف تشریف لائے۔ نماز کا وقت ہوا تو حضرت نے مولانا محمد ابراہیم میر رحمہ اللہ کو امامت کے لیے آگے کر دیا۔ بعض مریدین اور معتقدین تذبذب میں پڑ گئے۔ پیر صاحب نے ان کو متذبذب محسوس کر کے فرمایا جس شخص کی ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی وہ جا کر اپنی نماز الگ پڑھ لے۔ جماعت مولانا ابراہیم رحمہ اللہ ہی کرائیں گے۔ غالباً ۱۹۵۳ء کی بات ہے وہ دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور تشریف لائے۔ نماز کا وقت ہوا تو کسی صاحب نے انہیں نماز پڑھانے کو کہا۔ جماعت کھڑی ہو چکی تھی کہ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ تشریف لائے۔ اس وقت تک مولانا غزنوی رحمہ اللہ آپ کو نہیں جانتے تھے۔ نماز کے بعد مولانا غزنوی رحمہ اللہ ذکر و اذکار سے فارغ ہوئے تو کسی سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ بہت نیک آدمی ہیں۔ لہٰذا مولانا سے ملے۔ تعارف ہوا مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے دعا دی اور فرمایا آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ کر مجھ کو ایک خاص سرور حاصل ہوا ہے۔ اس کے بعد دونوں بزرگوں کے درمیان بہت اچھے مراسم قائم ہوئے مولانا غزنوی رحمہ اللہ انہیں

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 74/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اکثر دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں اختتام بخاری شریف کی تقریب میں آخری حدیث پر درس دینے کی دعوت دیتے۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۴۰۷)

## احباب واعیان سے تعلقات:۔

مولانا کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا جس میں پڑھے لکھے ان پڑھ اور امیر غریب سب شامل تھے...... آپ کے حلقہ احباب میں پیر غلام محی الدین رحمہ اللہ گولڑہ شریف شامل تھے۔ان کے علاوہ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ حضرت مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا سید محمد جعفر شاہ پھلواروی رحمہا اللہ کے ساتھ بھی آپ کے بہت اعلیٰ مراسم تھے۔ دارالاحسان (سالار والا) فیصل آباد کے ایک بزرگ پیر ابوانیس محمد برکت علی کے ساتھ بھی گہرے دوستانہ راہ و رسم رکھتے تھے۔ ان دونوں کا ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا تھا۔انہوں نے ایک کتاب لکھی تو مولانا نے اس کی تخریج فرمائی۔(تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۴۰۸)

## مسلکی رواداری اور پیغام خیر سگالی:۔

(مولانا قاری حافظ عبدالخالق رحمانی فاضل علوم دینیہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی)

شیعہ حضرات نے توحید کانفرنس کے انعقاد کیا اور ہر مکتب فکر کے علماء کو دعوت دی...... جماعت اہلحدیث کے بزرگان کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے جن میں علماء واہل اللہ کی اتنی بڑی تعداد تھی جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔تمام خلوص دل سے مصروف دعا تھے۔ ان دعاؤں کے جلو میں قاری صاحب نے توحید پر تقریر شروع کی۔ اللہ نے سینہ کھول دیا اور تقریباً اس میں آپ نے پاؤ پارہ کے قریب قرآن سنایا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی آیات القاء فرمائیں کہ ان آیات نے مخالفین توحید کو کاٹ کاٹ کر گرادیا آپ کو اپنی طرف سے کچھ نہ کہنا پڑا اور پابندی بھی تھی کہ ایسی کوئی بات نہ کہی جائے جس سے کسی دوسرے مکتب فکر کی

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 75/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



دل آزاری ہو۔ (تذکرہ علماء اہلحدیث جلد ۲ ص ۴۴۴)

☆......☆......☆

## ’’سوانح سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ‘‘ میں محبت وآشتی کا تذکرہ

نام کتاب:۔سوانح سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ......مصنف:۔مولانا ابوعلی اثری حفظہ اللہ

ناشر:۔ندوۃ المحدثین، گوجرانوالہ (پاکستان) تقسیم بلا قیمت

### علمائے دیوبند اور اہلحدیث کے باہم تعلقات:۔

(مولانا شبلی رحمہ اللہ) اہلحدیثوں سے بہت قریب آ گئے تھے اور اپنے معاصر ممتاز علماء اہلحدیث سے ان کے بڑے تعلقات بھی ہو گئے تھے۔مشہور اہل حدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تو ندوہ کے ایک سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی کے انہی کے زمانہ میں صدر بھی مانے گئے تھے لیکن ان کے شاگرد اور جانشین مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تو آخر تک ذہناً سلفی ہی رہے ان کے مقامی اور غیر مقامی علمائے اہلحدیث سے بڑے مخلصانہ تعلقات تھے۔ان میں سے بعض سے ان کی خط وکتابت بھی تھی، وہ بنارس کے مشہور سبقت زبان مولانا عبدالمجید حریری کے اہتمام میں بنارس میں ندوہ کا ایسی شان وشوکت اور کروفر کے ساتھ سالانہ اجلاس منعقد کرانا چاہتے تھے جس شان وشوکت کے ساتھ مولانا شبلی (رحمہ اللہ) کے زمانہ میں منعقد ہوا تھا اسی کے ساتھ ایک علمی نمائش کا بھی منصوبہ تھا لیکن وہ منعقد نہ ہوسکا۔مولانا ابوالقاسم بنارسی بھی ان کے دوستوں میں تھے۔مولانا ابویحییٰ امام خاں نوشہروی (رحمہ اللہ) کی کتاب ’’تراجم علمائے اہلحدیث ہند‘‘ پر مقدمہ لکھا جس کے ایک ایک حرف سے بوئے سلفیت آتی ہے۔(سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ص ۲۱۹)

### باہمی رواداری:۔

مولانا ابویحییٰ امام خاں نوشہروی (رحمہ اللہ) اپنی کتاب ’’تراجم علمائے حدیث ہند‘‘ کی تالیف کے دوران میں سید صاحب رحمہ اللہ سے ملنے کے لیے دارالمصنفین

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 76/286

آئے تو انہوں نے دیکھا کہ مولانا عبدالسلام ندوی صاحب اسوۂ صحابہ باوجود مائل بہ توہب ہونے کے ظواہر پران کا عمل نہیں ہے یعنی رفع یدین اور آمین بالجہر نہیں کہتے تو جب تک وہ یہاں رہے فرط بے تکلفی سے مولانا سے رفع یدین بھی کراتے رہے اور آمین بالجہر بھی کہلواتے رہے۔ یہ ایک دلچسپ منظر تھا جس سے خانقاہ شبلی کے متوسلین نے بڑا لطف لیا۔ (سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ص ۲۲۱)

## مسلکی اعتدال:۔

اعظم گڑھ کے اہلحدیث علماء میں ایک مولوی حکیم محمد احمد صاحب لہراوی بھی تھے مدرستہ الاصلاح سرائے میر میں صرف ونحو کے استاد تھے مولانا حمید الدین فراہی کی صرف ونحو کے اسباق الصرف واسباق النحو کو خوب پڑھاتے تھے۔ انہوں نے خود بھی صرف ونحو میں کئی چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے تھے ان میں سے ایک رسالہ اپنے دست خاص سے معارف میں تبصرہ کے لیے سید صاحب کو دیا تھا سید صاحب نے اپنے قلم سے اس پر بہت حوصلہ افزاء تبصرہ فرمایا وہ اپنی بعض تحقیقات میں منفرد تھے۔ (سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ص ۲۲۱)

☆......☆......☆

## کتاب ''حکومت اور علماء ربانی'' میں غلط فہمی کا ازالہ

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



نام کتاب:۔حکومت اور علماء ربانی... مرتبہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب محدث امرتسری روپڑی رحمہ اللہ......ناشر:۔مکتبہ تنظیم اہل حدیث، نزد چوک دالگراں (لاہور)

# ائمہ اربعہ علمائے اہلحدیث کی نظر میں

## عالم مدینہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام مالک رحمہ اللہ کے علمی کمالات کا اعلان بطور بشارت جس انداز سے فرمایا ہے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ایسے نامور مورخ نے حیات امام مالک رحمہ اللہ میں یوں اسے آشکار کیا ہے:

''امام ہمام کا خاندان ابتداء سے علم کے ساتھ ایک خاص نسبت رکھتا تھا۔ ان کے اضافی اوصاف کے ساتھ خود ذاتی جوہر نے وہ پروبال نکالے کہ دنیائے اسلام مشرق سے مغرب تک امام کے آوازہ حق سے معمور ہوگئی۔ بلاد وممالک اسلامیہ کی جغرافیائی وسعت ہر سہ معلومہ براعظم (ایشیا، یورپ و افریقہ) سے مسافر ان علم بلاانقطاع مدینہ کا رخ کرنے لگے اور اس طرح پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ پیشین گوئی (آپ کی ذات گرامی) سے پوری ہوئی جو کہ ابوہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب وہ زمانہ آئے گا جبکہ لوگ طلب علم کے لئے اونٹ ہنکائیں گے لیکن مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم کوئی نہ پائیں گے''۔(حیات امام مالک رحمہ اللہ ص ۴۶)

تاریخ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی پیشین گوئی کو جس نمایاں حیثیت سے روشن واجاگر کیا ہے اس کا ادنیٰ مظاہرہ یہ ہے۔

۱۔ فن حدیث کی پہلی کتاب مؤطا (امام مالک رحمہ اللہ) کے نام سے دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرنے کی سعادت وشرف صرف آپ کو ہی حاصل ہے۔

۲۔ آپ رحمہ اللہ اگرچہ اتباع تابعین میں سے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 78/286

مخصوص فضل وشرف آپ کو مل گیا۔ اکابر تابعین، مثل امام زہری مدنی، یحیٰی بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، سفیان ثوری اور امام جعفر صادق وغیرہم رضی اللہ عنہم آپ کے تلامذہ کی صف میں بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ خود فرمایا کرتے کہ جن آئمہ عظام سے ابتداء میں ہم نے تلمذ و علمی استفادہ کیا بالآخران حضرات کی بہت بڑی اکثریت نے خود ہم سے استفادہ کیا۔

۳۔ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ آئمہ مذاہب و مجتہدین یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی، قاضی ابویوسف، امام محمد حسن بن زیاد، عبداللہ بن وہب، مفتی مصر ابوعمر اشہب مصری امام ابن قاسم اور خلفاء بنی عباسیہ، منصور عباسی، مہدی موسیٰ ہادی، ہارون رشید، محمد امین عبداللہ، مامون عباسی رحمہم اللہ اور حبشہ کے فاقہ مست اور عرب کے پھٹے پرانے کپڑوں والے بدوی آپ کے درس میں دوش بدوش بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین ایوبی ایسے نامور فاتح اسلام نے بھی آپ کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہونے کی غرض سے (موطا کی سماعت کے لیے) اسکندریہ سے قاہرہ تک کا سفر گوارا کیا۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۷۲ تا ۲۹)

## فقیہہ عراق امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے تقویٰ اور احقاق کی جو تصویر علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے ''سیرۃ النعمان'' میں پیش کی ہے۔ اس کی ایک جھلک نمونتہً عرض ہے۔

آپ کی تجارت نہایت وسیع تھی۔ لاکھوں کا لین دین تھا۔ اکثر شہروں میں نمائندے مقرر تھے بڑے بڑے سوداگروں سے معاملہ رہتا تھا۔

ایسے بڑے کارخانہ کے ساتھ دیانت اور احتیاط کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ناجائز طور پر ایک حبہ بھی ان کے خزانے میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## دیانت وسخاوت:۔

چنانچہ ایک دن حفص نے اپنے شاگرد کے پاس خز (ریشم) کے کچھ تھان بھیجے اور کہلا بھیجا کہ فلاں فلاں تھان میں (قدرے) عیب ہے خریدار کو عیب (نقص) کا ذکر کردینا فروخت کرتے وقت، حفص کو ہدایت یاد نہ رہی اور سب تھان (برابر کی قیمت پر) بیچ ڈالے۔ جب امام صاحب کو معلوم ہوا (کہ خریدار کو نقص نہیں بتایا گیا) تو تمام تھانوں کی پوری قیمت جو تیس ہزار تھی خیرات کردی۔

سخاوت اور خیرات کا یہ حال تھا کہ شیوخ ومحدثین کے لئے تجارت کا ایک حصہ مختص تھا جو سال بہ سال ان کو پہنچادیا جاتا۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۳۶)

## خشیت وانابت الی اللہ:۔

ایک دفعہ بتارہے تھے کہ ایک شخص نے کہا ''ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) خدا سے ڈر کر فتویٰ دیا کرو۔''

یہ سن کر امام صاحب رحمہ اللہ پر اس کا اس درجہ اثر ہوا کہ چہرہ کی رنگت بدل گئی اور کہا: بھائی! خدا تجھے جزائے خیر دے۔ اگر مجھے کتمان علم کے مواخذہ کا خوف نہ ہوتا تو میں بالکل ہی فتوے نہ دیتا۔

(۱) ایک دفعہ عشا کی نماز میں آپ نے ''اذا زلزلت'' پڑھی۔ لوگ نماز سے فارغ ہو کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں (راوی واقعہ) ٹھہرا رہا۔ دیکھا تو امام صاحب ٹھنڈی سانس بھر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ کی عبادت میں خلل نہ ہو میں بھی چل دیا صبح کے وقت جب میں نے دیکھا تو امام صاحب غمگین بیٹھے ہیں اور ہاتھ میں داڑھی پکڑے ہوئے بڑی رقت سے کہہ رہے ہیں۔

اللہ! کہ تو ذرا ذرا نیکی اور بدی کا بدلہ لے گا۔ اپنے غلام نعمان کو آگ دوزخ سے بچانا۔

(۲) ایک دن بازار جارہے تھے کہ اچانک بے خبری سے ایک لڑکے کے پاؤں

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



پر آپ کا پاؤں پڑ گیا۔ وہ چلایا اور کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا'' یہ سننا تھا کہ آپ پر غشی طاری ہونے لگی امام مسعَر بن کدام رحمہ اللہ (کوفہ کے مشہور محدث) ساتھ تھے انہوں نے سنبھالا اور ہوش آنے پر آپ سے کہا۔''ایک لڑکے کی اس بات پر اس قدر بے قرار ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا''۔

آپ نے فرمایا: عجب نہیں کہ لڑکے کی آواز تائید غیبی ہو۔

(۳) ایک دن حسب معمول آپ دکان پر گئے نوکر نے کپڑے کے تھان نکال کر رکھے دکان لگائی اور تفاول کے طور پر کہا'' خدا ہم کو جنت دے۔ یہ سن کر امام صاحب پر رقت طاری ہوئی اور اس قدر روئے کہ رخسار (آنسوؤں سے تر ہو گئے) نوکر سے کہا: دکان بند کر دو اور خود چہرہ پر رومال ڈال کر باہر نکل گئے دوسرے دن جب دکان پر آئے تو نوکر سے کہا: بھائی! اس قابل کہاں کہ جنت کی آرزو کریں یہی بہت ہے کہ عذاب الٰہی سے نجات مل جائے۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۳۸)

**زہر کا اثر اور آپکی دعا:۔**

جب آپ کو معلوم ہوا اور شہادت یقینی ہوگئی تو دوگانہ شکر ادا کیا کہ مولا کریم جیسے تو نے اپنے فضل سے مجھے راہ حق میں مشکلات ومصائب برداشت کرنے کی توفیق بخشی ہے ویسے ہی انہیں قبول فرمائیے (رضی اللہ عنہ) غرضیکہ منصور کی قید سے آپ اس وقت رہا ہوئے جبکہ روح جسم کی قید سے آزاد ہوئی۔

صداقت کے بیان کرنے سے مومن رک نہیں سکتا اتر سکتا ہے سر خوددار کا پر جھک نہیں سکتا

(حکومت اور علماء ربانی ص ۴۵)

## امام السنہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ

حضرت امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) دنیائے اسلام کی وہ شخصیت ہیں جن کی نظیر امت میں کمیاب ہے۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے آپ کا تعارف ''سیرۃ النعمان'' میں ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 81/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



''بڑے بڑے علماء کا قول ہے کہ اسلام کو دو شخصیتوں نے نہایت نازک وقت میں محفوظ رکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرتدین عرب کا استیصال کیا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جو مامون الرشید وغیرہ کے زمانہ میں حدوث قرآن (خلق قرآن) کے منکر رہے۔ بلکہ ایک اعتبار سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو ترجیح ہے کیونکہ صحابہ کرام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے معاون و مددگار تھے۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ کا کوئی مددگار نہ تھا۔ (سیرۃ النعمان ص ۷۷ بحوالہ حکومت اور علماء ربانی ص ۴۵)

## عزم واستقلال:۔

علامہ ابن قدامہ یہ روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: ''لو لا احمد بن حنبل قام بھذا الشان لکان عاراً و شناراً علینا الی یوم القیامۃ ان قوما سئلو افلم یخرج منھم احد'' (مغنی جلد ا ص ۵)

ترجمہ: اگر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس مسئلہ میں پورا عزم و استقلال نہ دکھاتے تو امت کے لئے قیامت تک عار اور شرمندگی کا باعث ہوتا۔ اس وقت پوری قوم میں سوائے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے کوئی بھی میدان میں نہ نکلا۔

علامہ شعرانی رحمہ اللہ طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ مامون عباسی جبکہ معتزلہ ایسے بدترین وگمراہ فرقہ کا عقیدت مند ہوگیا تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ قانونی طور پر مسئلہ خلق قرآن کو اسلام کا بنیادی عقیدہ قرار دیا جائے۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۴۶)

## عجیب کرامت:۔

حضرت میمون کہتے ہیں جب آپ کو کوڑے لگائے جاتے تھے تو اس وقت آپ کا ازار بند ٹوٹ گیا اور قریب تھا کہ پاجامہ نیچے گر کر آپ ننگے ہو جائیں لیکن ہم نے دیکھا کہ آسمان کی طرف منہ کر کے آپ رحمہ اللہ نے یہ دعا پڑھی۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 82/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



''اے اللہ! میں تیرے اس باعظمت نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ جس کی برکت سے عرش بھرا ہوا ہے۔ اگر میں حق پر ہوں تو مجھے لوگوں کے سامنے ننگا نہ کر''۔ پس ہمارے دیکھتے ہی پاجامہ اپنی جگہ مضبوط ہوگیا۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۵۵)

## بشارت وخوشخبری:۔

جبکہ آپ کی آزمائش ختم ہوگئی تو ایک دن ایسا ہوا کہ ایک غیر معروف آدمی آیا اور السلام علیکم عرض کرنے کے بعد کہنے لگا کہ میں دور دراز کا سفر کر کے صرف اس لئے آیا ہوں کہ بشارت وخوشخبری سناؤں کہ آسمانوں کے تمام فرشتے اور خود حاملین عرش خوش ہیں کہ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تمام آلام ومصائب کو انتہائی صبر وسکون اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۵۵)

## دعائے برکت کی درخواست کرنا:۔

جب واثق مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے متوکل ایسے محب سنت اور حامی دین کو خلیفہ کر دیا تو سب سے پہلے متوکل نے جو کام کیا وہ یہی تھا کہ پیدل جیل خانہ میں پہنچا۔ اور امام السنہ رحمہ اللہ سے سلام مسنون عرض کرنے کے بعد اپنے ہاتھ سے بیڑیاں کھولیں اور شاہی لباس امام صاحب کو زیب تن کرا کر آپ کو اپنے گھر میں دعا وبرکت فرمانے کے لئے درخواست کی۔

جب امام صاحب قصر شاہی میں تشریف فرما ہوئے تو متوکل نے انتہائی خوشی و مسرت سے اپنی والدہ سے باآواز بلند کہا ''اے اماں جان! ہم سے زیادہ خوش قسمت اور کون ہوسکتا ہے کہ امام السنہ کی تشریف آوری سے ہمارا گھر بقعۂ نور ہو رہا ہے۔

(حکومت اور علماء ربانی ص ۵۶)

# امام العلم امام شافعی رحمہ اللہ حبر الامتہ

امام شافعی رحمہ اللہ کی کسی حکومت سے ٹکر نہیں ہوئی مگر چونکہ امام شافعی رحمہ اللہ ائمہ اربعہ سے ہیں اور ائمہ ثلاثہ کے حالات ذکر ہو چکے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوا

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مختصر حالات بھی یہاں درج کر دیئے جائیں تاکہ یہ مختصر رسالہ ائمہ اربعہ کے حالات پر مشتمل ہو جائے۔

شافعی رحمہ اللہ بلحاظ پیدائش تعلیم وتربیت پھر علمی کمالات واجتہاد وغیرہ کے اللہ تعالیٰ کی آیات بینات سے ایک کھلی آیت بلکہ زندہ معجزہ ہیں۔ چنانچہ علامہ ذہبی ایسے ماہر فن حدیث ورجال اور تاریخ وغیرہ آپ کا ترجمہ "تذکرہ الحفاظ" میں **شافعی امام العلم حبر الامته** کے عنوان سے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ابو عبداللہ محمد بن ادریس القرشی المطلبی الشافعی المکی نسیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وناصر سنته" شافعی کی کنیت ابوعبداللہ اور اسم گرامی محمد ہے۔ آپ کے والد کا نام ادریس ہے۔ خاندانی لحاظ سے مطلبی اور ہاشمی قریشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار اور سنت کے ناصر وناشر ہیں۔ آپ کے جد بزرگوار کا نام چونکہ شافع رحمہ اللہ تھا۔ اس لئے آپ شافعی نام سے شہرہ آفاق ہوئے آپ کی پیدائش ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ بعض اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ جس دن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ آپ اسی دن پیدا ہوئے چون سال عمر پا کر ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۷۲)

## امامت اور اتباع سنت کی بشارت:۔

مکہ شریف میں بچپن کے ایک اور خواب کا ذکر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے چہرہ مبارک پر ہیبت ٹپکتی ہے۔ حرم میں لوگوں کی امامت کر رہے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو درس دینے لگے۔ میں نے بھی قریب ہو کر کہا کہ مجھے بھی تعلیم دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آستین سے ایک ترازو نکالا اور فرمایا: "یہ تیرے لئے ہے"۔ میں نے ایک معبر سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے یہ تعبیر کی کہ تو علم میں امام ہو گا۔ اور سنت پر ہو گا۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۷۳)

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## لامنس ھار کا حقیقت افروز اعلان:۔

عیسائیت اگر چہ ابتداء ہی سے مذہب اسلام کو نیست و نابود اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے پر کمربستہ ہے۔لیکن پانچویں صدی کے آخر میں انگلستان میں جو سب سے بڑا اسلام کش عیسائی لیڈر گزرا ہے۔ وہ اسلام کشی میں اپنی نظیر آپ ہی ہے جبکہ تحریراً تقریراً وہ اپنی تمام اسلام کش تدابیر کو بروئے کار لا کر بھی اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔تو مجبوراًا سے اسلام کے استقلال و بقاء اور استحکام و مضبوطی پر غور وفکر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوا۔ بالآخر گہری سوچ و بچار کے بعد اسلام کے تحفظ و بقاء کا مدار اس نے صرف چار بلند پایہ شخصیتوں کی قابلیت اور حسن تدابیر علم و عمل پر منحصر گردانا ہے جن میں سے سب سے اول ہادی برحق جناب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مبارک ہستی ہے جو اپنی سیاست اور خلوص میں ضرب المثل ہیں۔ تیسرے حجۃ الاسلام حبر الامتہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی فقید المثال شخصیت ہے جن کی سعی و کوشش سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سراپا نور زندگی کے تمام شعبے ہی نہیں بلکہ جمیع حرکات و سکنات من وعن رہتی دنیا تک اسلامی دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں۔

اس مخالف اسلام نے اعلان کر دیا کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علمی و عملی زندگی کے لحاظ سے اسلام کے ان چار مخصوص ستونوں میں سے ایک اہم ترین ستون ہیں کہ جن کے سہارے اسلام کی محکم و مضبوط چھت قائم ہے۔

(حکومت اور علماء ربانی ص ۷۸)

## امام شعرانی کا اعلان:۔

علامہ شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ کے شاگرد امام ربیع کہا کرتے کہ آپ کی علمی شہرت کا ادنیٰ مظہر میں نے یہ دیکھا کہ آپ کی تصانیف کی سماعت کے لئے بیک وقت سات سو علماء طلباء کا ہجوم آپ کے درس میں موجود ہے۔اور آپ ساتھ

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____

ساتھ فرماتے جارہے ہیں ''اذا صح الحدیث فھو مذھبی'' اگر خدانخواستہ میرا کوئی قول صحیح حدیث کے خلاف معلوم ہوتو اس کو متروک کرتے ہوئے حدیث صحیح کو میرا مذہب سمجھنا۔

آپ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ خلق کثیر مجھ سے علم دین حاصل کرے۔لیکن کسی قول کو میری طرف منسوب نہ کیا جائے۔

(حکومت اور علماء ربانی ص ۷۸)

## ائمہ میں باہمی محبت:۔

امام السنہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے امام شافعی رحمہ اللہ کو یاد کرتے اور فرماتے کہ جیسے لوگوں کو سورج اور صحت کی ضرورت ہے اور ان کا عوض کوئی چیز نہیں ہوسکتی ایسے امام شافعی رحمہ اللہ کا درجہ لوگوں میں ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد امام ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات سے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور لوگ ان کے جنازے کے لئے نکل رہے ہیں۔میں نے خواب کا ذکر بعض اہل علم کے پاس کیا کہ یہ زمین کے بہت بڑے امام فی العلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ چند دن بعد امام شافعی رحمہ اللہ فوت ہوگئے۔(حکومت اور علماء ربانی ص ۷۹)

## مرض الموت میں فکر:۔

امام مزنی امام شافعی رحمہا اللہ کے شاگرد فرماتے ہیں: میں مرض الموت میں امام شافعی (رحمہ اللہ) کے پاس بیمار پرسی کے لئے گیا۔میں نے کہا: کیا حال ہے؟ فرمایا کہ دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں، اپنے برے اعمال کو ملنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والا ہوں۔ مجھے پتہ نہیں کہ میری روح جنت کو جائے گی پس اس کو مبارکبا دوں یا جہنم کو جائے گی پس اس کی تعزیت کروں، پھر روئے اور یہ شعر پڑھے۔

ولما قسا قلبی وضاقت مذاھبی   جعلت رجائی نحو عفوک سلماً

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



تعاظمنی ذنبی فلما قرنته بعفوک ربی کان عفوک اعظما

فما زلت ذاعفو عن الذنب لم یزل تجود تعفومنه وتکرما

فلولاک لم یسلم من ابلیس عابد وکیف وقد اغوی صفیک آدما

ترجمہ: جب میرا دل سخت ہوگیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے۔ تو میں نے اپنی امید کو تیری معافی کے لئے سیڑھی بنایا۔ میرے گناہ مجھے بڑے معلوم ہوئے جب میں نے تیری معافی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا تو اے میرے رب! تیری معافی بہت بڑی ہوگئی تو ہمیشہ معافی دیتا رہا ہے۔ اپنے فضل وکرم سے سخاوت کرتا رہا۔ اگر تیری معافی نہ ہوتی تو ابلیس سے کوئی عابد سلامت نہ رہتا اور کس طرح سلامت رہے کوئی جب کہ اس نے تیرے برگزیدہ بندے آدم علیہ السلام کو گمراہ کر دیا۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا خدا نے مجھے بخش دیا تاج پہنایا اور حوروں سے نکاح کر دیا اور فرمایا یہ اس کا عوض ہے کہ تو میری رضا کے ساتھ راضی رہا اور جو کچھ میں نے دیا اس پر قناعت کی۔ (حکومت اور علماء ربانی ص ۸۰)

## عبادت وتقویٰ وچند نصائح:۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے۔ پہلے حصے میں تحریر و تصنیف دوسرے میں نیند وآرام، تیسرے میں نفل وعبادت۔

☆ سترہ سال کی عمر سے کبھی پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھایا۔ ☆ پوری عمر میں فقر وفاقہ سے کبھی گھبرائے نہیں۔ ☆ ساری عمر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ☆ ساری عمر کبھی غسل جمعہ ترک نہیں کیا۔ ☆ ہاتھ میں ہمیشہ عصا رکھتے اور فرماتے میں مسافرانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ ☆ نیز فرماتے جو دل کی روشنی چاہتا ہے وہ کم کھائے تنہائی اختیار کرے۔ عام مجلسوں سے دور رہے، جہلاء سے بچے، علماء سوء سے بیزاری رکھے۔ ☆ امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد امام مزنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ساری عمر میں آپ جیسا

WWW.UDGARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



سخی نہیں دیکھا کسی عقیدت مند نے اپنے غلام کے ہاتھ اشرفیوں کی ایک تھیلی بھیجی۔ غلام تھیلی دے کر ابھی رخصت نہیں ہوا تھا کہ ایک مفلوک الحال آ گیا اور کہا کہ میری بیوی کے ابھی بچہ پیدا ہوا ہے اور گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔ امام صاحب نے وہی تھیلی اس کے حوالے کر دی۔ حالانکہ خود بھی گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔☆ امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کے پاس دس ہزار کی رقم تھی آپ نے مکہ مکرمہ سے باہر خیمہ لگایا اور غرباء پر سخاوت کا دروازہ کھول دیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں خالی ہاتھ داخل ہوئے۔☆ امام شافعی رحمہ اللہ کی ہمشیرہ کہتی ہیں میں بعض راتوں میں شافعی رحمہ اللہ کے پاس تیس مرتبہ یا کم وبیش آتی جاتی۔ ان کے آگے چراغ ہوتا اور آپ چت لیٹے ہوئے کچھ سوچتے رہتے پھر لونڈی کو چراغ جلانے کا حکم دیتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے بھانجے (ابومحمد) سے کسی نے پوچھا کہ ایسا کیوں کرتے؟ کہا: اندھیرے میں دل زیادہ روشن ہوتا ہے امام شعرانی رحمہ اللہ نے طبقات کبریٰ میں آپ کے بہت سے حکیمانہ اقوال ذکر کئے ہیں۔☆ آپ فرماتے ”علم کی زینت بردباری زہد اور تقویٰ ہے“۔

☆علماء کا فقرو فاقہ اختیاری (اپنے اختیار سے) ہوتا ہے اور جہلاء کا اضطراری۔☆ علم صرف پڑھنے اور حفظ کرنے کا نام نہیں بلکہ علم درحقیقت وہ ہے جس سے آخرت کا فائدہ ہو۔☆ اگر کوئی انتہائی کوشش کرے کہ سب لوگ اس سے خوش رہیں تو یہ مشکل ہے۔ (اس لئے خدا کو راضی کرنے کی کوشش کرے)☆ اگر کوئی چاہے کہ لوگ اس سے اچھا سلوک کریں تو اس کو چاہیے کہ لوگوں سے حسن سلوک اور خوش خلقی سے پیش آئے۔☆ جو آخرت میں بھلائی چاہتا ہے اس کو اخلاص سے علم حاصل کرنا اور اس پر عامل ہونا چاہیے۔☆ سب سے زیادہ ظالم اپنی جان پر وہ ہے جو ایسے شخص سے تواضع سے پیش آئے جو اس کی قدر نہ کرے اور ایسے آدمی سے دوستی رکھے جس سے فائدہ کی امید نہ ہو اور ایسے آدمی کی مدح کرے جو اس کو پہچانتا نہ

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 88/286

ہو۔☆ سچے دوست کی پہچان یہ ہے کہ مصیبت کے وقت کام آئے اس کی لغزشوں سے درگزر کرے اور دوست کے دوست کی قدر کرے۔☆ جو تیرے سامنے کسی کی چغلی یا شکوہ کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں کے پاس تیرا گلہ کرنے والا ہے۔

☆ اپنے بھائی کو تنہائی میں نصیحت کرنے والا اس کا سچا خیر خواہ ہے اور مجلس میں نصیحت کرنے والا اس کو ذلیل کرنے والا بدخواہ ہے۔

☆ ہادی وہ ہے جو عمل سے وعظ کرے۔(یعنی اس کا عمل دیکھ کر لوگ ہدایت پائیں)۔(عبداللہ امرت سری روپڑی حال ماڈل ٹاؤن سی بلاک کوٹھی نمبر ۱۱۹۔ لاہور)(حکومت اور علماء ربانی ص ۸۱ تا ۸۳)

☆......☆......☆

## کتاب ''تحریک پاکستان اور علماء اہلحدیث'' میں صلح پسندی کی باتیں

نام کتاب:۔تحریک پاکستان اور علماء اہلحدیث.....

مصنف:۔مولانا محمد حنیف یزدانی، مکتبہ نذیریہ لاہور

### دیوبند اور علمائے اہلحدیث میں صلح پسندی:۔

کون نہیں جانتا کہ تحریک آزادی ہند میں علماء اہلحدیث اور علماء دیوبند ہی پیش پیش تھے۔ اور جب تحریک پاکستان اٹھی تو بانی پاکستان کے دست و بازو علماء اہلحدیث اور علماء دیوبند ہی تھے۔ جماعت اہلحدیث کے مقتدر عالم دین مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ نے تحریک پاکستان کے سلسلہ میں پورے ہندوستان کا دورہ فرمایا۔ بنارس اور لکھنؤ میں بیٹھ کر مسلم لیگ کی تائید وحمایت میں بیشتر مضامین لکھے۔ اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ آج بھی حضرت مولانا سیالکوٹی

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



رحمہ اللہ کی تقاریر پر تاثیر کی گواہی دے رہی ہے۔(تحریک پاکستان ص ۲۵)

☆......☆......☆

# کتاب ''الشیخ عبداللہ غزنوی'' میں رواداری کا تذکرہ

ترتیب: بدرالزماں محمد شفیع نیپالی، ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ (پاکستان)

## شیخ الکل کی تواضع:۔

جب سہ نفری قافلہ امرتسر سے چل کر آٹھ روز کے بعد دہلی پہنچا تو میاں صاحب استقبال کیلئے تانگہ لے کر اڈہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ چنانچہ مولانا محی الدین قصوری اپنے اساتذہ سے سنی ہوئی باتیں لکھتے ہیں۔

جس وقت یہ تینوں بزرگ (شیخ عبداللہ غزنوی، مولانا غلام رسول قلعوی اور مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہم اللہ) دہلی گاڑیوں کے اڈے پر پہنچے تو ایک بزرگ آدمی کو وہاں موجود پایا جس نے ان سے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ ان کا اسباب اٹھالیا اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو وہاں پہنچادوں گا۔ وہ بزرگ ان تینوں بزرگوں کا سامان اٹھا کر میاں نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ کی مسجد میں لے گیا، ان کا اسباب وہاں رکھا اور خود غائب ہوگیا۔ یہ حیران کہ اس مزدور نے پیسے بھی نہیں لیے اور کہاں چلا گیا ہے۔ جب کافی وقت گزر گیا تو انہوں نے کسی صاحب سے دریافت کیا کہ میاں صاحب کہاں ہیں اور کب تک آئیں گے؟ تو اس نے جواب دیا کہ: ''میاں صاحب یہی تو تھے جو آپ کا سامان لائے ہیں، اب وہ غالباً گھر آپ کے کھانے کا کہنے گئے ہیں:''

یہ تینوں بزرگ دل ہی دل میں بڑے نادم ہوئے۔ میاں صاحب نے فرمایا آپ تحصیل حدیث کے لیے تشریف لائے ہیں تو حدیث بجز اس کے کیا ہے کہ خدمت خلق؟ یہی حدیث کا پہلا سبق ہے''۔

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## فرقہ پرستی کی مذمت:۔

چونکہ اس زمانے کے لوگ باطل طواغیت کے سامنے اپنے معاملات اور جھگڑے پیش کرتے ہیں جبکہ یہ اس فائدہ کی ضد ہے جو رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے اتارنے کی صورت میں تھا اور جس کی اطاعت لازم تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ"۔ (النساء:۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں بھیجا مگر اس لیے تا کہ اللہ کی اجازت سے اس کی اطاعت کی جائے۔

ہر فرقہ کا ایک الگ طاغوت اور ہر گروہ کا ایک جداگانہ سردار ہے جس سے (امت کا) شیرازہ منتشر اور اتحاد پارہ پارہ ہے اور کتابوں اور رسولوں کے بھیجنے کا مقصد فوت ہو گیا ہے اسی وجہ سے فقیر کو الہام ہوا: **واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (آل عمران: ۱۰۳)** اور اللہ کی رسی کو یکجائی طور پر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ پیدا کرو۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۹۹)

## احترام ائمہ دین:۔

آپ ائمہ دین کا بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ بعض متشدد لوگ آپ سے حدیث پڑھنے آتے مگر یہ شرط کر لیتے کہ حدیث تو آپ سے پڑھیں گے لیکن نماز آپ کے پیچھے ادا نہیں کریں گے۔ آپ اس شرط کو بخوشی منظور فرما لیا کرتے۔ (الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۴۸)

☆......☆......☆

WWW.UBQARI.ORG

WWW.UBQARI.ORG

# کتاب سوانح حیات قلعوی میں اخلاص اور محبت کی مٹھاس

نام کتاب:۔سوانح حیات: حضرت العلام مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ساکن قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ

مصنف:۔حضرت مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ پسر حضرت العلام مولانا غلام رسول رحمہ اللہ

ناشر:۔فضل بک ڈپو، اردو بازار گوجرانوالہ

## ابتدائی تعارف:۔

(والد صاحب) نے اسوہ حسنہ پر چل کر اور صحیح طریق عمل پر کار بند ہو کر بارگاہ ایزدی میں وہ قرب حاصل کیا کہ جس کا ایک زمانہ اب تک شاہد ہے۔(سوانح حیات ص ۴)

## فلا تکفرہ بذنب:۔

نہ ہی کبھی کسی کلمہ گو کو کافر بنایا بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے خون اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خویش واقارب بلکہ اپنے دانت مبارک لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے قربان کیے ہم کو بھی لازم ہے کہ **فلا تکفرہ بذنب** پر عمل کریں یعنی کسی معمولی گناہ یا لغزش کے سرزد ہونے سے جھٹ پٹ کافر نہ کہہ دیا کریں۔

تفریق بین المسلمین کو آپ ہمیشہ ایک بڑا جرم سمجھتے رہے (ان سب باتوں کا علم آپ کو سوانح حیات کے پڑھنے سے ہوجائے گا)۔

آپ ہمیشہ بحث مباحثہ سے متنفر رہے ہاں خلاف شرع کام ہوتا دیکھ کر آپ

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



سے نہ رہا جاتا تھا مگر اس حالت میں بھی آپ کسی سے سخت کلامی سے پیش نہ آتے۔ بلکہ اس طرز سے سمجھاتے کہ وہ ترک گناہ پر مجبور ہو جاتا۔

بزرگوں کے حق میں گستاخانہ کلمات کہنے والوں کو آپ بہت برا سمجھتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ ایسے شخص پر رجعت پڑ جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ''میرا مقصد یہ ہے کہ ایک ہر دلعزیز اور مسلم ترین ہستی کے سوانح نموتناً عام لوگوں کے سامنے پیش کروں ممکن ہے کہ موجودہ روش روبہ اصلاح ہو جائے۔

عام لوگوں میں ایک غلط خیال بیٹھا ہوا ہے اور جہلاء کو اکثر کہتے سنا ہے کہ ''فقر اور علم دینی دو الگ الگ چیزیں ہیں (یعنی فقیر عالم نہیں ہوسکتا اور عالم فقیر نہیں ہوسکتا) میاں ان دونوں جماعتوں میں ہمیشہ سے اختلاف ہی چلا آیا ہے''۔ والد صاحب مرحوم سے ایک متبحر عالم ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کی اسلامی ضیاء باریاں آپ کی زبان اور عمل سے ظہور میں آئیں اور یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آپ کو ایک برگزیدہ درگاہ رب العزت مانتی ہے۔

## مقلد اور غیر مقلد کا کوئی جھگڑا نہ تھا:۔

میں اپنے والد صاحب مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم (مؤلف کتاب ہذا) کی خدمت میں سفر وحضر میں رہا۔ آپ نے مقلد اور غیر مقلد کا کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو کافر کہا۔ ہاں اگر کوئی شخص ان سے مسئلہ دریافت کرتا اور سمجھنا چاہتا تو آپ بڑی خوشی سے اس کو سمجھاتے اور اس کی پوری تسلی کرتے۔ حالانکہ ان کو بوجہ لکنت بولنے میں دقت ہوتی تھی۔ مگر قرأت کلام پاک میں آپ کو کبھی لکنت نہ ہوتی تھی۔ مقلد اور غیر مقلد آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔ آپ کا وہی مسلک تھا جو مولوی صاحب مرحوم کا تھا، تمام عمر نماز تہجد قضا نہیں کی۔ ادائیگی نماز میں پابندی اوقات کا خاص خیال رہتا تھا۔ مولوی صاحب نے جو اخلاق اور مروت کا بیج بویا تھا وہ

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 93/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



تمام زندگی پھل لاتا رہا۔آپ کا کلام اور وعظ پر تاثیر ہوتا تھا۔آپ نے بھی ۶۳ سال عمر پوری کر کے مولوی صاحب مرحوم کے پہلو میں جگہ لی۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

عبدالمالک نبیرہ مولوی غلام رسول صاحب مرحوم قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ (سوانح حیات ص ۸ تا ۹)

## باہمی منافرت سے کوسوں دور:۔

مولوی صاحب کی طبیعت میں شر کی بو تک نہ تھی۔ بعض لوگوں کا مقصد آپ سے مسائل دریافت کرنے کا اکثر یہ ہوتا تھا کہ اختلافی مسئلہ پر کوئی بحث چھڑ جائے گی مگر مولوی صاحب کو خداوند کریم نے ایسا ذہن اور لیاقت عطا فرمائی تھی کہ شریروں کا مقصد پورا نہیں ہونے پاتا تھا۔ دوران وعظ ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت مہربانی فرما کر مقلد اور غیر مقلد کی بابت فیصلہ کن بیان فرمائیے کہ دوبارہ ضرورت دریافت کی نہ رہے۔آپ نے فرمایا کہ بھائی یہ سمجھ کی بات ہے اور ہے بھی بڑی موٹی بات۔ مثال اس کی یوں ہے کہ جیسے ایک تالاب سے چار نالیاں پانی کی بہتی ہیں۔سوکوئی شخص خواہ کسی نالی کا پانی پیئے وہ تالاب ہی کا پانی ہوگا۔اور اگر کوئی شک والی طبیعت والا براہ راست تالاب سے ہی جا کر پیئے تو وہ بھی اسی تالاب ہی کا پانی ہے۔یہی مثال مقلد اور غیر مقلد کی ہے۔صرف دل میں یہ خیال ہونا ضروری ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **(فداہ ابی و امی)** کے فعل اور قول کے سامنے کسی کی وقعت نہیں اور یہی ائمہ مجتہدین کا فرمان بھی ہے۔آپ نے فرمایا کہ لوگوں میں تفریق پیدا کرنی اور ناحق تکفیر کرنی یہ دونوں بہت بڑے گناہ ہیں اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا بیان اس بات کا شاہد ہے کہ جب آپ تورات لینے کو کوہ طور پر خدا کے حکم سے گئے تو پیچھے سامری کی شرارت سے بچھڑے کی پوجا شروع ہوگئی۔ جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے بھائی

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 94/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



پر غضبناک ہو گئے تو ہارون علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں تفرقے سے ڈر گیا تھا۔(ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل) پیغمبر بھی تفرقہ کے گناہ کے ارتکاب سے ڈرتے تھے معلوم نہیں کہ آج کل کے نام نہاد فقراء کس دلیری اور جسارت سے تفرقہ اندازی اور تکفیر کی مشین سے کام لیتے ہیں اس گناہ کے ارتکاب سے ہر ایک مسلمان کو ضرور بچنا چاہئے۔(سوانح حیات ص ۷۱)

## دل شکنی ودل آزاری سے نفرت:۔

کسی کی دل شکنی مولانا صاحب کرنی جانتے ہی نہ تھے۔یہی وجہ تھی کہ آپ کے وعظ میں ہزار ہا لوگ جمع ہوتے تھے۔اور سب کے سب اس قدر زیر اثر تھے کہ غیر مذاہب والے بھی اپنا وہی مذہب لے کر کم ہی واپس جاتے تھے۔اکثر توحید کو مان کر کلمہ ”لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ“ پڑھ کر ہی جاتے۔آپ کا وجود مبارک قدرت الٰہی کا ایک نشان تھا۔لوگوں کے دلوں کے واسطے مقناطیسی کشش رکھتا تھا۔آپ کا وجود قرن میں یکتا تھا۔اس قدر مقبول اور اس درجہ کا آدمی لوگوں کی نظروں میں کوئی بھی نہ جچتا تھا۔آپ کے فرمان کو لوگ دل وجان سے ماننے کے لیے تیار رہتے تھے۔پنجاب اور ہندوستان کے لوگ آپ کے زیر اثر تھے۔بڑے بڑے مسلمان سردار ہمارے خاندان کے شاگرد تھے اور آپ کا حکم کما حقہ مانتے تھے۔لوگوں کا آپ پر بہت حسن ظن تھا۔(سوانح حیات ص ۷۲)

☆......☆......☆

# کتاب ”فتاویٰ ثنائیہ“ میں اختلاف کا حل محبت بھرے انداز میں

نام کتاب:۔فتاویٰ ثنائیہ..... تالیف:۔شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ

مرتبہ:۔مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ......مکتبہ:۔ثانیہ بلاک ۱۹ سرگودھا

## تعامل اسلاف سے استدلال:۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 95/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پتھر ایک صحابی کی قبر پر رکھ کر فرمایا تھا اس لیے رکھتا ہوں تاکہ قبر پہچان لیا کروں، پتھر پر نام میت لکھوا کر سرہانے کی طرف کھڑا کر دیا جائے تو میرے خیال میں منع نہیں۔ مدینہ شریف کے قبرستان میں آج تک بھی امام مالک رحمہ اللہ کی قبر پر اسی طرح کا ایک پتھر یا لکڑی کی تختی کھڑی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص ۳۰)

## ایصال ثواب مالی و بدنی:۔

ایصال ثواب مالی یا بدنی بلا تقرر اور تعین وقت اور دن کے جب چاہے پہنچاوے درست اور طریقہ مسلوکہ فی الدین ہے۔ (حررہ سید محمد نذیر حسین عفی عنہ۔ فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۴۲۱ بحوالہ: فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی ص 30)

# کتاب ''ہفت اقلیم'' میں وسعت قلبی کا تذکرہ

نام کتاب:۔ ہفت اقلیم..... مصنف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

## مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کی وسعت قلبی:۔

اللہ تعالیٰ نے بھٹی صاحب حفظہ اللہ کو مثالی حافظہ عطا فرمایا ہے۔ پھر ان کی نثر ایسی دلکش ہے کہ قاری اس کے سحر میں کھو جاتا ہے۔ وہ جس شخصیت پر قلم اٹھاتے ہیں اسے اس کی تمام کیفیات کے ساتھ قاری کے سامنے لا کھڑا کرتے ہیں۔

جناب محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ وسعت قلبی اور وسعت نظری سے ان کا خمیر گوندھا گیا ہے۔ وہ علمائے کرام کا حد درجہ احترام کرتے ہیں جناب بھٹی صاحب مسلکاً اہل حدیث ہیں لیکن غیر اہل حدیث علمائے کرام کی عزت و اکرام میں بھی وہ کوئی کمی نہیں آنے دیتے۔ زیر نظر مجموعۂ شخصیات میں بھی انہوں نے حسب روایت اہلحدیث کے ساتھ ساتھ غیر اہلحدیث علمائے کرام کا تذکرہ کیا ہے اور اس دل نشیں اسلوب میں کہ شاید ان کے اپنے چاہنے والے بھی

Privacy

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 96/286

اس اسلوب میں نہ لکھ سکیں۔تنگ نظری اور فکری غلامی کے اس دور میں وسعت قلبی کی اس سے بڑی اور کیا مثال ہوسکتی ہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ منفرد اعزاز جماعت اہل حدیث کے ایک فرد کے حصے میں آیا ہے۔اس جماعت کے حصے میں کہ جسے ہمارے بعض دوست طرح طرح کے''اوصاف'' سے متصف کرتے ہیں۔ان کا ایک ''وصف'' یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ''خشک''ہیں۔جناب بھٹی صاحب کی ہنستی مسکراتی تحریر، ان کے لہجے کی حلاوت اور ان کے اسلوب کی چاشنی اس قسم کے منفی اثر کو زائل کرنے کیلئے کافی ہے۔( ہفت اقلیم:ص۔٦)

## علمائے اہلحدیث اور دیوبند میں بے تکلفی:۔

مولانا محمد چراغ گوجرانوالہ کے مشہور دیوبندی عالم تھے اور حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔مولانا اسماعیل صاحب اور مولانا حنیف ندوی رحمہم اللہ کے وہ بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں نوجوان بھارت سبھا کی طرف سے سیاسی سرگرمیوں کی بناء پر مولانا محمد چراغ اور مولانا حنیف ندوی (رحمہا اللہ) دونوں گرفتار ہوئے اور گوجرانوالہ کے مجسٹریٹ نے سزا دے کر دونوں کو قصور جیل میں بھیج دیا تھا اور دونوں کئی مہینے اکٹھے جیل میں رہے تھے۔( ہفت اقلیم: ص:٦٧۔٦٨)

## اہلحدیث نوجوانوں سے دکھی صدا:۔

پہلی بات یہ ہے کہ جماعت اہلحدیث کے نوجوان اصحاب علم کو بزرگان دین کے واقعات ضرور پڑھنا چاہئیں۔ان واقعات سے جہاں معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، وہاں یہ واقعات دل کی صفائی کا ذریعہ بھی ثابت ہوتے ہیں اور لکھنے والے کو نئے الفاظ اور نئے اسلوب سے بھی بہرہ ور کرتے ہیں،لیکن افسوس ہے ہماری جماعت کی موجودہ نوجوان نسل کو ان واقعات سے دلچسپی نہیں ہے۔ہمارے بزرگ اس قسم کے واقعات

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کا بے حد شوق سے مطالعہ فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو اثر سے اور ان کے دل کو نرمی کی نعمت سے نوازا تھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نہایت عجز وانکسار سے رہتے تھے۔ اگر کوئی شخص حصول رشد وخیر کی نیت سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو کسر نفسی سے فرماتے کہ میں اس قابل نہیں، کسی اور کے پاس جاؤ۔ اگر مرد کامل کا پتہ چلے تو مجھے بھی اطلاع دینا، میں بھی اس کی خدمت میں حاضری دوں گا۔ خواجہ حسام الدین رحمہ اللہ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ وہ خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے تو ان کے ساتھ یہی کچھ ہوا۔ وہ واپس آ گئے اور مرشد کی تلاش میں آگرہ پہنچے۔ پریشانی کی حالت میں ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ کسی کو ایک مکان سے شعر پڑھتے ہوئے سنا۔ کان اس طرف لگائے تو شعر خواں کہہ رہا تھا۔

**تو خواہی آستین افشاں و خواہی دامن اندر کش مگس ہرگز نخواہد رفت از دکانِ حلوائی**

یعنی تم آستیں کو کھولو یا دامن اندر کو کھینچو، مکھی حلوائی کی دکان سے ہرگز نہیں جائے گی۔ اس میں خواجہ حسام الدین رحمہ اللہ کیلئے استعارہ یہ تھا کہ جس طرح مکھی کیلئے حلوائی کی دکان فائدہ مند ہے، اسی طرح تمہارے لیے وہی آستانہ نفع بخش ہے، جہاں سے تمہیں جواب ملا ہے۔

شعر سن کر خواجہ حسام الدین رحمہ اللہ وہاں سے پلٹے اور سیدھے خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے اور اصرار کر کے ان کے حلقۂ بیعت میں داخل ہوئے۔

( ہفت اقلیم: ص۔۲۵۶۔۲۵۷)

## ہماری تنقید بے جا کی اصلاح:۔

تیسری بات سنیے! ایک مرتبہ ایک دینی اخبار میں ایک عالم دین کا مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا، جس میں یہ مسئلہ بیان فرمایا گیا تھا کہ فوت شدہ کو مرحوم نہیں کہنا

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 98/286

چاہیے۔ ہمیں کیا معلوم کہ اللہ نے اس پر رحم فرمایا ہے یا نہیں۔ اب فرمائیے جو لوگ اس قسم کی تحقیق فرمانے کے عادی ہوں، وہ علم و عقل کے اعتبار سے قابل رحم ہیں یا نہیں؟ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ ایسے مواقع پر فرمایا کرتے تھے "**یا غربۃ العلم یا غربۃ العقل یا غربۃ الفہم**"۔

فلسفے کی اصلاح میں کچھ لوگ رجائی ہوتے ہیں کچھ قنوطی۔ رجائی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ہر معاملے میں بہتری اور اچھائی کی امید رکھتے ہیں۔ قنوطی وہ ہیں جو ہر معاملے میں ناامیدی اور مایوسی کا شکار ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی نہ صرف امید رکھتے ہیں بلکہ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ لازماً ہم پر رحم فرمائے گا اور ہماری مغفرت ہوگی۔ دنیا میں بھی اپنی مخلوقات پر اس کا شامیانہ رحمت تنا ہوا ہے اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ اس کا سایۂ رحمت ہر سو پھیلا ہوا اور ہر کلمہ گو جنت میں داخل ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "**من قال لا الہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ**" لیکن ان لوگوں کا مطلب شاید یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کی امید نہ رکھو۔ اسی لیے فرماتے ہیں کہ کسی کیلئے مرحوم کا الفاظ استعمال نہ کرو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے "**لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ... ولا تایئسوا من روح اللّٰہ... کتب علی نفسہ الرحمۃ... ان رحمتی وسعت کل شی**"۔ (ہفت اقلیم: ص۔ ۲۵۸-۲۵۹)

## نوجوانوں سے بزرگوں کے ادب کی گزارش:۔

میری چوتھی گزارش اپنی جماعت کے نوجوانوں سے یہ ہے کہ باہم لڑائی جھگڑے سے اجتناب کریں۔ کسی کے متعلق دل میں کدورت نہ رکھیں، بڑوں کا احترام کریں۔ گفتگو کرتے وقت اپنے مخاطب کیلئے بہتر الفاظ استعمال کریں۔ کسی پر تنقید بھی کرنی ہو تو سلیقے سے کام لیں۔ الفاظ کا کبھی قحط نہیں پڑا۔ تقریر و تحریر کیلئے خوب صورت الفاظ کا انتخاب کریں۔

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اب آخر میں جی چاہتا ہے کہ اپنی گزارشات ختم کرتے ہوئے احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی بہشتی روح کو مخاطب کرکے فارسی کا یہ شعر پڑھا جائے اور اس مرحوم سے معذرت کرلی جائے کہ اے شہیدِ راہِ حق……! میرا ناتواں قلم کوشش کے باوجود تیرے حالات کی پوری تفصیل اپنی گرفت میں نہیں لاسکا:

غمِ زلف و رُخت را شرح دادن شبے باید دراز و ماہتابے

( ہفت اقلیم: ص۔۲۵۹)

## احناف اور اہلحدیث کا یکجا نماز پڑھنا:۔

غازی محمود دھرم پال کے والد کا نام محمد اور والدہ کا نام زینب تھا۔ والد گاؤں کے امام مسجد تھے۔ انتہائی نیک اور باوقار شخصیت کے مالک اور قرآن وحدیث کے عالم لوگ انہیں میاں جی کہا کرتے تھے۔ نماز میں وہ رفع یدین کرتے اور آمین بالجہر پکارتے تھے، لیکن اہلحدیث نہیں کہلاتے تھے، موحد کہلاتے تھے۔ حنفی اور اہل حدیث سب ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جمعے کے دن اردگرد کے دیہات سے لوگ اچھی خاصی تعداد میں آتے اور ان کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کرتے۔

( ہفت اقلیم: ص۔۲۶۴)

## مولانا عبدالقادر اور حضرت غزنوی میں رواداری:۔

امام کے پیچھے صف اول میں مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کے دائیں جانب مولانا غزنوی رحمہ اللہ اور بائیں جانب یہ عاجز (محمد اسحاق بھٹی) تھا۔

نماز سے تھوڑی دیر بعد مولانا رائے پوری رحمہ اللہ اُٹھ کر بالکل سامنے کے کمرے میں تشریف لے گئے۔ ان کے پیچھے دو آدمی اور تھے جو ان کے کمرے میں گئے۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ نماز مغرب کے بعد لمبا وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔ وہ خود تو حسب معمول وظیفے میں مشغول ہوگئے اور مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں مولانا کے کمرے میں چلا جاؤں چنانچہ میں اٹھا اور مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کے بالکل سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ یہ ان کا

WWW.UBQARI.ORG

پہلا اور آخری دیدار تھا جو اس عاجز کو نصیب ہوا۔( ہفت اقلیم :ص۔۴۷۱)

## سلسلہ قادریہ کے بزرگ کے پاس بیٹھنے کی تلقین:۔

ان کے کمرے سے باہر نکلا تو مولانا غزنوی بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ میں ان کے قریب بیٹھ گیا۔ چند منٹ کے بعد وہ دعا سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے۔ پوچھا مولانا کے پاس کوئی بیٹھا ہے؟۔عرض کیا، دو آدمی بیٹھے ہیں۔فرمایا: آپ بھی بیٹھے رہتے۔

اتنے میں عشاء کی اذان ہونے لگی۔تھوڑی دیر بعد مولانا رائے پوری رحمہ اللہ باہر تشریف لے آئے اور وہیں تشریف فرما ہوئے جہاں سے اُٹھ کر گئے تھے۔اب پھر وہی نماز مغرب والی صورت حال تھی، یعنی مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ ان کے دائیں جانب تھے اور یہ عاجز بائیں جانب......!

## خانقاہ کا بابرکت کھانا:۔

نماز سے فارغ ہوئے تو کھانا آ گیا۔کھانا کیا تھا، گیہوں کا دلیا۔ بہت سے آدمی تھے۔ وہ منظر اب بھی پیشِ نگاہ ہے۔کم سے کم ڈیڑھ سو افراد ہوں گے۔سب کے سامنے دلیے کی ایک ایک پلیٹ رکھ دی گئی۔ہم تینوں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ ہمارے سامنے بھی تین پلیٹیں آ گئیں۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا: کھایئے! یہ سعادت پھر کہاں نصیب ہوگی اور حضرت کے ساتھ کھانے کا موقع کب میسر آئے گا......اور واقعی یہ بہت عمدہ موقع تھا۔اس کے بعد یہ موقع نہیں آیا۔( ہفت اقلیم: ص۔۴۷۳)

## حضرت رائپوری رحمہ اللہ کی مجالس:۔

مولانا رائے پوری رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ حصول علم کے ابتدائی دور میں وہ امرتسر گئے تھے اور مولانا نور احمد کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے تھے۔ قیام امرتسر

کے زمانے میں وہ حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں اکثر حاضری دیتے اوران کے عمل وفکر کی خاص مجلسوں میں شریک ہوتے تھے۔

مولانا رائے پوری رحمہ اللہ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ میرے تصوف وسلوک کے سفر کی پہلی منزل درحقیقت وہی مجلسیں اور حضرت الامام رحمہ اللہ کی اس وقت کی صحبتیں تھیں۔ان کی پاکیزہ اور بابرکت صحبتوں سے وہ بہت متاثر ہوئے تھے۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے بقول مولانا رائے پوری رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ اس اعتبار سے وہ آپ کے والد گرامی (مولانا عبدالجبار غزنوی) کے شاگردوں اور فیض یافتہ لوگوں میں شامل ہیں۔

دوسرے دن حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا: کل مولانا غزنوی رحمہ اللہ اور تم مولانا رائے پوری رحمہ اللہ سے ملے تھے؟۔میں نے جواب دیا: جی ہاں ملے تھے۔

فرمایا: ان سے کیا باتیں ہوئیں؟ میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور بتایا کہ مولانا غزنوی رحمہ اللہ علیحدگی میں کافی دیر ان کے پاس رہے۔اس سے دوسرے یا تیسرے دن مولانا عطاء اللہ صاحب نے بتایا کہ وہ بھی مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کی خدمت میں گئے تھے۔یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کا دائرہ بیعت بہت وسیع تھا۔( ہفت اقلیم:ص۔۴۷۴-۴۷۵)

## خاندانی تعارف

مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کا خاندان درحقیقت موضع ''تھوہا محرم خاں'' کا رہنے والا تھا جو ضلع کیمبل پور کی تحصیل تلہ گنگ میں واقع ہے۔ان کا تعلق وہاں کی راجپوت برادری سے تھا۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۷۷-۴۷۸)

**ابتدائی حالات:۔**

مولانا عبدالقادر ۱۸۷۳ء (۱۲۹۰ھ) کے پس و پیش موضع ڈھڈیاں (ضلع سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ والدین نے ان کا نام غلام جیلانی رکھا تھا۔ ایک عرصے تک انہیں اسی نام سے پکارا جاتا رہا۔ جب وہ رائے پور جا کر مولانا شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ان کا نام پوچھا، فرمایا: غلام جیلانی۔

مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: آپ تو عبدالقادر ہیں۔ اس وقت سے یہی نام مشہور ہو گیا۔ (ہفت اقلیم: ص۔ ۴۸۱)

## مولانا عبدالجبار غزنوی سے استفاضہ:۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا حافظ محمد یٰسین اور مولانا کلیم اللہ صاحب سے پائی۔ مولانا کلیم اللہ سے ہی قرآن مجید حفظ کیا۔

اب ان کے دل میں حصولِ علم کا شوق موجزن ہو چکا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ اس کیلئے امرتسر، دہلی اور یوپی کے اساتذہ سے استفادہ کیا جائے۔ اس عہد کی دہلی کو علم و علما کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی لیکن پہلے امرتسر گئے، وہاں مولانا نور احمد اور مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے استفاضہ کیا۔

## مرشد کی خدمت میں حاضری:۔

سہارن پور کی ایک مسجد میں کچھ عرصہ امامت بھی کی۔ غالباً وہیں پہلی مرتبہ شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ چند سال بعد حالات نے ایسی کروٹ لی کہ انہی کے آستانۂ فیض میں جا کر بیٹھ گئے۔ (ہفت اقلیم: ص۔ ۴۸۲)

## ہمعصر اہلحدیث طالب علم سے دوستی:۔

رام پور میں ان دنوں ایک طالب علم عبدالرحمن بستوی تھے جو موضع پابنی (ضلع بستی) کے رہنے والے تھے۔ وہ مسلکی اعتبار سے اہلحدیث تھے اور مولانا عبدالقادر کے ہم درس اور گہرے دوست تھے۔ تقلید اور عدم تقلید وغیرہ قسم کے بعض اختلافی

مسائل سے متعلق ان کے بحثوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ کبھی ایک دوسرے سے روٹھ بھی جاتے تھے اور پھر خود ہی صلح ہو جاتی تھی۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۸۳)

ابتدا میں ان کا قیام ممتاز اہلحدیث عالم مولانا عبدالوہاب صاحب کے مدرسے میں ہوا جو صدر بازار میں قائم تھا۔ وہاں زیادہ تر اہلحدیث طلباء سے تعلق رہتا تھا اور اختلافی مسائل میں باہم بحثوں کا سلسلہ بھی چلتا تھا۔ زیادہ بے تکلفانہ تعلق مولانا عبدالرحمن بستوی رحمہ اللہ سے تھا۔ اختلاف مسالک کے باوجود دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے اور اکٹھے رہتے تھے۔

اس زمانے میں حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ کے درس حدیث کا بڑا شہرہ تھا اور اہلحدیث طلباء بالخصوص ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے بھی ان کے حلقۂ درس حدیث میں شرکت کی۔( ہفت اقلیم:ص۔۴۸۴)

## مولانا اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی حسرت:۔

وہ فقط صوفی وسالک ہی نہ تھے، جید عالم دین اور ان تمام علوم سے بہرہ ور تھے جو ان کے عہد میں دینی مدارس میں پڑھائے جاتے تھے۔ اللہ اللہ! وہ کیسے فاضل یگانہ اور اصحاب علم وکمال لوگ تھے۔ وہ دور ختم ہو گیا جس میں ان بزرگان عالی مرتبت نے پرورش پائی تھی اور وہ اساتذہ عرصہ ہوا اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے جن سے ان کو شرف شاگردی حاصل تھا اور جن کی حسن تربیت سے ان کو وہ مقام میسر آیا تھا، جو اب کسی کو حاصل ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے۔(ہفت اقلیم:ص۔۴۸۸)

## خانقاہ میں کتاب ”رحمۃ للعالمین“ کی تعلیم:۔

رائے پور کی خانقاہ میں آنے والے لوگوں کو مناسب مواقع پر بعض مشہور مصنفین کی تصنیفات کے وہ واقعات پڑھ کر سنائے جاتے تھے، جن کا تعلق دور گزشتہ کے بزرگان عالی مقام سے ہے۔ یہ نہایت مؤثر اور پرکشش مجلس ہوتی تھی جس میں لوگوں

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کو بہت سے روحانی اور علمی فوائد حاصل ہوتے تھے۔ جو کتابیں مولانا مرحوم خاص طور سے اپنی مجلس میں سنتے ان میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کی تصنیف ''رحمۃ للعالمین'' کو فوقیت حاصل تھی۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۸۸)

## حضرت کا اہلحدیث خادم خاص:۔

مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کی طبیعت ناساز ہوتی تو بھی یہ سلسلہ جاری رہتا۔ ان کے خادم خاص مولانا عبدالمنان صاحب تھے، وہ ان کے حکم سے بعض کتابوں کے کچھ مقامات پڑھ کر لوگوں کو سناتے۔ دوا، غذا، ڈاک وغیرہ کا انتظام مولانا عبدالمنان کے سپرد تھا۔ وہ سفر میں بھی ان کے ہم رکاب ہوتے۔ تقریباً انیس سال وہ ان کی خدمت میں رہے اور اسی خدمت کیلئے انہوں نے ہندوستان کی شہریت اختیار کی تھی۔ اصلاً وہ گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، وہ اہلحدیث خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے فارغ التحصیل تھے۔ کچھ عرصہ پیشتر وہ راولپنڈی میں مقیم تھے اور ایک مسجد میں بیٹھے اللہ اللہ کرتے تھے۔ اب معلوم نہیں کیا صورت حال ہے اور وہ کہاں ہیں۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۸۸۔۴۸۹)

## علمائے اہلحدیث کی کتابوں کا شغف:۔

مختلف عنوانات کی بہت سی کتابوں سے ان کو لگاؤ تھا اور بڑے شوق سے ان کا خود مطالعہ کرتے یا کسی سے سنتے تھے۔ ان کی پسندیدہ کتابوں میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی تصنیف ''شہادۃ القرآن'' کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ وہ اس کتاب کو بے حد قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس کو دوبارہ طبع کرانے کے متمنی تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی دوبارہ طباعت کی صورت پیدا کر دی اور یہ علمی خزانہ اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔ (ہفت اقلیم: ص۔۴۸۹)

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## علمائے اہلحدیث کی کتب سے استفادہ:۔

یہ خط ایک رسالے کی صورت میں ’’**القادیانیہ ثورۃ علی النبوۃ المحمدیۃ والاسلام**‘‘ کے نام سے پہلے ہندوستان میں شائع ہوا، اس کے بعد فلسطین کے مفتی اعظم امین الحسینی نے اور ملک شام کے بعض حضرات نے شائع کیا۔ بجز اس کے مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ مرزائیت کے بارے میں اس وقت تک کچھ نہیں جانتے تھے۔ تاہم ان کے مرشد مولانا رائے پوری رحمہ اللہ کا حکم تھا، اس کے مطابق مولانا ثناء اللہ امرتسری، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہم اللہ اور بعض دیگر حضرات کی کتابیں جمع کر دی گئیں اور وہ اللہ کا نام لے کر اس اہم کام کی تکمیل کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔

اب مولانا رائے پوری کا محور توجہ یہی کام تھا۔ ان کو ہرگز گوارا نہ تھا کہ علی میاں صاحب اس کے علاوہ کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوں۔ کسی ضروری سے ضروری تقریب میں شرکت کیلئے بھی ان کا کوٹھی سے باہر جانا انہیں گراں گزرتا تھا۔

جو کام علی میاں صاحب دن کو کرتے، مولانا رائے پوری شام کی مجلس میں یا کبھی اس سے پہلے اس کا جائزہ لیتے۔ اسے سنتے اور جو لوگ ان کے نزدیک اس موضوع سے باخبر تھے، ان کو اس کی طرف توجہ دلاتے اور فرماتے کہ وہ اسے ملاحظہ کریں اور اپنی معلومات سے مطلع کریں۔ اس کے علاوہ شام کی مجلس میں وہ اور کسی موضوع پر گفتگو کرنا مناسب نہ خیال فرماتے تھے۔

کچھ عرصے کے بعد یہ کتاب ’’**القادیانی والقادیانیہ**‘‘ کے نام سے خوب صورت عربی ٹائپ میں طبع ہوئی اور مصر شام اور افریقہ کے ان حصوں میں جہاں قادیانیت پھیل رہی تھی، یہ کتاب بڑی مفید ثابت ہوئی۔ ( ہفت اقلیم: ص۔ ۴۹۴۔۴۹۵)

## مولانا عبدالمنان کا جنازہ پڑھانا:۔

۱۵ ۔اگست کو (بدھ کے دن) طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ آخر ۱۶ ۔ اگست ۱۹۶۲ء کو جمعرات کے دن ساڑھے گیارہ بجے حاجی متین احمد کی کوٹھی واقع ایمپرس روڈ پر ان کا انتقال ہوگیا۔**انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

ریڈیو پاکستان (لاہور) سے اسی وقت یہ روح فرسا خبر نشر کی گئی اور لوگ اس مکان پر آنا شروع ہو گئے، جہاں ان کی وفات ہوئی تھی۔ ہندوستان کے مختلف مقامات میں ٹیلی فون اور ٹرنک کال کے ذریعے اطلاع دی گئی۔

اسی دن ساڑھے پانچ بجے ان کے خادم خاص مولانا عبدالمنان نے نماز جنازہ پڑھائی۔اس زمانے میں شملہ پہاڑی کے قریب ایمبیسڈر ہوٹل نہیں بنا تھا۔ یہ بہت بڑا میدان تھا جو حاجی متین احمد کی کوٹھی کے قریب تھا۔ جنازہ اسی میدان میں پڑھایا گیا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جنازے میں شریک ہوئے تھے۔ یہ عاجز مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ساتھ جنازے میں شامل ہوا تھا۔

☆......☆......☆

# کتاب ”حیات وخدمات“ میں رواداری کی باتیں

کتاب کا نام:۔مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ حیات وخدمات

تالیف وترتیب:۔صہیب حسن، سہیل حسن

## مولانا عبدالجبار عمر پوری:۔

والد مکرم اپنی کتاب ”عظمت حدیث“ میں اپنے دادا کے تعارف میں لکھتے ہیں:

۱۔مولانا عبدالجبار عمر پوری محدث کبیر وشاعر عظیم، نام وولدیت: عبدالجبار بن الشیخ منشی بدرالدین مرحوم عمر پوری، سنہ پیدائش ماہ جمادی الاخریٰ ۱۲۷۷ھ۔

Privacy

## مشاہیر اساتذہ کرام کے اسماء گرامی:۔

۱۔قاری عبدالعلی، نزیل امرتسری و دیگر علمائے امرتسر۔۲۔مولانا الشیخ محمد مظہر النانوتوی رحمہ اللہ سے فقہ، اُصول فقہ، اور چند کتب حدیث کا درس لیا۔ ۳۔مولانا الشیخ احمد علی سہارن پوری رحمہ اللہ سے فقہ، اُصول فقہ اور چند کتب حدیث کا درس لیا۔

۴۔مولانا الشیخ فیض الحسن سہارن پوری رحمہ اللہ سے عربی ادب اور علوم بلاغت کا درس لیا۔ ۵۔مولانا الشیخ احمد حسن سے منطق و فلسفہ وغیرہ کا درس لیا۔ ۶۔مولانا الشیخ السید نذیر حسین رحمہ اللہ سے طویل عرصہ تک علمی استفادہ کیا اور ان سے کتب تفسیر و حدیث، مثلاً بخاری و مسلم، نسائی، ابن ماجہ پڑھیں اور سندِ حدیث حاصل کی (۱۲۹۷ھ)(مولانا عبدالغفار حسن: ص۔۱۹)

## مولانا عبداللہ صاحب ندوی:۔

مولانا موصوف کا تقرر رحمانیہ میں اس وقت ہوا جب کہ میرا آخری تعلیمی سال تھا مولانا موصوف کا عربی ادب کا ذوق بہت اچھا تھا راقم الحروف نے ان سے دیوان حماسہ پڑھی۔مولانا موصوف دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغین میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔مولانا محترم استاذ مکرم، مولانا محمد جونا گڑھی مرحوم کے ہم زلف تھے۔

(مولانا عبدالغفار حسن: ص۔ ۶۰)

## مولانا عبدالغفور صاحب بسکوہری، ضلع بستی:۔

مولانا موصوف ۱۹۳۳ء کے شروع میں رحمانیہ تشریف لائے۔ یہ میرا آخری تعلیمی سال تھا۔مولانا موصوف نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ادبی ذوق اچھا تھا۔

مولانا موصوف مولانا اعزاز علی مرحوم کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔

(مولانا عبدالغفار حسن: ص۔۶۱)

## مولانا اعزاز علی صاحب استاذ الادب دارالعلوم دیوبند:۔

مولانا موصوف ۱۹ محرم ۱۳۵۳ھ کو رحمانیہ میں تشریف لائے۔انہوں نے عربی زبان میں مدرسہ کے بارے میں اپنے تاثرات قلمبند کیے۔ان کی تحریر حسب ذیل ہے:

”انی قد دخلت بهذه المدرسة المسماة باسم صاحبها الرحمانية ودعانى اليها اعز احبائى عبدالغفور سلمه فتشرفت برؤية هذا المدرسة و اساتذتها و تلامذتها ثم ان بعضا منهم انشد اشعارا رائعة بديعة بالعربية و الفارسية والا ردية و ايضا خطب احد منهم وكان موضوعه الرد على الفرقة المسماة بالقرانية و كانت خطبة حسنة مفيدة للضُّلاّل و هادية الى مدارج الفضل و الكمال اللهم اجعله هاديا مهديا“۔

”اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ میں مولوی عبدالغفور صاحب مدرس دارالحدیث رحمانیہ کی دعوت پر مدرسہ میں حاضر ہوا۔یہ مولوی عبدالغفور صاحب میرے عزیز ترین اصحاب میں سے ہیں۔ یہاں آکر میں نے اساتذہ وطلبہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔طلبہ میں بعض نے فارسی ،عربی اور اُردو میں نہایت فصیح وبلیغ قصائد سنائے اوران میں سے ایک نے قرآنیہ (اہل قرآن) فرقے کی تردید میں ،عربی میں پُر مغز تقریر کی جو بہت مفید اور گم گشتگانِ راہ کیلئے دلیلِ ہدایت تھی۔اللہ اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنائے۔“

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی یہ دُعاء میرے حق میں قبول فرمائے۔

مولانا اعزاز علی صاحب سے پھر کبھی ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوسکا۔ اتنا یاد ہے کہ رحمانیہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک دفعہ میں نے دارالعلوم دیوبند کا سفر کیا اور مولانا اعزاز علی صاحب کے درس میں شرکت کی۔ وہ اس وقت طحاوی کا سبق پڑھا رہے تھے اور اس حدیث کی تشریح کر رہے تھے۔ ''**اَسۡفِرُوۡا بِالۡفَجۡرِ فَاِنَّهُ اَعۡظَمُ لِلۡاَجۡرِ**'' (مولانا عبدالغفار حسن: ص۔۹۷-۹۸)

## فروعی مسائل میں اعتدال:۔

ہماری والدہ ام کلثوم کا تعلق ہندوستان کے ایک نومسلم خاندان سے تھا جس کے بعض افراد ریاست مالیر کوٹلہ (مشرقی پنجاب) میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ انہی میں والدہ کے دادا حکیم محمد داؤد تھے، مسلکاً اہلحدیث تھے، رفع بالیدین پر عامل تھے، لیکن محلہ کی مسجد حنفیوں کی تھی۔ اس لیے وہاں نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔

(مولانا عبدالغفار حسن: ص۔۱۰۹)

## باہمی عصبیت اور دوری کا ناسور:۔

مسلک اہلحدیث کی خوبصورتی، حقانیت اور سچائی سے کون انکار کرسکتا ہے لیکن اس سے وابستہ حضرات برادری عصبیت، علاقائی وابستگی اور لسانی جذباتیت کے ویسے ہی شکار ہیں جیسے کوئی بھی سیاسی جماعت اور اس لیے اس کی صفوں میں محراب ومنبر کی حد تک تو اہل علم کو خوب پذیرائی ملتی ہے لیکن جماعت کے کلیدی عہدوں پر سیاست کی بازیگری اپنا کھیل کھیلتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں مسلک کی یکسانیت کے باوجود اس مسلک کے نام پر کئی تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے پر بھی آمادہ نہیں۔ خود برطانیہ میں سلفیت کے خودساختہ معیار کھڑے کر کے نوجوانوں کا ایک گروہ جماعت اہلحدیث کے سرکردہ علماء کو آئے دن نشانہ بنائے رکھتا ہے۔ (مولانا عبدالغفار حسن: ص۔ ۲۹۳-۲۹۴)

WWW.UBQARI.ORG

## اعتدال اور توازن:۔

ابا جان (مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ) کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کا ہر معاملہ میں معتدل اور متوازن ہونا تھا، عموماً مذہبی گھرانے کے افراد افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مذہبی اختلافات کی خلیج کو کم سے کم کرتے ہوئے اتحادِ اُمت کی دعوت دیتے تھے اور کبھی بھی فرقہ وارانہ چپقلش، مناظرانہ انداز تخاطب اور مسلکی امتیازی مسائل کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی بلکہ اصل دینی منہج اور قرآن وحدیث کے فِکر کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔ فیصل آباد کے قیام کے دوران جبکہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی تھے۔ مختلف دینی مدارس کے اہل علم کو دعوت دیا کرتے تھے اور ان علمی مجالس میں کونسل میں زیر بحث مسائل پر گفتگو ہوتی تھی۔ تعصب سے پاک اور طنز وتشنیع سے دور صرف دلیل کی بنیاد پر بات ہوتی تھی۔ اسی طرح اسلام آباد کے قیام کے دوران بھی ایسی علمی مجلس کا اہتمام کیا گیا اور اس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کو دعوت دی جاتی تھی۔ (مولانا عبدالغفار حسن: ص۔ ۳۲۹۔۳۳۰)

☆......☆......☆

# کتاب ''سوانح علامہ عبدالعزیز میمن'' میں رواداری کی باتیں

نام کتاب:۔ سوانح علامہ عبدالعزیز میمن سوانح اور علمی خدمات....

تالیف وترتیب:۔ محمد راشد شیخ

## علی میاں عربی ادب کے شہسوار:۔

اس سے قطعِ نظر دار العلوم ندوۃ العلماء نے جو صحیح عربی سے شغف پیدا کیا، عربی کا جو ستھرا ذوق دیا، فصیح وبلیغ، شستہ ورواں عربی لکھنے والے جو ماہرین پیدا کیے، وہ اسی کا حصہ ہے۔ جس نے مولانا مسعود عالم ندوی اور حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی

WWW.UBQARI.ORG

ندوی جیسے عربی زبان کے نکتہ شناس اور ادیب پیدا کیے کہ عرب بھی جن کی تحریریں پڑھ کر عش عش کرتے اور سر دھنتے ہوں، خود علامہ میمن بھی مولانا علی میاں کی عربی تحریر کے بڑے مداح تھے۔(علامہ عبدالعزیز میمن: ص: ۲۲)

## مولانا میمن کا مسلکی رنگ:۔

مولانا میمن ہماری خواہش پر ہمیں کتاب ''مقاماتِ حریری'' پڑھاتے تھے جبکہ اپنی خواہش پر وہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی **''نخبة الفكر فی مصطلح اہل الاثر''** پڑھاتے تھے۔ اتفاق سے ہر دو حضرات مولانا میمن اور سیّد طلحہ غیر مقلّد تھے اور ہم نہایت شوق اور ذوق سے ان سے پڑھتے تھے۔ دورانِ تشریح وہ نہایت نازک اور اہم نکات بیان کرجاتے۔(علامہ عبدالعزیز میمن: ص: ۹۷)

## ندوۃ العلماء لکھنؤ میں خطبات:۔

اس زمانے میں علامہ میمن کی عربی دانی اور مہارتِ زبان وادب کی پورے برصغیر میں شہرت ہو چکی تھی۔ مولانا سیّد سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی دعوت پر علامہ میمن نے ۱۸ اور ۱۹ جون ۱۹۲۵ء کو ندوۃ العلماء میں طویل علمی خطبات ارشاد فرمائے۔ مطبوعہ خطبات کے تعارف میں مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: خطیب ممدوح عربی ادب و تاریخ میں یدطولیٰ رکھتے ہیں اور اِسی کے ساتھ قلمی کتابوں، یورپین مطبوعات اور علمائے یورپ کی کوششوں سے پوری طرح آگاہ ہیں اس لیے اس مضمون میں وہ پوری کامیابی حاصل کر سکے ہیں''۔(علامہ عبدالعزیز میمن: ص: ۹۹۔۱۰۰)

## اولیاء کی عزت وادب:۔

صحابۂ کرام کی محبت عین ایمان ہے اور ان کا بغض علامتِ کفر ہے۔ خصوصاً خلفاء اربعہ میں سے کسی سے بغض رکھنا، اولیاء اللہ سے دوستی رکھنا ایمان ہے اور اُن کی دشمنی خدا کی دشمنی ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں، اولیاء اللہ کا ادب اور عزت کرنی چاہیے۔

اماموں، مجتہدوں اور محدثین کی توہین کرنا، اُنہیں بُرا بھلا کہنا، اُن سے بغض رکھنا، دشمنی رکھنا مسلمان کا کام نہیں خصوصاً چاروں امام، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی توہین کرنا، ان بزرگانِ دین کو بُرائی سے یاد کرنا۔ اُن سے دشمنی رکھنا صریح بے دینی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۸۶)

## ہم اہلحدیث گستاخِ ائمہ نہیں:۔

ہم اہلحدیث ان بزرگوں اور ان کے سوا اور بزرگان دین کی تہہ دل سے عزت کرتے ہیں۔ انہوں نے جو باتیں ہمیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہنچائی ہیں ہم ان کا ماننا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج:۱: ص:۸۶)

☆......☆......☆

# کتاب ''تذکار'' دشمنوں سے دوستی کا تذکرہ

نام کتاب:۔ تذکار حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ جہلمی

تصنیف:۔ قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری

## اخلاقیات کا مجموعہ، دشمنوں کے دوست:۔

ہمارے ممدوح فاضل دوست مولانا حافظ عبدالغفور جہلمی سے ۱۹۴۶ء سے قابل رشک مراسم چلے آ رہے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کی رفاقت کے بے شمار مواقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ واللہ، باللہ، ثم تاللہ ان کے ظاہر و باطن، قول و فعل اور گفتار و کردار میں کبھی فرق نہیں پایا، ان کا ظاہر و باطن ہمیشہ یکساں رہا۔ وہ دوستوں کے دوست تو تھے ہی، وہ دشمنوں کے بھی دوست تھے۔ ان کا دسترخوان وسیع تھا۔ جیسا کہ مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ نے فرمایا کہ حافظ صاحب ہمیشہ مجھے کہتے رہے ایک مرتبہ

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



جہلم تشریف لاؤ، دیکھو ہم آپ سے ایسا سلوک کریں گے کہ آپ جہلم کو کبھی بھول نہیں سکیں گے۔ شیعہ دوست سید بشیر حسنی بخاری نے اپنے مکتوب میں فرمایا کہ حافظ عبدالغفور نہایت بااخلاق، بلند مرتبت اور مہمان نواز انسان تھے۔ ان سطور کے راقم نے حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ کی حیات مبارک کا ہر زاویہ نظر سے مطالعہ کیا، اور ان کے ہر گوشۂ زندگی کو مبرا پایا، تکبر وغرور، نفرت، رعونت، تنگ ظرفی، اخلاقی کمزوری کبھی ان کے قریب نہیں دیکھی۔ دیانت وامانت، ریاضت وعبادت، ذکر وفکر اور ظاہر و باطن میں وہ اللہ کے قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے عامل اور حامل تھے۔ للّٰہیت، خلوص، تقویٰ ان کے ماتھے کا جھومر تھا۔ وہ ہر اعتبار سے اعلیٰ و بالا شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی قابل رشک تھی۔

(تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی، ص:۱۱-۱۲)

## امیر شریعت کا فرمان:۔

انسان خطا ونسیان کا پُتلا ہے، اس سے غلطیاں بھی سرزد ہوتی ہیں اور گوناں گوں اوصاف کا حامل بھی ہوتا ہے۔ انسان کو فرشتہ سمجھنا اور غلطیوں سے مبرا خیال کرنا یہ بھی غلط ہے اور کسی کو مجموعہ اغلاط فرض کر لینا، یہ بھی عقل وفکر کے منافی بات ہے۔ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان نے اپنے اوپر تصنّع کا خول چڑھا رکھا ہے اور اس نے اپنے آپ کو مصنوعی دبیز پردوں میں چھپا رکھا ہے۔ انسان کی اصلیت ریل میں ظاہر ہوتی ہے یا جیل میں۔ (تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی، ص:۱۴۴)

☆......☆......☆

کتاب ''ایمان کی کمزوریاں اور انکا علاج''
میں آپس کے اختلاف کا حل

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 114/286

نام کتاب:۔ایمانی کمزوریاں اور انکا علاج......

مصنف:۔ابوسعد احسان الحق شہباز......ناشر:۔دارالاندلس

## آپس کا اختلاف دور کرنے کی ضرورت:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**''ایاکم و سوء ذات البین فانہا الحالقة''**(صحیح مسلم:۲۵۵۸، جامع الترمذی:۲۵۰۸)

''آپس کے اختلاف سے بچو، اس لیے کہ یہ (آپس کا اختلاف) مونڈھ دیتا ہے''۔مسند احمد اور ترمذی کی ایک روایت ہے:**''ھی الحالقة لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین''**

''یہ عمل مونڈھنے والا ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ یہ عمل سر کو مونڈھ دیتا ہے، یہ اختلاف تو دین کو مونڈھ دیتا ہے''۔

## دین مونڈھ جانے کا مطلب:۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے کہ ہر ہفتہ میں سوموار اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، سب کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں مگر دو عمل کرنے والے (نمازی اور روزہ دار) جو آپس میں نفرت ولڑائی رکھتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انہیں پیچھے کردو جب تک یہ آپس میں صلح نہیں کرتے انہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔

## نماز، روزے اور صدقہ سے افضل آپس کی صلح:۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں تمہیں روزے، صدقے اور نماز سے افضل کام نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:**''اصلاح ذات البین فان فساد ذات البین ہی الحالقة''**''آپس میں صلح رکھنا کیونکہ آپس کا اختلاف تو

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



مونڈھ دیتا ہے۔"

افسوس: آج کے دور میں یہ چیز بہت عام ہے، ہر شخص کسی نہ کسی سے ناراض ہے، رشتہ دار رشتہ دار سے، دوست دوست سے، گلی محلہ والے ایک دوسرے سے۔ یہ اللہ کی رحمت سے محرومی والا بہت منحوس کام ہے اور دین کو مونڈھ دینے والا عمل ہے اس سے بہت زیادہ توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ (جامع الترمذی: ۲۵۰۹۔ ۲۔ صحیح مسلم: ۲۵۶۵ بحوالہ ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج: ص: ۷۰۔ ۷۲)

☆......☆......☆

# کتاب "سوانح منصور پوری رحمہ اللہ" میں محبت کی مٹھاس کا تذکرہ

نام کتاب: ۔تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ عہد خاندان، اساتذہ، ہمعصر علماء

مصنف: ۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ تعالیٰ

## فقہاء محدثین اور زعماء کا بے حد ادب: ۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ کسی کو ہدف تنقید ٹھہرانے اور منفی طریق کلام اختیار کرنے کے بجائے اپنے موقف کو بہ صورت اثبات واضح اور مبنی برحق ثابت کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ تقریر میں بھی یہی انداز تھا، عام گفتگو میں بھی یہی طریقہ اپناتے تھے اور تحریر میں بھی یہی سلسلہ چلتا تھا۔ فقہا و محدثین اور علماء و زعماء کا بے حد احترام سے نام لیتے اور انتہائی تکریم سے ان کا تذکرہ کرتے۔ کوئی شخص محدثین و فقہاء کے بارے میں سوء ادب کا مظاہرہ کرتا تو اسے پیار سے سمجھانے کی سعی فرماتے۔

WWW.UBQARI.ORG

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۲۳)

## سخت مخالف کو بہترین نصیحت:۔

(محدثین کی شان میں گستاخی کرنے والے کو فرمایا) بھائی محدثین نے بہت خدمات انجام دی ہیں اور وہ ہمارے محسن تھے، جنھوں نے احادیث کی جمع و تدوین کے سلسلے میں اتنی تگ و تاز کی اور اس موضوع پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں، ان کا نام احترام سے لینا چاہیے اور ان کے بارے میں زبان سے کوئی الفاظ نکالتے وقت ان کے مقام و مرتبے کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ لیکن انہوں نے قاضی صاحب رحمہ اللہ کی بات پر کان نہیں دھرا اور وہی طرز کلام اختیار کیے رکھا، جس کے وہ عادی تھے۔ کچھ دیر کے بعد وہ اٹھے، ابھی دروازے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ بستے سمیت دھڑام سے گندے نالے میں جا گرے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ اور جو لوگ وہاں موجود تھے، جلدی سے باہر نکلے اور ان کو نالے سے نکالا۔ وہ غلیظ پانی سے بُری طرح لت پت ہو گئے تھے اور ان کے کپڑے غلاظت سے بھر گئے تھے۔ کاغذات کا جو پلندہ وہ اٹھائے ہوئے تھے، وہ بھیگ گیا تھا اور وہ سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فوراً پانی گرم کرایا، انہیں نہلایا اور پہننے کیلئے اپنے دھلے ہوئے کپڑے انہیں عطا کیے۔ یہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے اخلاق کی ایک جھلک اور اپنے نقطہ نظر سے شدید اختلاف رکھنے والوں کے بارے میں ان کے طرزِ عمل کی ایک چھوٹی سی مثال۔!

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۲۴۔۱۲۵)

## غیر مسلموں سے حسن سلوک:۔

جس زمانے میں قاضی صاحب بٹھنڈے میں سیشن جج تھے، وہاں ہوشیار پور کے ایک گیانی قیام پذیر تھے۔ قاضی صاحب کے گیانی جی سے مراسم قائم ہو گئے تھے۔ ایک دن انہوں نے گیانی جی سے سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب پڑھنے کی خواہش کا اظہار

WWW.UBGARI.ORG

کیا۔ گیانی جی فوراً مان گئے اور کہا کہ گرنتھ صاحب احتیاط یعنی ادب کے ساتھ سنا جائے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ پڑھانے کیلئے وقت مقرر کرلیا گیا۔ وقت مقررہ پر وہ روزانہ آتے اور قاضی صاحب کو گرنتھ صاحب پڑھاتے۔ دونوں مل کر گرنتھ صاحب کے ان مقامات پر خصوصیت سے غور کرتے، جہاں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے، پھر اس کا مقابلہ قرآن مجید کے ان مقامات سے کرتے جہاں توحید کے متعلق احکام زیر بحث آئے ہیں۔ اس تقابل کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس دن قاضی صاحب نے گرنتھ صاحب کا مطالعہ ختم کیا، اسی دن گیانی جی مسلمان ہوگئے۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۱۲۶)

## فقہی مسالک میں اعتدال:۔

خطبے میں اہلحدیث کے علاوہ احناف بھی کثیر تعداد میں شریک ہوتے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کسی فقہی مسلک کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تھے۔
(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۱۳۲)

## تمام مسالک کا احترام:۔

تمام مسالک فقہ کے لوگ ان کے پاس آتے اور ان سے گفتگو کرتے، وہ سب کا احترام بجالاتے۔ یوں تو وہ تمام اہل علم کو مستحقِ اکرام گردانتے تھے، لیکن دینیات کے علماء کی بالخصوص عزت کرتے اور ایسے الفاظ میں ان سے مخاطب ہوتے جن سے ان کے مرتبے کی پوری وضاحت ہوجاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اوقات ان کے گھر کو علمائے کرام کے مرکز کی حیثیت حاصل ہوجاتی، جس میں بہت سے مسائل زیر بحث آتے۔

غیر مسلم اہل علم کی بھی تکریم کرتے اور ان کے اکابر کا اچھے اسلوب میں تذکرہ فرماتے۔ انسان کو انسانیت کی ترازو میں تولتے۔ ہر موقع پر مذہبیات سے اس کا موازنہ نہیں کرتے۔ لڑائی جھگڑے سے سخت نفور تھے۔

## قاضی صاحب کا انداز تربیت:۔

ایک مرتبہ قاضی صاحب کوٹ کپورہ (ریاست فرید کوٹ) تشریف لے گئے۔ وہاں کسی شخص نے ان کو اپنے گھر کھانے پر بلایا۔ وہ شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کو بتایا گیا کہ یہ شخص بے نمازی ہے۔ فرمایا: پھر کیا ہوا، مسلمان تو کہلاتا ہے۔ اس کے گھر جائیں گے، اسے ملیں گے اور اس سے بات چیت کریں گے تو اللہ اسے نماز کی توفیق عطا فرما دے گا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ اس کے گھر گئے اور ان کے سامنے کھانا رکھا گیا تو وہ شخص دور ہو کر بیٹھ گیا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس سے کہا، آپ دور کیوں ہو گئے ہیں، آیئے میرے ساتھ کھانا کھایئے، لیکن وہ گھبرا رہا تھا اور بے نمازی ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ بیٹھنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اصرار کیا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانا کھانے لگا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کھانے کے دوران اپنے اسلوب خاص میں چند باتیں کیں۔ کھانا کھا چکے تو عشا کی نماز کا وقت ہو گیا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نماز کیلئے مسجد کو روانہ ہوئے تو باتیں کرتے کرتے وہ بھی ساتھ چلا گیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد وہ پکا نمازی ہو گیا اور تہجد پڑھنے لگا۔ پھر کتنے ہی لوگوں کو اس کی تبلیغ سے اللہ نے راہِ ہدایت پر گامزن فرمایا۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۴۵)

## ندوۃ العلماء کی امداد:۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ مسلمانان ہند کے متعدد معروف تعلیمی اداروں کی مالی امداد کرتے تھے۔ جامعہ ملیہ (دہلی) کے وہ باقاعدہ معاون تھے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کی مجلس انتظامیہ کے رکن تھے۔ اس کے سالانہ جلسے ہندوستان کے مختلف شہروں میں منعقد ہوا کرتے تھے، وہ ان اجلاسوں میں شرکت فرماتے اور تقریر کرتے تھے۔ ندوۃ العلماء کی خود بھی مالی امداد کرتے اور اصحابِ ثروت مسلمانوں پر بھی اس کی امداد کیلئے زور دیتے۔ ایک مرتبہ سرکاری طور پر بھی ان کی کوشش سے ندوے کی گراں قدر مالی امداد کی گئی تھی۔

WWW.UBQARI.ORG

قرآن نے انہی اوصاف کے لوگوں کیلئے فرمایا ہے:

**أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ** (البینۃ:۷)(یہ دنیا کے بہترین لوگ ہیں۔)

(قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۶۱۔۱۶۲)

## چھوٹے پر شفقت اور بڑے کا احترام:۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں قاضی صاحب رحمہ اللہ کی یہ عادت تھی کہ چھوٹے پر شفقت فرماتے اور اپنے سے بڑے اور برابر والے کی عزت کرتے۔ ہر ایک کو''آپ'' کہہ کر پکارتے۔ بچے کو بھی آپ کہتے تا کہ چھوٹی عمر ہی میں اس کا ذہن اس لفظ سے آشنا اور زبان اس سے مانوس ہو جائے۔

## چھوٹے بھائی کی تکریم:۔

ان کے چھوٹے بھائی قاضی عبدالرحمن جنہیں وکیل صاحب کہا جاتا تھا، ریاست پٹیالہ کے سفیر کی حیثیت سے فیروز پور رہتے تھے۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ ان کا بہت احترام کرتے اور ان سے بے حد محبت سے پیش آتے تھے۔ بعض اوقات تو اس درجے ان کی تکریم کرتے کہ دیکھنے والے کو شبہہ ہونے لگتا کہ وکیل صاحب ان کے چھوٹے نہیں، بڑے بھائی ہیں۔(قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۱۶۶)

## اختلاف امتی رحمة کی تشریح:۔

حکیم عبداللہ صاحب اپنے مختصر مضمون ''حالات مبارکہ علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری'' میں لکھتے ہیں: قاضی صاحب رحمہ اللہ کو مبداء فیض نے فہم وفراست سے حصۂ وافر عطا کیا تھا، چنانچہ وہ پیچیدہ مسائل کو عام فہم انداز میں سلجھانے کا ایک خاص سلیقہ رکھتے تھے۔ میرے ایک تایا زاد بھائی مولوی شرف الدین صاحب تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وضاحت کی درخواست کی جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **اختلاف امتی رحمة**۔(میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے) جب کہ یہ نظر بہ ظاہر

انتشار اور فرقہ بندی کی علامت ہے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس سوال کا جو جواب دیا وہ میرے بھائی صاحب کی ذہنی سطح سے قدرے بلند تھا۔ لہٰذا یہ ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ کو پتا چلا تو انہوں نے مولوی شرف الدین صاحب کو کہلا بھیجا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ تو بڑے آدمی ہیں، آپ کسی روز میرے پاس تشریف لائیے، میں آپ سے اس مسئلے پر گفتگو کروں گا۔

چنانچہ مولوی شرف الدین ایک دن قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ہاں پہنچے۔ حسن اتفاق سے میں بھی اس مبارک مجلس میں موجود تھا۔ قاضی صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس حدیث کا اصل نقشہ بیان کیا۔ قاضی صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں لفظ ''اختلاف'' فرمایا ہے نہ کہ لفظ مخالفت۔ باہمی مخالفت کا جذبہ یقینا باعث رحمت نہیں ہوسکتا، کیونکہ مخالفت، انتشار اور عداوت کی علامت ہے، لیکن اختلاف اس سے مبرا ہے۔ مخالفت اندھا دھند ہوتی ہے اور اس کی تہہ میں منفی جذبہ کارفرما ہوتا ہے، اس کے برعکس اختلاف کے پیچھے خیر خواہی کا تعمیری جذبہ پایا جاتا ہے، جو سراسر ایک نیک ذہن کی پیداوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ نیک لوگ کسی بات یا مسئلے پر اختلاف کا اظہار کرتے ہیں تو اس مسئلے کے بہت سے ایسے پوشیدہ اور اوجھل پہلو بھی نگاہوں کے سامنے آجاتے ہیں جن کی طرف پہلے کسی کی نگاہ نہیں جاتی۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس قسم کے اختلاف کی بدولت ہی مختلف دلائل سامنے آتے ہیں جن کی بناء پر ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پھر قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے موقف کی تائید کیلئے یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنائی: ''**لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک**'' یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک روزے

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



دار مسلمان کے منہ کی بو کستوری کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا اس حدیث کی تشریح میں ہمارے محدثین نے محض اختلاف رائے کی بنا پر نئے نئے نکتے پیدا کیے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو روزے دار کے منہ کی بو بہت پسند ہے اس لیے روزے دار کو روزہ کھولنے سے پیشتر مسواک کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے، کیونکہ مسواک سے وہ بو ختم ہو جائے گی جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

بعض محدثین اس حدیث سے یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ چونکہ روزے دار کے منہ میں یہ بو عموماً دوپہر کے بعد پیدا ہوتی ہے لہٰذا دوپہر سے پہلے مسواک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن فقہاء کے ایک گروہ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس حدیث کا منشاء زیادہ تر روزے دار کی اطاعت شعاری کو اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ٹھہرانا ہے اور روزے دار کو یہ باور کرانا ہے کہ تمہاری بھوک اور پیاس کا اضطراب حتیٰ کہ اس کے سبب سے تمہارے منہ میں پیدا ہو جانے والی بو بھی اللہ تعالیٰ کو تمہارے جذبۂ اطاعت کی بناء پر بہت پسند ہے۔ اس کی بو کو باقی رکھنا روزے دار پر لازم نہیں ہے بلکہ اس ضمن میں اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسواک کرنے کی بلا استثناء تاکید فرمائی ہے۔

اس مثال کے ذریعے قاضی صاحب رحمہ اللہ نے مولوی شرف الدین پر یہ واضح کیا کہ فقہاء کا یہ وہ علمی اختلاف ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باعث رحمت فرمایا ہے۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۱۶۹-۱۷۱)

## آئمہ اربعہ کی شان

### امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ:۔

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ابو حنیفه زاد اندر سال نیک سالِ رحلت ہست لعل بے بہا

۱۵۰ھ

**امام مالک رحمہ اللہ:۔**

سالک زبده عباد امام ازجہاں رفت و گفت مطلق امام

۱۷۹ھ

آنکه الدین ہست میلاد ش مالک ست آں امامِ حق آئین

۹۵ھ ۱۷۹ھ

**امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ:۔**

کوکب ایمان محمد شافعی ازجہاں رفت ومقام پاک یافت

۱۵۰ھ ۲۰۴ھ

**امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:۔**

امام عہد امام احمد بن حنبل بسال فوت گفتم قلزم دیں

۱۶۱ھ ۲۴۱ھ

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۲۷۴ تا۲۷۷)

**تاریخ المشاہیر سے دلچسپی:۔**

اسلامی تاریخ قاضی صاحب رحمہ اللہ کا خاص موضوع تھا۔تاریخ المشاہیر اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی ہے۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری:ص:۳۱۱)

اس کتاب کے ابتداء میں امام ابوحنیفہ،امام مالک بن انس،امام شافعی،امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے حالات درج ہیں۔اس کے بعد سعید بن جبیر، یعقوب بن داؤد مسلمی ، یوسف بن یحییٰ، یحییٰ بن یحییٰ اندلسی ،امام غزالی،امام رازی رحمہم اللہ وغیرہ بہت

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



سے صوفیائے کرام، مشائخ عظام، ملوک ووزراء، شعراء وادباء اور مصنفین ومؤلفین کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ (تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۳۱۲)

## سچی محبت ہمارے ایمان کا حصہ

جو بہتان اہلحدیث پر لگائے جاتے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) اہلحدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا درجہ بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں۔ (۲) اہلحدیث آئمۂ دین اور اولیائے اسلام کے منکر ہیں۔

میں بہ یقین کامل جانتا ہوں کہ یہ دونوں باتیں کذب اور بہتان عظیم ہیں۔ مجھے بہ کثرت اہلحدیث کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے کسی ایک شخص کو بھی ایسا نہ پایا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، امام الانبیاء، شافعِ روز جزا، صاحبِ مقامِ محمود، صاحبِ حوض کوثر نہ جانتا ہو۔ اہلحدیث کا اعتقاد ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر انتہائے عالم تک جو کوئی نبی، ولی، شہید بھی وجود میں آیا وہ نشانِ محمدی کے نیچے کھڑا ہونے والا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے سید ہوں گے۔ فخر الاولین والآخرین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اور امین رب العالمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر فرمایا ہے اور عالم انوار کا خورشید جہاں تاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو بتایا گیا ہے۔ جس طرح عالم فلکیات میں سورج ہی مدار ثواقب و سیارگان ہے، اسی طرح عالم دینیات وروحانیات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا وجود طیب و طاہر، مرجع انبیاء وصلحا واولیاء واصفیاء ہے۔ ملائکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود خوانی کے مکلف ہیں اور قدوسی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی کلمہ گوئی پر منشرح صدور ہیں۔ جب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر نبوت کو شرفِ قیام بخشا ہے، اس وقت سے رحمت اور بخشش اور مغفرت وجود ونوال ربانی کے، اور سب دروازے بند کر دیئے ہیں، صرف حضور

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 124/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کھلا ہے۔صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب جوکوئی جود ونوال ربانی کا خواہاں ہے، اب جوکوئی بخشش ومغفرت کا جویا ہے، اب جوکوئی رحمت وبرکت وفیوض وانوار کا متلاشی ہے، اُس پر لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دروازے سے آستان الٰہی تک پہنچنے کی راہ کو اپنا مقصود بنائے۔

اگر اس دروازے کو کسی نے چھوڑ دیا تو اُسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی متابعت یا سیدنا داؤد علیہ السلام اور زبور کی متابعت یا سیدنا مسیح علیہ السلام اور انجیل کی متابعت ہرگز ہرگز فائز المرام نہیں کرسکتی۔

ہاں! اہل حدیث کا ایمان اس حدیث پر ہے: ''لا یکون احدکم مؤمنا حتی اکون احب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین''۔

یعنی تم میں سے کوئی شخص مومن بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اُس کے دل میں سب محبتوں سے، جملہ قرابتوں سے، ماں، باپ، بیٹے، بیٹی سے، محبوب ومطلوب سے، عاشق ومعشوق سے، غرض جملہ علائق سے افزوں تر، بیشتر اور کثیر در کثیر نہ ہو۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محبتِ عظمیٰ وموہبتِ کبریٰ کا حصہ ہر ایک ایماندار کو ارزاں فرمائے اور بہتان لگانے والوں کو ان کی غلطی سے آگاہ فرمائے۔

## گستاخی اولیاء کا الزام:۔

اب محبت اولیاء وبزرگان دین کا مسئلہ رہ جاتا ہے۔سنو! سنو! یہ آیت کلام ربانی جس پر اہلحدیث بھی ایمان رکھتے ہیں۔

''والسبقون الاولون من المھجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنه''۔(سورہ توبہ:۱۰۰)

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 125/286

یعنی مہاجرین وانصار میں سے سبقت واولیت والے اور جن لوگوں نے ان کی پیروی عمدگی کے ساتھ کی اللہ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ سے خوشنود ہیں۔

"**والذین اتبعوہم باحسان**" کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ جن بزرگوار نے ان سابقین اولین کی پیروی کو اپنا مسلک بنایا وہ ضرور "رضوانِ الٰہی" کا شایاں ہے، ان کو بزرگ سمجھنا، ان کا احترام وادب رکھنا، اُن کو دعائے خیر سے یاد کرنا ضروری ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ ائمہ دین ضرور اس بشارت میں آجاتے ہیں، جنہوں نے دین حقہ کو پھیلایا، بھولے بھٹکے ہوؤں کو راہِ مستقیم دکھلائی، دنیا ومافیہا سے منہ موڑ کر اپنی تمام عمر کو خدمت دین اور اشاعت اسلام میں لگایا، ان کا ادب نہ کرنا، احترام نہ کرنا، تعلیم اسلام سے جہالت ہے۔ حدیث پاک پڑھو۔

"**عن تمیم الداری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدین النصیحۃ قلنا لمن قال للہ و الرسولہ و لائمۃ المسلمین و عامتہم**"۔ (رواہ مسلم)

(صحیح مسلم میں تمیم داری انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دین تو خیر اندیشی کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا کس کی خیر اندیشی؟ فرمایا اللہ کی، رسول کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور سب اہل اسلام کی۔)

اس حدیث کے بعد کوئی اہلحدیث ایسا نہیں رہ سکتا جو ائمہ مسلمین کے ساتھ صداقت اور خیر اندیشی کے روابط کو مربوط نہ رکھے۔

اہلحدیث کے فرائض میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تبلیغ اور اشاعت اسلام کے فرض کو مقدم ترین فرض قرار دیں۔ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ اور اشاعت اسلام کے فرض کو مقدم ترین فرض قرار دیں۔ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ میں بڑی برکت رکھی ہے، جو کوئی شخص نیکی کا کام

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



شروع کرتا ہے، وہ ضرور کامیاب ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ ادنیٰ ترین اصول کی اشاعت کرنے والے بھی اس فیضِ عام سے محروم نہیں رہ جاتے۔ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں اُمت مرحومہ سے رخصت ہوتے ہوئے سب کو مخاطب فرما کر یہ ارشاد کیا تھا۔ ''**فلیبلغ الشاہد منکم الغائب**'' (رواہ مسلم) کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں تک پیام نبوی ﷺ پہنچا دیں جو موجود نہیں۔

اللہ تعالیٰ بزرگان اسلام، ائمہ دین، حاملانِ علم اور ہمارے باپ دادا پر ہزاروں ہزار رحمتیں فرمائے جنہوں نے اسلام کو ہم تک پہنچایا اور نبی ﷺ کی اُس امانت میں خیانت نہ کی جو اُن کے سپرد کی گئی تھی۔ اسلام کا جو وجود آج اقصائے چین سے لے کر انتہائے مغرب تک پایا جاتا ہے، ہر ایک براعظم، ہر ایک ملک، ہر ایک قوم میں نشانِ اسلام لہراتا نظر آتا ہے، یہ ان ہی بزرگانِ سلف کی مساعی مشکورہ کے نتائج ہیں۔ لیکن آپ صاحبان کیلئے بھی ابھی بہت میدان خالی موجود ہیں۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص: ۴۲۲ تا ۴۲۵)

## اُٹھو! اے اہلحدیث نئے ولولوں کے ساتھ:۔

اٹھو اے اہلحدیث! اُٹھو نئے ولولوں کے ساتھ، نئے جذبوں کے ساتھ، پرانی تعلیم کی اشاعت کیلئے اُٹھو۔ دنیا میں امنِ عامہ کی حفاظت کیلئے اُٹھو۔ دنیا کو محبت و یکجہتی اور اتفاق واتحاد کا سبق پڑھانے کو اُٹھو۔ اپنوں کو گلے لگاؤ اور غیروں کو اپنا بناؤ۔

یہ مت سمجھنا کہ آمین ورفع الیدین کے بعد اب کوئی سنت عمل کرنے کیلئے باقی نہیں رہی اور اس لیے اہلحدیث اپنی منزل ختم کر چکے ہیں۔ نہیں عزیزو نہیں، اہل حدیث کہلانے کے بعد تم نے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ یاد رکھو کہ **موتوا علی ما مات علیہ رسول اللہ** ﷺ کو جب تک اپنا نصب العین نہ بناؤ گے، اس وقت تک اپنے فرائض سے سبکدوش نہ ہو سکو گے۔ یعنی جس کام اور جدوجہد میں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی، تم بھی اسی کام اور جدوجہد میں جان دے دو۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 127/286

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری: ص:۴۲۶)

☆......☆......☆

# کتاب ''اصحاب علم وفضل'' میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب:۔ اصحاب علم وفضل...... مصنف:۔ محمد تنزیل الصدیقی الحسینی

## مدرسہ دارالرشاد میں علمائے دیوبند کی آمد:۔

مولانا عبیداللہ سندھی (رحمہ اللہ) کی زندگی کا بیشتر حصہ غریب الوطنی میں گزرا، تاہم ان کی زندگی کے وہ ایام جو اطمینان وسکون کے ساتھ بسر ہوئے ان کا غالب حصہ پیر جھنڈا ہی میں گزرا ہے۔

سیّد رشد اللہ شاہ کو سندھ میں علمی پسماندگی کا بڑا احساس تھا، اسی لیے جب مولانا عبیداللہ سندھی نے ''مدرسہ دارالرشاد'' کی تجویز پیش کی تو شاہ صاحب فوراً تیار ہو گئے۔ چنانچہ ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں ''مدرسہ دارالرشاد'' نے اپنی علمی مساعی کا آغاز کیا۔ چنانچہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا عبیداللہ سندھی لکھتے ہیں: **''اسست 'دارالرشاد' فی 'بیر جندا' قریباً من حیدر آباد السندیة بمشارکة السید الامام و ابی التراب رشداللہ ابن شیخنا الامام رشیدالدین۔''** (التمھید لتعریف أئمة التجدید: ۲۳)

مدرسہ قائم کرنے کیلئے تمام تر سرمایہ سید رشداللہ شاہ رحمہ اللہ نے فراہم کیا اور اس کے تمام اخراجات کے کفیل بھی وہی تھے۔ سات برس تک مولانا عبیداللہ سندھی (رحمہ اللہ) کامل اختیارات کے ساتھ علمی اور انتظامی امور کے سربراہ رہے۔ یہ مدرسہ جلد ہی کامیابی کے منازل طے کرنے لگا۔ یہاں بلند پایہ ارباب علم تدریس کی ذمہ داریاں نبھاتے

WWW.UBQARI.ORG

اور مدرسے کے معائنہ اور امتحان کیلئے رفیع المرتبت علماء کو مدعو کیا جاتا جن میں علامہ شیخ حسین بن محسن یمانی انصاری، مولانا محمود الحسن دیو بندی، مولانا سید انور شاہ کشمیری، مولانا اشرف علی تھانوی، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد رحمہم اللہ وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی وغیرہم شامل ہیں۔

## مدرسہ دارالرشاد کے فضلاء:۔

مدرسہ دارالرشاد سے جو فضلاء فارغ التحصیل ہو کر مسند علم وفضیلت کے وارث ہوئے ان میں مفسر قرآن مولانا احمد علی لاہوری، مولانا امید علی سندھی، پیر سید احسان اللہ شاہ راشدی، سید ضیاء الدین صاحب العلم مولانا سید عبداللہ سربازی، مولانا عبداللہ الغازی سندھی، مولانا محمد اکرم ہالائی، مفتی عبدالقادر سندھی رحمہم اللہ وغیرہم شامل ہیں۔(اصحاب علم وفضل، ص:۳۶۔۳۷)

## وسیع النظر اور وسیع المشرب:۔

مولانا شکرانوی رحمہ اللہ بڑے وسیع النظر اور وسیع المشرب تھے، ان کا حلقہ روابط مختلف طبقوں میں پھیلا ہوا تھا۔مولانا کو حدیث کے علاوہ فقہ سے بھی گہری مناسبت تھی، مولانا ابوسلمہ لکھتے ہیں:''مولانا اگرچہ سلفی اور اہلحدیث تھے مگر فقہ سے بدکتے نہیں تھے بلکہ اس سے طبعی مناسبت تھی۔صوبہ کے مشہور شاعر علامہ آزاد نے اپنے ایک قصیدہ میں اس طرف اشارہ بھی کیا ہے ؎

فخر اقران و اماثل ذات او ایں چنیں ذاتے دریں ایام کو؟
عالم فرزنہ دور زماں ہم فقیہ و ہم محدث بے گماں

''یہی وجہ ہے کہ مولانا کے ہاں کتب فقہ کا بھی انبار لگا ہوا ہے۔''(ماہنامہ''برہان'' دہلی جنوری ۱۹۵۷ بحوالہ اصحاب علم وفضل، ص:۵۱۔۵۲)

## باہمی اختلاف کا حدود اخلاق میں جواب:۔

امرتسر کے ایک معروف اہلحدیث عالم دین مولانا ابوعبداللہ غلام العلی قصوری ثم امرتسری تھے، ایک روایت کے مطابق حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ان ہی کی

WWW.URGAR.ORG

دعوت پر اپنے عالی مرتبت فرزندوں کے ہمراہ امرتسر تشریف لائے۔ مولانا قصوری اور خانوادۂ غزنویہ میں باہم بڑی یگانگت اور محبت تھی، لیکن چند ایک مسائل میں دائرہ علمی میں رہتے ہوئے ان بزرگوں کے مابین اختلافات بھی تھے۔ ارباب غزنویہ بیعت والہام کے قائل تھے جبکہ مولانا قصوری رحمہ اللہ کو اس سے اختلاف تھا۔ مولانا غلام العلی قصوری نے اپنے نقطۂ نظر کا اظہار اپنی کتاب **"تحقیق الکلام فی مسئلة البیعت والالہام"** میں تحریر فرمایا تھا۔ اس کے جواب میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے **"اثبات الالہام والبیعة بادلة الکتاب والسنة"** تالیف فرمائی۔ بقول حکیم محمد موسیٰ امرتسری:

"جس کا لب ولہجہ ذرا سخت تھا۔ یہ کتاب مؤلف فاضل کے والد (مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ) کی نظر سے گزری تو انھوں نے اس سخت طرز تحریر کو ناپسند کیا۔" (سہ ماہی، بصائر، جنوری ۱۹۶۳ء)

عرض یہ کرنا ہے کہ ارباب غزنویہ اور مولانا غلام العلی رحمہ اللہ کے درمیان جو اختلافات تھے وہ محض علمی اور دائرہ اخلاق کے اندر تھے، اس کی تہہ میں کوئی ذاتی خلش ہرگز نہ تھی۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لکھتے ہیں: "مولانا قصوری اور مولانا (عبداللہ) غزنوی رحمہم اللہ میں جو اختلافات تھے۔ وہ احقاق حق ہی کیلئے تھے، کوئی ذاتی جھگڑا نہ تھا۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ جب تک زندہ رہے مولانا قصوری رحمہ اللہ کی اقتداء میں عیدین کی نمازیں ادا کرتے رہے اور تبلیغی کاموں میں ایک دوسرے کے معاون ومددگار رہے۔" (سہ ماہی، بصائر، جنوری ۱۹۶۳ء)

اس سے ان بزرگوں کے اخلاص فی العمل اور خلوص فی الدین کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جبکہ آج عالم یہ ہے کہ جب تک مخالف کی قرار واقعی تحقیر نہ کر لی جائے دل کو تسلی نہیں ہو سکتی۔ اللہ رب العزت ہمیں صحیح دینی فہم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اصحاب علم وفضل، ص: ۱۵۷-۱۶۰)

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## صوفی امام عبدالجبار کا مسلکی ذوق:۔

موصوف مسلک وعقیدے کے اعتبار سے سلفی نقطۂ نظر کے خاص علمبر دار تھے، صفاتِ الٰہی کے باب میں تاویل وتوجیہہ کے سخت مخالف تھے، مسائل توحید سے خاص دلچسپی تھی اوراس ضمن میں مسلک سلف نہایت مدلل انداز میں پیش کرتے تھے، فروعی مسائل میں بھی تاحیات عمل برحدیث کے پابند رہے اورلوگوں کواسی کی دعوت دی۔

## سلسلہ نقشبندیہ کے خلیفہ کا فیضان:۔

مئو، اعظم گڑھ کے اطراف میں ایک مشہور قصبہ ہے، جواپنی علمی برکات اور مردم خیزی کے اعتبار سے مشہور ہے۔ یہاں سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ایک خلیفہ علامہ سخاوت علی جون پوری رحمہ اللہ (م ۱۲۷۴ھ) کے تلمیذ رشید مولانا فیض اللہ مئوی کے توسط سے گلستان علم وعمل کی آبیاری ہوئی، مسلک عمل برحدیث کا شعار عام ہوا۔

مولانا نے ابتدائی کتابیں اپنے والدگرامی سے پڑھیں، اس کے بعد اکتساب علوم وفنون کے شوق میں جون پور مولانا سخاوت علی جون پوری کی خدمت میں تشریف لے گئے، انہی سے علوم دینیہ کے مختلف شعبوں کی تکمیل کی۔

(اصحاب علم وفضل، ص:۲۰۹)

علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کے ساتھ بھی مولانا کے مخلصانہ روابط تھے۔ علامہ شبلی رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں مولانا کے والدِ گرامی مولانا فیض اللہ مئوی سے عربی کی تحصیل کی تھی۔ یہ وجہ بھی تعلقات میں مزید خلوص کا ایک ذریعہ بنی۔

علامہ شبلی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ سے بھی بڑا ربط تھا۔ سید صاحب موصوف مولانا کا بڑا احترام کرتے تھے۔ مولانا اکثر اپنی علمی ضرورتوں اور سید صاحب سے تبادلۂ خیالات کیلئے دارالمصنفین جایا کرتے تھے۔

بقول ابوعلی اثری:

''سید صاحب ان کا بڑا احترام کرتے تھے، جب تک ان کا قیام رہتا، اپنا سارا کام کاج چھوڑ کے انہی سے مشغول رہتے، علمی مذاکرہ اور تبادلۂ خیالات کرتے۔''

(سید سلیمان ندوی: ۲۰۰)(اصحاب علم وفضل، ص: ۲۱۵۔۲۱۶)

☆......☆......☆

# فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج: ۶ میں اعتدال راہ کا تذکرہ

نام کتاب:۔فتاویٰ علمائے اہلحدیث (جلد ۶)......ترتیب:۔ الوالحسنات مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ...... **تقسیم کار:**۔ فاروق کتب خانہ الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

## فقہی مسائل میں راہ اعتدال:۔

افسوس ہے کہ آج ہم آٹھ اور بیس رکعت تراویح کی بحث میں الجھے ہوئے ہیں اور قیام رمضان کا جو اصل مقصد اور اس کی روح تھی اس سے تو بے اعتنائی برت رہے ہیں اور عدد کی بحث اور **قِیل وَ قَالَ** میں اس درجہ منہمک ہیں کہ بسا اوقات حد اعتدال سے گزر جاتے ہیں۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج: ۶، ص: ۲۵۴)

کیفیت نماز کو تو ہم نظر انداز کر رہے ہیں اور گنتی کو مدار کار بنا رکھا ہے اور اس کیلئے بحث وجدل کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ اگر معاملہ یہیں تک رہتا کہ افضل کیا ہے تو چنداں مضائقہ نہ تھا۔ افسوس ہم حد اعتدال سے آگے بڑھ گئے اور ایک دوسرے کے عمل کو بدعت یا معصیت اور گمراہی قرار دینے کے درپے ہو گئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج: ۶، ص: ۲۵۶)

## مولانا عبید اللہ سندھی کی تبدیلی کی وجہ:۔

۱۹۴۶ء میں راقم لاہور میں احمد علی صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ تدریس میں تھا۔ تو حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ''کہ بچپن میں مجھ پر اسلام کی حقانیت دو کتابوں کے مطالعہ سے واضح ہوئی۔ ایک تقویۃ الایمان شاہ اسماعیل شہید

WWW.UBOARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



رحمہ اللہ اور دوسری تحفۃ الہند۔ تاہم جس کتاب نے اپنا آبائی مذہب اور وطن چھوڑ نے پر مجبور کر دیا وہ حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ''احوال آخرت'' ہے اس کے مطالعہ کے بعد میں نے سب کچھ چھوڑ نے کیلئے اپنے آپ کو تیار پایا۔

☆......☆......☆

# کتاب ''مآثر صدیقی'' میں بڑوں کی محبت بھری باتیں

**کتاب کا نام:۔** سوانح حیات نواب صدیق حسن خاں صاحب رحمۃ اللہ.... مآثرِ صِدّیقی (مکمل چار حصوں میں)......تالیف:۔ جناب سیّد علی حسن خان فرزندِ صاحب سوانح.... **ناشر:** جمعیۃ اہل سنۃ (لاہور)

## ہم آئمہ کی ثقاہت اور دیانت پر اعتماد کرتے ہیں:۔

سب سے پہلے احادیث کو محمد بن شہاب زہری نے مدوّن کیا پھر سعید بن عروہ اور ربیع بن صبیح نے بصرہ میں، معمر بن راشد نے یمن میں، ولید بن مسلم نے شام میں جریر بن عبدالحمید نے رے میں، عبداللہ بن مبارک نے مرو وخراسان میں اور ہیثم بن بشیر رحمہم اللہ نے شہر واسط میں احادیث کے جمع کرنے میں کوشش کی اور تھوڑے زمانہ میں ایک ذخیرہ کافی حدیث کا جمع ہو گیا۔ اِسی زمانہ میں مسائل فقہ کی تدوین بھی عمل میں آئی اور مذاہب اربعہ یعنی مذہب حنفی وشافعی و مالکی اور حنبلی کی بنیاد پڑی۔

## امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دیانت:۔

سب سے پہلے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے جو بڑے عابد زاہد اور متورع کامل تھے اور جن کو خدا نے قوت اجتہاد اور استنباط مسائل کی خاص طور پر قدرت عطا فرمائی تھی، اپنے استاذ امام نخعی رحمہ اللہ کی روایت حدیث واقوال اور اصول پر مذہب حنفی کی بنیاد قائم کی، فقہائے کوفہ نے اس کو استحسان اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ خلافت عباسیہ کے زمانہ میں امام صاحب کے شاگرد رشید قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کی امارت قضا اور تسلط عام نے اور امام محمد

Privacy

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 133/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



صاحب رحمہ اللہ کی تالیفات نے اس مذہب کو تمام عراق وخراسان وماوراء النہر میں پھیلا دیا۔

## امام مالک رحمہ اللہ کی خدمات:۔

اس کے بعد مدینہ منورہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ نے جو حدیث وفقہ اور زہد و ورع کے عامل و عارف تھے، مذہب مالکی کی بنیاد ڈالی۔ ان کی بے نظیر صحیح و جامع کتاب ''موطا'' نے اسلامی دنیا میں شہرت وقبولیت عام حاصل کی۔ ان کے شاگرد زیاد بن عبد الرحمن بسطور رحمہ اللہ اور یحییٰ بن یحییٰ اُندلسی رحمہ اللہ وغیرہ نے اطراف مغرب و اندلس میں خلیفہ مرتضیٰ بن ہشام کے ظلِ حمایت میں جو منتصر باللہ کے لقب سے ملقب تھا، اس مذہب کو خوب فروغ دیا، اس سے پہلے لوگ اوزاعی رحمہ اللہ کے طریقہ پر تھے۔

## امام شافعی رحمہ اللہ کی ثقاہت:۔

اس کے بعد امام شافعی رضی اللہ عنہ نے جو معارف کتاب وسنت کے ماہر اور زہد و عبادت اور تقویٰ وطہارت میں بڑا درجہ رکھتے تھے، ایک کتاب اصول کی نئے طرز پر تالیف کر کے مذہب شافعی قائم کیا، اور اگلے دو مذہبوں میں جو کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کیا۔ اصل یہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے پہلے حدیثوں نے وہ عام شہرت نہیں پائی تھی جو ان کے زمانہ میں اس کو حاصل ہوئی۔ اسی سبب سے جیسا کہ **''دراسات اللبیب''** میں لکھا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں **''اترکوا قولی بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''** یعنی رسول خدا ﷺ کی حدیث کے مقابل میں میرا قول چھوڑ دو۔

انہی تینوں مذہبوں کی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مذہب حنبلی کی بنیاد ڈالی، ان کا طریقۂ اجتہا درائے وقیاس جداگانہ اور اصالت کتاب اور معاضدات روایت سے قریب تر تھا۔

بہر حال دوسری صدی کے وسط میں یہ چاروں مذہب قائم ہوئے اور عقائد کے

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 134/286

اعتبار سے ان چاروں مذہبوں کے لوگ تین گروہ پر منقسم ہو گئے۔ اشعری، ماتریدی، حنبلی، اشاعرہ اور ماتریدیہ میں دس بارہ مسائل کا اختلاف ہے۔ حنابلہ اور اشاعرہ و ماتریدیہ میں صرف تین چار ہی مسئلوں کا اختلاف ہے بعض علماء نے ان تینوں گروہ کے معتقدات میں تطبیق دیکر اختلاف کو نزاع لفظی بنایا ہے۔ للہ الحمد۔

(مآثر صدیقی حصہ سوم، ص:۱۴۶ تا ۱۴۸)

## نواب صاحب کا معتدل مسلک:۔

مجھ کو معلوم ہے کہ ان مذاہب اربعہ میں حق دائر ہے مگر منحصر نہیں اس لیے کہ محدثین و ظاہریہ، وصوفیائے کرام سب میں حق متحقق ہے بلکہ یہ لوگ افضل اہل حق ہیں۔ میں ان ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک امام مجتہد کا محب و خادم ہوں۔ پس اگر اپنے کو کسی امام کی طرف مضاف کروں تو یہ اضافت درست ہے۔

(مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص:۳)

## ائمہ کی عقیدت وادب:۔

کے نسبت وہ لکھتے ہیں کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کو ائمہ اربعہ اجتہاد میں شرفِ تقدم حاصل ہے، وہ اور امام دار الہجرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ و امام شافعی رضی اللہ عنہ و امام احمد رضی اللہ عنہ یہ چاروں اکابر قرون ہجرت مشہود لہا بالخیر کے قرن ثالث میں موجود تھے۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **"خیرا متی قرنی ثم الذین یلونہم" (الحدیث متفق علیہ)** اس حدیث میں اگر لفظ قرنی کو زمانۂ حیات نبوت سے مخصوص قرار دیا جائے جیسا کہ بعض علماء اعلام کا مسلک ہے تو دو قرن صحابہ اور تابعین کے باقی رہتے ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک جو زمانۂ امام اعظم رضی اللہ عنہ میں بعض صحابہ کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں گو امام صاحب نے ان کو نہ دیکھا ہو۔ **"علی اختلاف خبرین فی تعریف التابعی"** اس صورت میں امام ہمام رضی اللہ عنہ جماعت تابعین

میں داخل ہیں اور اگر لفظ قرنی سے صحابہ کا قرن مراد لیا جائے تو تبع تابعین بھی اس حدیث میں شامل ہیں لیکن قول اوّل اظہر ہے۔ اس صورت میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تبع تابعین میں داخل ہیں۔ یہ بجائے خود ایک عظیم الشان فضیلت ہے اس لیے کہ خیریت کا لفظ تینوں زمانوں پر حاوی ہے ان ائمہ عظام اور اصحاب خیر القرون کے حق میں جن کے فضائل ومناقب کتب صحیحہ میں مرقوم ہیں۔ حاشا وکلا کبھی کوئی سوء ظن ہمارے دل میں خطور نہیں کرتا **ونعوذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ** اگر یہ اکابر ملت نہ ہوتے تو قرآن کریم کو کون ہم تک پہنچاتا اور اجتہاد کا باب کون ہمارے منہ پر مفتوح کرتا۔ اگر یہ حاملان علوم نبوت وناقلان روایات ملت مطعون اور مجروح قرار دیئے جائیں اور ان کی شان میں سوء ظن روا رکھا جائے تو پھر وہ کون ہے جس پر سلف صالحین کا اطلاق کیا جائے یہ حسن عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جو تمام مجتہدین میں علم وفضل وعمل کے لحاظ سے اوّل درجہ رکھتے ہیں بلکہ تمام ائمۂ عظام، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اور ان کے نظراء جو جھابذۂ حدیث وسنت تھے سب کے ساتھ ہے۔ اور حفظ مراتب ونگہداشت مناصب میں سب کا حکم یکساں اور حکم واحد ہے "**قد جعل اللہ لکل شیء قدرا**" حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ثابت رحمہ اللہ جب صغرسنی میں حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے حق میں اور ان کی ذرّیت کے حق میں دعائے برکت دی۔ حضرت امام فرماتے ہیں کہ ہم اپنے حق میں قبولیت دعا کے امیدوار ہیں۔

والا جاہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ، عالم، عابد، زاہد، متورع، متقی، دائم التضرع الی اللہ تعالیٰ اور کثیر الخشوع تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کرلے وہ عیال ابوحنیفہ میں داخل ہے۔ امام صاحب کے تحفظ دین وورع وغیرہ میں کوئی شک نہیں ہے۔

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## امام اعظم پر الزام کا علمی دفاع:۔

بعض علماء متقدمین نے قلت علم نحو اور ضعف حدیث کی نسبت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف کی ہے اس کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ ان عبارات سے ان کا مقصود اظہار طعن وجرح نہیں ہے بلکہ واقعہ کا اظہار ہے۔اس لیے کہ امام عالی مقام کے فضائل اور مناقب میں مطاعن کی گنجایش نہیں ہے اگر کوئی شخص ایسے اکابر پر ازراہ نفسانیت و تعصّب جرح کرے تو یہ محاربہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ دشمنی اولیاء خدا کے ساتھ غضب الٰہی کا باعث ہوتی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہم اگر حضرت امام ہمام رضی اللہ عنہ کو قلیل النحو اور قلیل الروایت فرض بھی کرلیں تو اس سے ان کے علوم وفضائل میں کوئی خلل نہیں واقع ہوسکتا، اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضل امت ہیں۔ان کے نسبت یہ بات اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ ان میں ایسے اصحاب بھی موجود تھے جو حدیث کا علم قلیل رکھتے تھے پس اگر امام اعظم رحمہ اللہ نے بعض صحابہ کے مطابق روایت حدیث کم کی تو اس میں کون سی قباحت لازم آئی؟ علم نحو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ایجادات میں سے ہے اور تمام صحابہ بوجہ حادث ہونے کے اس کی مزاولت نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ اس علم کے نام ونشان تک سے نا آشنا تھے جو شخص اس قسم کے امور کو امام مقبول کے ازدرا پر محمول کرتا ہے وہ سخت نامعقول ہے اور خیر القرون کی قدر وعظمت سے محروم ہے۔ یہ لکھنے کے بعد پھر آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ ”جمیع احادیث نبوت کے احاطہ کرنے کا ادّعا افراد اُمت میں سے کسی کے امکان میں نہیں ہے ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چین کہ آنجا ہمیشہ باد بدست است دام را

خلفائے راشدین اور اجلۂ صحابہ کے حال پر بہ نظر عبرت دیکھو، حالانکہ وہ حالات وافعال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وسنت مطہرہ کے اعلم تھے مگر ذروۂ احاطہ علم احادیث تک ان کی بھی رسائی نہ تھی۔ خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بیشتر اوقات

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور مسلمانوں کے معاملات میں مشورہ اور انواع و اقسام کی گفتگو کیا کرتے تھے۔ یہ ہی حال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ ''**دخلت انا و ابوبکر و عمر و خرجت انا و ابوبکر و عمرو ذہبت انا وابوبکرو عمرجئت انا و ابوبکرو عمر**'' یعنی فلاں مقام پر داخل ہوا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے اور فلاں جگہ سے نکلا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے اور فلاں جگہ گیا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے اور فلاں مقام سے آیا اور میرے ساتھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) تھے۔ باوجود اس معیت کے اکثر احادیث کا علم ان کو نہ تھا ایک مرتبہ لوگوں نے میراث جدّہ کا مسئلہ دریافت کیا تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کتاب الٰہی میں اس کے متعلق ذکر نہیں۔ اور نہ سنت میں اس کو میں پاتا ہوں خیر اور لوگوں سے پوچھوں گا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس کا استفسار کیا تو مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہما نے گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو بھی اس سنت کا یقین تھا ''رفع الاعلام'' اور ''اعلام الموقعین'' ''اور حجۃ اللہ البالغہ'' میں یہ مرقوم ہے اسی طرح ''شرح مسلم'' میں نووی نے اور ''ارشاد الساری'' میں قسطلانی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حدیث ''**امرت ان اقاتل الناس الی آخرہ**'' یاد نہیں رہی تھی۔

صحیحین اور ترمذی اور اعلام اور ایقاف میں لکھا ہے کہ حدیث ''**رجوع بعد استیذان**'' سہ بار کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ تھا یہاں تک کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ابوسعید خدری اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے ان کو اس کی خبر دی۔ اسی طرح سنن ابی داؤد، مسند دارمی اور ارشاد الساری اور حجۃ اللہ البالغہ اور دراسات

Privacy

اللبیب میں مذکور ہے کہ حدیث و دیت جنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم نہیں تھی مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ان کو مطلع کیا۔ بعض ابواب ریا پر بھی ان کو اطلاع نہ تھی چنانچہ وہ یہ تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں گفتگو ہوئی ہوتی۔ اعلام وجُنّہ میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا کہ زن متوفی عنہا کو جس مکان میں موت ہوئی ہے اس میں عدت پوری کرنی چاہیے یہاں تک کہ فریعہ بنت مالک اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن نے اپنا قصّہ جبکہ ان کے شوہر وفات پا چکے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور یہ روایت نقل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "**امکثی فی بیتک حتی یبلغ الکتاب اجله**" تم اپنے مکان میں ٹھہری رہو یہاں تک کہ زمانہ عدت گزر جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ روایت اخذ کی۔

اسی طرح وہ اقل مدّت حمل سے بھی واقف نہ تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ آیت کریمہ "**وحمله وفصاله ثلثون شهرا**" دوسری آیت "**والوالدات يرضعن اولادهن حولين كاملين**" یاد دلائی تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی طرف رجوع کیا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو باوجود کثرت دانش وعلم وفضل جس کی نظیر موجود نہیں، یہ حدیث "**نحن معاشر الانبياء لا نرث ولا نورث ماتركناه صدقه**" یاد نہ تھی اور "ارشاد الساری" میں لکھا ہے کہ ان کو حدیث **لا تعذبوا بعذاب الله**۔ محفوظ نہ تھی۔

"صحیح مسلم" میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ "**حرمت حمار اهلی**" کی حدیث سے واقف نہ تھے، اور شرح صحیح مسلم میں ہے کہ عدم جواز نکاح متعہ کی حدیث بھی ان کو معلوم نہ تھی۔ اسی طرح موطا اور سنن ابن ماجہ میں مرقوم ہے کہ



WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث ''**مسح خفین**'' مخفی رہی۔

اسی طرح حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حدیث ''**شعار ہدی و رفع الیدین مواضع اربعہ** '' نماز میں ''**وجہر بہ آمین و قرأت فاتحۂ خلف الامام**'' وغیرہ مخفی رہی اور امام مالک ابن انس رضی اللہ عنہ کو حدیث صیام شش گانۂ شوال پر وقوف نہ تھا۔ وہ اس کو عمل اہل جفا اور رسم جاہلیت جانتے تھے اور کہا کرتے تھے ''**لم یبلغنی ذلک و عن احد من السلف**'' اصل یہ ہے کہ جمع و تدوین کتب سنن کی انقراض متبوعین کے بعد ہوئی ہے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص: ٦ تا ١٢)

## تقلید اور غیر تقلید کفر کا مسئلہ نہیں:۔

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ تقلید علم اصول فقہ کا ایک جزوی مسئلہ ہے یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ نوبت تضلیل و تکفیر تک پہنچائی جائے اور اس قدر قلاقل و زلازل برپا کی جائیں۔

## اسلاف و اکابر کا دفاع:۔

چند بدنام لوگ سلف صالحین کے رسوا کرنے میں اپنے منہ کو اپنے نامۂ اعمال کی طرح کرتے ہیں۔ **و نعوذ باللہ من الخذلان**۔ اگر کوئی متبع کسی امام یا عالم پر بالتعین طعن و قدح کرتا ہے تو وہ معتاب ہے اور غیبت زنا سے بھی بدتر ہے جب احاد امت کی غیبت کرنا حرام ہے تو پھر جو ائمہ و علماء آخرت ہیں جو شخص ان کی غیبت کرتا ہے تو اس کا لعن و طعن اسی معتاب پر عود کرتا ہے۔ یہ مذہب رفض کا شیوہ ہے نہ مذہب اہل سنت کا۔

مسلمان طالب آخرت کو اس قدر کافی ہے کہ وہ علم حق حاصل کر کے بقدر استطاعت خود عمل کرے اور مناظرہ اور مکابرہ سے بچے اور بحث و مجادلہ سے دور رہے۔

دانی کہ چنگ و عود چہ تقریر می کنند پنہاں خورید بادہ کہ تکفیر می کنند

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 140/286

ابتدائے طالب علم سے اب تک میری عمر پچپن برس کو پہنچی مگر میں نے کبھی کسی طالب علم یا عالم یا درویش سے مناظرہ مباحثہ مجادلہ اور مکابرہ نہیں کیا نہ کوئی کتاب یا رسالہ کسی شخص معین کے ردّ وقدح میں لکھا حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **"ماضل قوم بعد ہدی کانوا علیہ الااوتوا الجدل ثم قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہذا الایۃ ماضربوہ لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون"**۔

کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی جب تک ان میں مجادلہ شروع نہیں ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت شریف پڑھی۔

بہر حال جو شخص علم محض خدا اور آخرت کیلئے حاصل کرتا ہے وہ ہرگز اس قسم کے خلفشار میں نہیں پڑتا یہ گاؤ زوری اور انتفاخ عروق گردن اور بالآخوانی انہیں لوگوں کا کام ہے جو لذت علم اور طالب آخرت سے محروم ہیں حدیث میں اس فعل کو نفاق کا ایک شعبہ فرمایا ہے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص: ۲۲ تا ۲۴)

## مقلدین کے بارے میں رائے:۔

والا جاہ لکھتے ہیں کہ میں نے آج تک کسی مقلد مذہب کو برا نہیں کہا اگرچہ ترک تقلید پر بہت کچھ لکھا میں کسی مقلد صادق صحیح الارادہ عامل صالح متقی کو برا نہیں جانتا اور عوام متبعین سنت جو علم وعمل سے محض بے بہرہ ہیں ان کو بھی اچھا نہیں سمجھتا۔ اب نہ فقہا باقی رہے اور نہ عامل بالحدیث یہ ہی تلاعب باقی رہ گیا ہے۔

(مآثر صدیقی حصہ چہارم، ص: ۲۵)

☆......☆......☆

## "تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید" میں بڑوں سے محبت کا انداز

WWW.UBQARI.ORG

نام کتاب:۔تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ

مصنف:۔محمد خالد سیف.... اسلامی نظریاتی کونسل (اسلام آباد)، طارق اکیڈمی (فیصل آباد)

## امام صاحب کی مخالفت سے رجوع:۔

مولانا وجیہہ الدین سہارنپوری رحمہ اللہ مشہور حنفی عالم ہیں۔آپ مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد تھے سندِ فراغت بھی انہی سے حاصل کی۔ مدت تک سہارنپور میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ کے آپ تایا اور استاد تھے۔انہوں نے ''صحیح بخاری'' کا درس آپ سے لیا تھا۔ آپ ابتداًء حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے مخالف تھے حتیٰ کہ ''تقویۃ الایمان'' کا رد بھی لکھا لیکن بعد میں مخالفت سے تائب ہو گئے اور اپنی کتاب دہلی میں جا کر حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے سامنے پھاڑ ڈالی اور اس روز سے حضرت امام صاحب کے عاشقِ زار بن گئے۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۳۴۹)

## مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کا کسب علم:۔

شیخ الاسلام حضرت ابوالوفاءؒ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی ولادت باسعادت امرتسر میں ہوئی۔

استاذ پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور کتبِ درسیہ کی تکمیل کے بعد ۱۸۸۹ء میں ان سے سندِ فراغت حاصل کی اس کے بعد آپ شمس العلماء حضرت میاں سیّد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے بھی آپ نے سند حاصل کی پھر دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں بھی آپ نے کتب معقول ومنقول پڑھیں پھر کانپور جا کر مولانا احمد حسن صاحب رحمہ اللہ سے بھی تعلیم حاصل کر کے ۱۸۹۲ء میں سند حاصل کی۔(تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید،ص:۳۵۲۔۳۵۳)

☆......☆......☆

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



# ”سوانح صوفی عبداللہ رحمہ اللہ“ میں بڑوں کے سچے اخلاص کا تذکرہ

نام کتاب:۔سوانح صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ........**حالات، خدمات، آثار**

تالیف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

## ولی کی زبان پر اسم ذات کی مٹھاس:۔

کسی زمانے میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کا سالانہ جلسہ ہر سال منعقد ہوا کرتا تھا اور ملک کے مختلف شہروں میں اس کا انعقاد عمل میں آتا تھا، ایک سال یہ جلسہ امرتسر میں ہوا، جلسے میں علامہ شبلی نعمانی، مولانا محمد علی مونگیری رحمہا اللہ اور ملک کے بہت سے علماء وزعما موجود تھے۔ اسی اثناء میں ایک دن فجر کی نماز علامہ شبلی رحمہ اللہ نے مسجد غزنویہ میں حضرت امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں پڑھی اور ان کا درسِ قرآن سنا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ علامہ شبلی رحمہ اللہ نے درس کے بعد آکر بتایا کہ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ جب ”اللہ پاک“ کا لفظ زبان سے نکالتے تھے تو جی چاہتا تھا، سر ان کے قدموں میں رکھ دیا جائے۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۳۵۳)

## بریلوی علماء کا دعا کیلئے حاضر ہونا:۔

بریلوی مکتب فقہی کے ایک عالم دین (جو فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور مفتی ہیں) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے طالب علمی کے زمانے میں لوگوں سے صوفی عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی صالحیت اور قبولیت دعا کے واقعات سنے تو وہ سلام کرنے کی غرض سے ان کی خدمت میں (جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن) گئے۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 143/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



فرمایا: کیسے آئے؟۔ وہ گردن جھکائے خاموش بیٹھے رہے۔فرمایا: قرآن و حدیث پڑھنا چاہتے ہو؟۔ وہ اب بھی چپ رہے۔

صوفی صاحب رحمہ اللہ سمجھ گئے کہ یہ شخص دعا لینے آیا ہے۔فرمایا: جاؤ کسی بڑی مسجد کو تالا لگاؤ گے۔

مفتی صاحب کہتے ہیں، جب میں مروجہ علوم کی تحصیل سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ حکومت کے محکمہ اوقاف میں انہیں ایک بڑی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا گیا، اور یہ وہ منصب تھا جو انہیں صوفی صاحب رحمہ اللہ کی دعا کے نتیجے میں حاصل ہوا ۔( بہ روایت مولانا محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد)(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ،ص:۳۸۶۔۳۸۷)

## ہرمسلک میں باکمال ولی کا احترام:۔

(ولی باکمال صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کے انتقال کی خبر) نہایت اندوہناک خبر تھی جو تیزی کے ساتھ تاندلیاں والا شہر اور اس کے اردگرد کے دیہات میں پھیل گئی اور لوگ بہت بڑی تعداد میں غلہ منڈی میں پہنچ گئے، جہاں ان کی میت رکھی ہوئی تھی۔ ان میں ہر مسلکِ فقہی کے لوگ شامل تھے۔ اہلحدیث کے علاوہ دیوبندی اور بریلوی یہاں تک کہ شیعہ حضرات بھی اس مجمع کثیر میں موجود تھے۔ عورتیں بھی بہت بڑی تعداد میں وہاں آ گئی تھیں۔ ان کی وفات کا اعلان تمام مسالک فقہ کی مساجد میں ہوا، اور بے حد افسوسناک لہجے میں ہوا۔ بازار بند ہو گئے اور دکانوں کو تالے لگا دیئے گئے۔

تھوڑی دیر بعد تجہیز و تکفین بھی ہوگئی۔ چارپائی کے ساتھ بڑے بڑے بانس باندھ دیئے گئے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے ہاتھ لگا سکیں۔ نمازِ مغرب کے بعد حضرت میاں محمد باقر مرحوم ومغفور نے تاندلیاں والا کے کمیٹی باغ میں جنازہ پڑھایا۔ یہ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کا پہلا جنازہ تھا۔ جنازے میں شہر

Privacy

اور گردونواح کے ہزاروں کی تعداد میں لوگ شامل تھے، اہلحدیث بھی، دیو بندی بھی، بریلوی بھی اور شیعہ حضرات بھی......

ماموں کانجن میں حضرت کی وفات کی اطلاع دی جا چکی تھی۔ جنازے کے بعد میت کو سمندری کے راستے ماموں کانجن لے جایا گیا۔ سمندری میں اس حادثے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ وہاں چہرہ دیکھنے والے بے شمار لوگ جمع ہو گئے تھے۔ رات کے تقریباً دس بجے میت جامعہ تعلیم الاسلام (ماموں کانجن) پہنچی۔ وہاں ایک جم غفیر موجود تھا۔ ہر شخص کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ ہر متنفس افسردہ تھا۔

(صوفی عبداللہ رحمہ اللہ، ص: ۴۱۵-۴۱۶)

☆......☆......☆

# کتاب ''تاریخ اہلحدیث'' میں بڑوں کی سچی محبت کا سچا انداز

کتاب کا نام:۔ تاریخ اہلحدیث........ مرتبہ:۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

تقدیم: عبدالنور راغب سلفی...... ناشر:۔ مکتبہ الرحمن السّلفیہ، نیو سول لائن، سرگودھا (پاکستان)

## فرقۂ مرجیہ:۔

تاریخی سلسلہ کے ضمن میں فرقہ مرجیۂ کی ابتداء اور اس کے بانی اور اس کے مختلف مسائل کی نسبت کہ ارجاء کا اطلاق بحسب لغت کس کس مسئلہ پر آ سکتا ہے۔ مختصراً ذکر ہو چکا ہے اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ اس کی بعض صورتیں ائمہ اہلسنت کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہیں۔ البتہ مرجیہ خالصہ کا یہ قول کہ ایمان کے ہوتے معاصی و بدکرداریاں مضر نہیں ہیں۔ سراسر باطل اور قابل اعتراض ہے۔

اس موقع پر اس شبہ کا حل بھی نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیّدنا

WWW.UBQARI.ORG

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں۔ اور آپ رحمہ اللہ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ اور تورع پر گزری۔ جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۳۹)

## ارجاء اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔

بے شک بعض مصنفین نے (خدا ان پر رحم کرے) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں امام ابو یوسف امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد (رحمہم اللہ) کو رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کی طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے۔ لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔

اوّل۔ یہ کہ آپ پر بہتان ہے۔ آپ مخصوص فرقہ مرجیہ میں سے نہیں ہو سکتے۔ ورنہ آپ اتنے تقویٰ وطہارت پر زندگی نہ گزارتے، حوالجات ذیل ملاحظہ ہوں۔ (ا) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''**منہاج السنة**'' میں فرماتے ہیں۔

''**کما ان ابا حنیفة و ان کان الناس خالفوه فی اشیاء وانکروها علیه فلا یستریب احد فی فقهه و فهمه و علمه و قد نقلوا عنه اشیاء یقصدون الشناعة علیه وهی کذب علیه قطعا مثل مسئلة الخنزیر البری و نحوها منهاج السنة**'' (جلد اوّل، ص:۲۵۹ مطبوعہ مصر)

جس طرح کہ اگرچہ بہت لوگوں نے کئی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کی اور آپ پر ان امروں کا انکار کیا لیکن کوئی شخص بھی ان کی فقاہت اور فہم اور علم میں

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



شک نہیں کر سکتا۔ اور لوگوں نے آپ سے بہت سی ایسی چیزیں نقل کیں۔ جن سے ان کا مقصد آپ پر برائی تھوپنا تھا۔ حالانکہ وہ باتیں آپ پر قطعی طور پر جھوٹ ہیں مثلاً خنزیر برّی اور مثل اس کی دیگر مسائل۔

(ب) اسی طرح دوسرے موقع پر امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابوداؤد رحمہ اللہ، امام دارمی رحمہ اللہ و غیرہم ائمہ اہل سنت کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ رحمہ اللہ کے شاگردوں امام ابویوسف رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ، امام زفر رحمہ اللہ اور امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ لؤلوئی کا ذکر بھی ان کے ساتھ ہی کر کے سب کے علم و فضل اور اجتہاد کی تعریف کرتے ہیں۔ حالانکہ بعض مصنفین نے ان کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے

(منہاج السنۃ جلد اوّل، ص ۲۳۱-۲۳۲)

(ج) نیز فرماتے ہیں:۔ امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہم ائمہ سلف میں سے ہیں (منہاج السنۃ جلد دوم ص ۲۳۳)

کہاں تک گنتے جائیں۔ ''منہاج السنۃ'' ایسے حوالجات سے بھری پڑی ہے۔ اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں دیگر ائمہ سنت کی طرح نہایت ہی حسن ظن رکھتے ہیں۔

(۲) اسی طرح علامہ شہرستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''اور تعجب ہے کہ غسّان (مرجیوں میں سے فرقہ غسّانیہ کا پیشوا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی مثل اپنے مذہب کے نقل کیا کرتا تھا اور آپ رحمہ اللہ کو مرجیوں میں شمار کرتا تھا اور غالباً یہ جھوٹ ہے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۳۹-۴۰)

اسی طرح حافظ ذہبی رحمہ اللہ آپ کی جلالت شان کے بدل قائل ہیں۔ چنانچہ

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 147/286

آپ اپنی مایۂ ناز کتاب ''میزان الاعتدال'' کے شروع میں فرماتے ہیں۔''اور اسی طرح میں اس کتاب میں ان ائمہ کا ذکر نہیں کروں گا۔جن کی احکام شریعت (فروع) میں پیروی کی جاتی ہے کیونکہ ان کی شان اسلام میں بہت بڑی ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عظمت بہت ہے۔مثلاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ (**میزان الاعتدال** جلد اوّل، ص:۳ مطبوعہ لکھنؤ)

اسی طرح حافظ ذہبی رحمہ اللہ اپنی دوسری کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ کے ترجمہ کے عنوان کو معزز لقب امام اعظم سے مزین کر کے آپ رحمہ اللہ کا جامع اوصاف حسنہ ہونا ان الفاظ میں رقم فرماتے ہیں۔''**کان اماماً ورعاً عالما عاملا متعبدا کبیرالشان لایقبل جوائز السلطان بل یتجرو یکتب**''(**تذکرۃ الحفاظ**، ج:۱ص:۱۵۱)

آپ (دین کے) پیشوا۔صاحب ورع، نہایت پرہیز گار، عالم باعمل تھے (ریاضت کش) عبادت گزار تھے۔ بڑی شان والے تھے۔بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ تجارت کر کے اور اپنی روزی کما کر کھاتے تھے''

سبحان اللہ، کیسے مختصر الفاظ میں کس خوبی سے ساری حیات طیبہ کا نقشہ سامنے رکھ دیا ہے۔اور آپ رحمہ اللہ کی زندگی کے ہر علمی اور عملی شعبہ اور قبولیت عامہ اور غنائے قلبی اور حکام وسلاطین سے بے تعلقی وغیرہ وغیرہ فضائل میں سے کسی بھی ضروری امر کو چھوڑ نہیں رکھا۔

اسی طرح اسی کتاب میں امام یحیٰی بن معین رحمہ اللہ سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ میں کوئی عیب نہیں اور آپ کسی برائی سے

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

مہتم نہ تھے'' (امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جرح میں متشددین سے تھے، باوجود اس کے وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر کوئی جرح نہیں کرتے ۱۲ منہ......ص:۵۱)

تنبیہ: شاید آپ کے دل میں ان حوالجات کے بعد بھی یہ وسوسہ گزرے کہ ہوسکتا ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کو امام صاحب کے مرجیہ ہونے کا علم نہ ہو۔ سو اس کا مختصر اور مسکت جواب یہ ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ **"میزان الاعتدال"** میں امام مسعر رحمہ اللہ کے ترجمہ کے ضمن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے بزرگ استاد حمّاد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کا بالخصوص ذکر کر کے سب مذکورین سے الزام ارجاء کو اس طرح دفع کرتے ہیں۔

''مسعر بن کدام حجت ہیں۔ امام ہیں اور سلمانی کا یہ قول کہ مسعرؔ اور حمادؔ بن ابی سلیمان اور نعمان یعنی امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور عمرو بن مرّہ اور عبدالعزیز ابن ابی روّاد اور ابومعاویہ عمر بن ذرّ اور اس قسم کے دیگر بہت سے بزرگ جن کا ذکر اس نے کیا ہے۔ مرجیۂ میں سے ہیں قابل اعتبار نہیں ہے''۔

(میزان جلد دوم، ص: ۷۴ مطبوعہ لکھنؤ)

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ارجاء بہت سے بڑے بڑے علماء کا مذہب ہے پس مناسب نہیں کہ اس کے قائل پر حملہ کیا جائے (ص، ۷۰۴) اس فہرست میں دیگر بزرگوں کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے استاد حماد رحمہ اللہ کا بھی ذکر ہے جن کے مناسب حال یہ شعر ہے ؎

نہ تنہا من دریں مے خانہ مستم جنید و شبلی و عطار شد مست

(تاریخ اہلحدیث، ص: ۴۱-۴۲)

## خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے بعد خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو بھی دیکھئے۔ علوم حدیثیہ و تاریخیہ میں ان کے تجر د فضل و کمال اور احوال رجال سے

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



پوری آگاہی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ تہذیب التہذیب میں جو اصل میں امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب تہذیب کی تہذیب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں آپ رحمہ اللہ کی دینداری اور نیک اعتقادی اور صلاحیت عمل میں کوئی بھی خرابی اور کسر بیان نہیں کرتے۔ بلکہ بزرگان دین سے ان کی ازحد تعریف نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں'' **الناس فی ابی حنیفة حاسد و جاہل** '' یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق (بری رائے رکھنے والے) لوگ کچھ تو حاسد ہیں اور کچھ جاہل ہیں'' سبحان اللہ! کیسے اختصار سے دو حرفوں میں معاملہ صاف کردیا ہے۔

نیز حافظ صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ قاضی احمد بن عبدہ قاضی ''رے'' نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ہم ابن عائشہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اس نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک حدیث بیان کرکے کہا کہ تم لوگ اگر آپ کو دیکھ پاتے ضرور آپ کو چاہنے لگتے۔ پس تمہاری اور ان کی مثال ویسی ہے جیسے یہ شعر کہا گیا ہے۔ ؎ یعنی

**اقلوا علیھم ویلکم لا اباً لکم    من اللوم او سد وا المکان**
**الذی    سدوا**

یعنی ''لوگو! تمہارا برا ہو۔ تمہارے باپ مر جائیں۔ ان پر ملامت (کی زبان) کوتاہ کرو، ورنہ اس مکان کو پر کرو جس کو انہوں نے پر کیا تھا۔'' یعنی ویسے بن کر دکھاؤ، سبحان اللہ کیسے عجیب پیرائے میں اعلیٰ درجہ کی تعریف کی ہے۔(تاریخ اہلحدیث، ص:۴۲-۴۳)

## ایمان میں کمی بیشی اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔

ایمان میں کمی بیشی کے مسئلہ کا مدار ایمان واعمال صالحہ کے درمیان نسبت ہے۔ اس کی متعلق علماء اسلام میں اختلاف ہے جس کی تفصیل امام نووی رحمہ اللہ نے شرح

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 150/286

صحیح مسلم میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شرح صحیح بخاری میں بسط لکھدی ہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح کی کتاب الایمان کے شروع میں فرماتے ہیں:
**"باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس و ہو قول و فعل و یزید و ینقص"**
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا بیان کہ اسلام پانچ چیزوں پر بنایا گیا ہے اور وہ قول اور فعل ہے" اور وہ زیادہ بھی ہوتا ہے کم بھی ہوتا ہے۔
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ **"فالسلف قالوا ہو اعتقاد بالقلب و نطق باللسان و عمل بالارکان"**
"سلف امت کا قول ہے کہ ایمان اعتقاد قلبی اور شہادت زبانی اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے"
اور اس کے بعد فرماتے ہیں **"والمرجئۃ قالوا ہو اعتقاد و نطق فقط"** یعنی مرجیہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف اعتقاد اور شہادت کا نام ہے۔
علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ایمان کی تعریف کے متعلق اسلامی فرقوں کے اختلافات ذکر کیے ہیں۔ تیسرے فرقے کے اقوال کے ضمن میں نمبر اول پر فرماتے ہیں۔
**"الاول ان الایمان اقرار باللسان و معرفۃ بالقلب و ہو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللّٰہ و عامۃ الفقہاء و بعض المتکلمین"** (جلد ا، ص:۱۲۱ مصری) "کہ ایمان زبان سے اقرار کرنے اور دل کی معرفت کا نام ہے اور یہ قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور عام فقہاء کا اور

WWW.UBQARI.ORG

بعض متکلمین کا''

پس حضرت امام صاحب رحمہ اللہ پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ ان کا قول مرجیوں کے موافق ہے۔

علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ''**الملل و النحل**'' میں مرجیوں کے فرقوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو مرجیوں میں کیوں شمار کیا گیا؟

**''ولعل السبب فيه انه لما كان يقول الايمان هو التصديق بالقلب و هو لا يزيد ولا ينقص ظنوا انه يؤخر العمل عن الايمان و الرجل مع تحرجه فى العمل كيف يفتى بترك العمل وله سبب اخر و هو كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا فى الصدر الاوّل والمعتزلة يلقبون كل من خالفهم فى القدر مرجئا و كذلك و عيدية من الخوارج فلا يبعد ان اللقب انما لزمه من فريقى المعتزلة والخوارج و اللّٰہ اعلم''**

شاید اس کا سبب یہ ہو کہ چونکہ آپ یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ ایمان (اصل میں) تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے تو اس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ عمل کو ایمان سے مؤخر کرتے ہیں اور وہ مرد (خدا) یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عمل میں اس قدر پرہیز گار ہوتے ہوئے ترک عمل کا فتویٰ کس طرح دے سکتے ہیں اور اس کا سبب ایک اور بھی ہے کہ آپ قدریوں اور معتزلوں کے مخالف تھے جو صدر

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اوّل میں ظاہر ہوئے اور معتزلہ لوگ ہر اس شخص کو جو تقدیر کے متعلق ان کا مخالف ہو مُرجیؔ کہتے تھے۔ اسی طرح خوارج میں سے وعید یہ لوگ بھی۔ پس بعید نہیں کہ آپ کو یہ لقب ہر دو فریق معتزلہ و خوارج سے الزاماً ملا ہو واللہ اعلم۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۴۵۔۴۶)

## جملہ شرعیات ایمان شرعی میں داخل ہیں:۔

اگر چہ یہ امر حوالہ مذکورہ سے بھی ظاہر ہے لیکن ہم اس کی بابت ایک خاص حوالہ ذکر کرتے ہیں۔ جو اکثر علماء کی نظر میں نہ ہوگا۔

**"وقد حکی الطحاوی رحمہ اللّٰہ حکایۃ عن ابی حنیفۃ مع حماد بن زید ان حماد بن زید لما روی لہ حدیث ای الاسلام افضل الخ قال لہ الا تراہ یقول ای الاسلام افضل قال الایمان ثم جعل الھجرۃ والجہاد من الایمان فسکت ابوحنیفۃ رحمہ اللّٰہ فقال بعض اصحابہ الا تجیبہ یا ابا حنیفۃ قال بما اجیبہ و ھو یحدثنی بھذا عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم"**(ص:۲۸۱)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک واقعہ جو امام حماد بن زید رحمہ اللہ محدث کے ساتھ ہوا حکایت کرتے ہیں کہ جب حضرت حماد نے امام صاحب رحمہ اللہ کے پاس حدیث "**ای الاسلام**" روایت کی اور کہا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ سائل نے

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 153/286

آنحضرت سے سوال کیا" **ای الاسلام افضل** "تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الایمان پھر ہجرت اور جہاد کو بھی امور ایمان میں شمار کیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خاموش ہو گئے آپ رحمہ اللہ کے ایک شاگرد نے کہا آپ رحمہ اللہ اس کو جواب کیوں نہیں دیتے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا وہ مجھ کو اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سناتا ہے میں اس کو کیا جواب دوں۔

**وضاحت از محشی:۔**

کتاب شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السّلفیہ مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۲ یہ کتاب ۱۳۴۹ھ میں بامر سلطان ابن سعود ایدہ اللہ مکہ معظّمہ میں طبع ہوئی ہے۔ یہ حوالہ اس عاجز کو حاجی عبدالغفار صاحب تاجر کوٹھی حاجی علی جان صاحب مرحوم کے افادات سے ملا جبکہ میں سفر بمبئی سے دہلی واپس آیا۔ آہ آج حاجی عبدالغفار صاحب اس دنیا میں نہیں ہیں۔" **عامله الله برحمته الواسعة**"۔ میں عاجز ان کیلئے ہر شب ان کا نام لے کر مع بعض دیگر اصحاب کے مغفرت کی دعا کرتا ہوں بفضل اللہ تعالیٰ
(میر سیالکوٹی:

امام طحاوی رحمہ اللہ کے اس حوالے سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی تعظیم کرتے تھے۔ اس کے سامنے کس طرح گردن جھکا دیتے تھے۔ اور یہ بھی کہ آپ رحمہ اللہ نے از روئے شرع اعمال کو داخل ایمان تسلیم کر لیا۔ یا آپ آگے ہی تسلیم کرتے تھے۔" **ہذا وللہ الحمد**"۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۴۹۔۵۰)

**حوالہ غنیۃ الطالبین اور اس کا جواب:۔**

بعض لوگوں کو حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے حوالے سے بھی ٹھوکر لگی ہے کہ آپ نے حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ کو مرجیوں میں شمار کیا ہے۔ سو اس کا جواب ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ اپنے شیخ الشیخ حضرت سیّد نواب صاحب مرحوم کے حوالے سے دیتے ہیں جو انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

آپ دلیل الطالب میں بطور سوال و جواب فرماتے ہیں۔

سوال:۔ درغنیۃ الطالبین مرجیہ را در اصحاب ابی حنیفہ نعمان رحمہ اللّٰہ ذکر کردہ اند و کذا غیرہ فی غیرہ وجہ آن چیست؟

جواب: شاہ ولی اللّٰہ رحمہ اللّٰہ محدث دہلوی در تفہیمات الٰہیہ نوشتہ ارجاء دو گونہ است یکے ارجاء است کہ قائل را از سنت بیروں می کند۔ دیگر آنست کہ از سنت بیروں نمی کند۔ اول آن ست کہ معتقد آں باشد کہ ہر کہ اقرار بلسان و تصدیق بجنان کرد۔ ہیچ معصیت او را مضر نیست اصلاً و دیگر آنکہ اعتقاد کند کہ عمل از ایمان نیست و لیکن ثواب و عقاب بر آں مترتب ست و سبب فرق میان ہر دو آنست کہ صحابہ و تابعین اجماع کردہ اند بر عطیہ مرجیۂ و گفتہ اند کہ بر عمل ثواب و عقاب مترتب می شود۔ پس مخالف ایشان ضال و مبتدع است و در۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے تفہیمات الٰہیہ میں لکھا ہے کہ ارجاء دو قسم پر ہے۔ ایک ارجاء ایسا ہے کہ قائل کو سنت سے نکال دیتا ہے دوسرا وہ ہے جو سنت سے نکالتا نہیں۔ اول یہ ہے کہ کوئی اس بات کا معتقد ہو کہ جس شخص نے زبان سے اقرار کر لیا اور دل سے تصدیق کر لی اس کو کوئی معصیت بالکل ضرر نہیں دے گی۔

اور دوم یہ کہ اعتقاد کرے کہ عمل ایمان کی جز نہیں ہے لیکن ثواب وعقاب ان پر مترتب ہوتے ہیں اور دونوں (قسموں) میں فرق کرنے کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے مرجیہ کے خطا ہونے پر اور ان (صحابہ اور تابعین) کا قول ہے کہ عمل پر ثواب اور عقاب مترتب ہوتا ہے۔

مسئلہ ثانیہ: اجماع سلف ظاہر نشدہ بلکہ دلائل متعارضست بعض آیات و احادیث و اثر دلالت می کنند براں کہ ایمان غیر عمل ست و لبسیارے از دلیل دال ست برآں کہ اطلاق ایمان بر مجموع قول و فعل ست و این نزاع راجع می شود بسوئے لفظ۔ بجہت اتفاق ہمہ براں کہ عاصی از ایمان خارج نمی شود اگرچہ مستحق عذاب ست و صرف دلائل دالّہ برآں کہ ایمان عبارت از مجموع ایں چیزہا است از ظواہرش بادنے عنایت ممکن ست انتہی۔

پس ان (صحابہ اور تابعین) کا مخالف گمراہ اور بدعتی ہے اور دوسرے مسئلہ میں سلف کا اجماع ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ دلائل متعارض ہیں۔ بعض آیات واحادیث اور آثار (صحابہ) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان غیر عمل ہے اور اکثر دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان کا اطلاق قول وعمل پر ہے اور یہ نزاع (محض) لفظ کی طرف رجوع کرتی ہے یعنی لفظی ہے بوجہ اس کے کہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ عاصی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ اگرچہ مستحق عذاب ہے اور

ان دلائل کو پھیرنا جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان ان سب چیزوں (عقائد و اعمال) کا نام ہے ادنیٰ توجہ سے ممکن ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اس حوالے کے بعد حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور اپنی طرف سے اس پر تبصرہ کہتے ہیں:

وازینجا معلوم شد کہ مرادِ حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللّٰہ اور مرجیه بودن اصحاب ابی حنیفه رحمه اللّٰه ثانی شق ست ولا غبار علیه اگرچه ارجح از روئے نظر در دلائل ہماں مذہب اہلحدیث ست که ایمان عبارت ست از مجموع اقرار تصدیق و عمل به قال القاضی ثناء اللّٰه فی مالا بدمنه" **فاندفع الاشکال و صفی مطلع الهلال و بالله التوفیق**"(ص:۱۶۵-۱۶۶)

حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی مراد شق ثانی ہے۔ اور اس پر کوئی غبار نہیں۔ اگر چہ دلائل پر نظر رکھنے سے اہلحدیث کا مذہب ہی راجح ہے کہ ایمان مجموع اقرار اور تصدیق اور عمل کا نام ہے۔ اور قاضی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ حنفی نے بھی "**مالا بدمنه**" میں یہی کہا ہے۔ پس مشکل دور ہوگئی اور ہلال کا مطلع صاف ہو گیا۔ اور توفیق خدا سے ہے۔ (ص:۱۶۵-۱۶۶)

(تاریخ اہلحدیث، ص:۵۰-۵۱)

## امام اعظم رحمہ اللہ سے محبت کی ضرورت:۔

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



فیض ربانی: ہر چند کہ میں سخت گنہگار ہوں۔ لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابوعبداللہ عبید اللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی کی صحبت و تلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگان دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین رحمہم اللہ سے حسن عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے۔ اس لیے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے کوئی فیض اس ذرہ بیمقدار پر نازل کر دیتا ہے۔ اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلہ کیلئے کتب متعلقہ المباری سے نکالیں۔ اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق تحقیقات شروع کیں تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آ گیا۔ جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا۔ یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ''**ظلمت بعضها فوق بعض**'' کا نظارہ ہو گیا۔ معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو۔ میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کیے۔ وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔ اس وقت سے میری حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معارج قدسیہ آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے فرماتا ہے'' **افتمارونه علی ما یری**''۔ میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ **ہذا واللہ ولی الہدایۃ**۔

## خاتمۃ الکلام:۔

www.UBQARI.ORG

اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگان دین سے خصوصاً ائمہ متبوعین رحمہم اللہ سے حسن ظن رکھیں۔ اور گستاخی اور شوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں۔ کیونکہ اس کا نتیجہ بہر دو جہان میں موجب خسران و نقصان ہے۔" **نسئل اللہ الکریم حسن الظن والتادب مع الصالحین و نعوذ باللہ العظیم من سوء الظن بہم و الوقیعۃ فیہم فانہ عرق الرفض والخروج علامۃ المعارقین ولنعم ماقیل"** ؎

ازخدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم شداز لطف رب

خاک پائے علماء متقدمین ومتاخرین حافظ محمد ابرہیم میر سیالکوٹی)

(تاریخ اہلحدیث، ص:۵۱۔۵۲)

## ائمہ کا گستاخ شیخ الکل کی نظر میں:۔

مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں میں کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمہ اللہ سے علم منطق کی تحصیل کرتا تھا۔ اختلاف مذاق ومشرب کے سبب احناف سے میری گفتگو رہتی تھی۔ ان لوگوں نے مجھ پر یہ الزام تھوپا کہ تم اہلحدیث لوگ ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرتے ہو۔ میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سیّد نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ رحمہ اللہ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے چھوٹا رافضی جانتے ہیں۔ ۲ ؎ علاوہ بریں میاں صاحب مرحوم معیار الحق میں حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں" **امامنا و سیّدنا ابوحنیفۃ النعمان افاض اللہ علیہ شابیب العفو والغفران"** (ص:۲) نیز فرماتے ہیں ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں اور آیۂ کریمہ ان

اکرمکم عند اللّٰہ ا تقٰکم زینت بخش مراتب ان کیلئے ہے"
(ص:۵)وضاحت ازمحشی (تاریخ اہلحدیث،ص:۵۲)

## امام صاحب کی ثقاہت:۔

جن کو آپ کے شاگردوں میں سے سب سے پہلے امام ابویوسف رحمہ اللہ نے اور پھر امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں جمع کیا۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں۔

"**وکان ابوحنیفۃ رضی اللّٰہ عنہ الزمہم مذہب ابراہیم و اقرانہ لایجاوزہ الا ماشاء اللّٰہ و کان عظیم الشان فی التخریج علی مذہبہ دقیق النظر فی وجوہ التخریجات مقبلا علی الفروع اتم اقبال**"

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (حضرت) ابراہیم (نخعی رحمہ اللہ) اور آپ کے ہم زمانہ کے مذہب کو ان سب سے زیادہ لازم پکڑنے والے تھے۔ اس سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ الا ماشاء اللہ۔ اور آپ کے مذہب پر تخریج کرنے میں بڑی شان رکھتے تھے۔ اور وجوہ تخریجات میں بڑی باریک نظر والے تھے۔ (اور) فروع میں پوری توجہ سے متوجہ تھے۔" (حجۃ اللہ مصری ج ۱، ص:۱۴۵)

آپ رحمہ اللہ کے بعد آپ رحمہ اللہ کے لائق و مشہور شاگردوں میں سے امام ابویوسف رحمہ اللہ عہد رشیدی میں عہدہ قاضی القضاۃ پر متعہد ہوئے جس سے آپ رحمہ اللہ کے اقوال مخرجہ کو بہت فروع ہوا۔ اور وہ ایک مستقل مذہب قرار پایا چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ عبارت بالا کے تھوڑا آگے فرماتے ہیں:

WWW.UBQARI.ORG

"وكان اشهر اصحابه ذكراً ابو يوسف رحمه الله فولى قاضى القضاة ايام هارون الرشيد فكان سببا لظهور مذهبه والقضاء به فى اقطار العراق و خراسان و ماوراء النهر" (حجة الله مصری جلد ۱، ص: ۱۴۵)

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے زیادہ شہرت والے (امام) ابو یوسف رحمہ اللہ تھے۔ وہ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں عہدۂ قاضی القضاہ کے متولی ہوئے تو وہ آپ کے مذہب کی شہرت اور اس کی وجہ سے قضاء کے ملنے کا سبب ہوئے عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں"۔

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ۱۵۰ھ میں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ۱۵۰ھ میں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ ۱۸۱ھ میں اور امام محمد بن حسن رحمہ اللہ ۱۸۹ھ میں فوت ہوئے رحمہم اللہ اجمعین۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۷۴-۷۵)

## امام شافعی رحمہ اللہ:۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کے سال یعنی ۱۵۰ھ میں امام شافعی رحمہ اللہ پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں قرآن شریف اور دس سال کی عمر میں مؤطا امام مالک رحمہ اللہ حفظ کرلیا۔ (تہذیب التہذیب ۱۲)

پھر مدینہ طیبہ میں جا کر خود امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا اور حدیث وفقہ میں یکتائے زمانہ ہوگئے۔ حتیٰ کہ پندرہ سال کی عمر میں اپنے اساتذہ مثل مسلم بن خالد رحمہ اللہ کے سامنے فتویٰ دینے لگے اور وہ آپ رحمہ اللہ کی تصدیق کرتے تھے۔

آپ رحمہ اللہ نے ہر دو مذاہب (حنفی و مالکی) کو محدثانہ نظر سے دیکھ کر ان میں اصولی طور پر ایسے امور پائے۔ جو ان کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نظر آئے۔

اس لیے آپ رحمہ اللہ نے اصول حدیث کے متعلق بہت کچھ چھان بین کی اور اصول فقہ کی بنیاد ڈالی۔ کہ قرآن و حدیث سے اس طرح استنباط کرنا چاہیے اور مختلف احادیث کو اس طرح جمع کرنا چاہیے۔ اور قرآن شریف کی آیت اور حدیث کو اس طرح جمع کرنا چاہیے۔

پس آپ کا طریقہ اجتہاد ہر دو مذاہب سے مختلف ہوا۔ تو آپ رحمہ اللہ کا مذہب بھی مستقل مانا گیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات خلیفہ مامون کے عہد میں ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ (تاریخ اہلحدیث، ص:۷۵)

## امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:۔

امام مالک رحمہ اللہ و امام شافعی رحمہ اللہ کے بعد حدیث بہت منتشر ہوگئی اور تصانیف بھی عام ہوتی گئیں۔ حتیٰ کہ امام احمد رحمہ اللہ کا زمانہ آیا تو آپ رحمہ اللہ کے پاس اتنا ذخیرۂ حدیث جمع ہوگیا۔ کہ کسی کے پاس نہ ہوا تھا۔ انہوں نے صرف روایات کو پیش نظر رکھا۔ اور دائیں بائیں نظر کرنے کی حاجت نہ سمجھی۔ اس لیے خالص احادیث اور آثار کی اتباع کرنے کے سبب آپ رحمہ اللہ کا مذہب الگ گنا گیا۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں۔

**”وکان اعظمہم شانا و اوسعہم روایۃ و اعرفہم للحدیث مرتبۃ و اعمقہم فقہا احمد بن حنبل“**

**(حجۃ اللہ مصری باب الفرق بین اہل الحدیث واہل الرائے جلد اوّل، ص:۱۴۹)**

”سب سے بڑی شان والے اور وسیع روایت والے اور حدیث شریف کے مراتب کو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور فقاہت میں سب سے گہرے امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ ہوئے“

امام احمد رحمہ اللہ کی وفات ۲۴۰ یا ۲۴۱ھ میں ہوئی۔ امام احمد صاحب رحمہ اللہ

5/26/22, 7:09 PM | اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کے وقت تک علم حدیث کی بہت شہرت ہوگئی۔ تصانیف بھی کثرت سے ہونے لگیں۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۷۵-۷۶)

## امام مالک رحمہ اللہ بن انس رضی اللہ عنہ (امام دارالہجرۃ)

اب ہم اپنی تاریخ میں اس ممتاز ہستی کے بیان پر آ پہنچے ہیں جن کی تصنیف آج تک زندہ اور علماء وطلباء حدیث کے ہاتھوں میں متداول ہے۔ اور اپنے بعد کی تصانیف کیلئے بمنزلہ ماں کے سمجھی جاتی ہے۔

وہ اپنے زمانہ تصنیف سے آج تک یعنی بارہ سو سال تک اسلامی دنیا کے ہر قطر میں برابر شہرت وقبولیت اور اعتبار وفضیلت کے ساتھ چلی آئی ہے اس سے ہماری مراد مؤطا امام مالک رحمہ اللہ ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا پایہ اس قدر بلند ہے کہ مجھ ایسے ناقابل کا آپ کی تعریف میں قلم اٹھانا ایک قسم کی جرأت اور ترک ادب ہے۔ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم لکھنوی ''**تعلیق ممجد**'' میں فرماتے ہیں۔

''الفائدة الثانية فی ترجمة الامام مالک و ما ادراک ما مالک امام الائمه و مالک الازمة راس اجلة دارالهجرة۔ قد وة علماء المدينة الطيبة يعجز اللسان عن ذکر اوصافه الجليلة و يقصر الانسان عن ذکر محاسنه الحميدة وقد اطنب المورخون فی تواريخهم والمحدثون فی تواليفهم فی ذکر ترجمة و ثناء و صنف جمع منهم رسائل

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 163/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



مستقلة فی ذکر حالاته۔ الخ۔ (ص:۱۳)

امام مالک رحمہ اللہ کی بابت تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہیں؟ اوران کا کیا پایہ ہے؟ وہ اماموں کے امام ہیں اور (علم کی) باگ کے مالک، بزرگان دارالہجرۃ کے سر (تاج) ہیں اور علماء مدینہ طیبہ کے پیشوا۔ آپکے اوصاف جمیلہ کے ذکر سے زبان عاجز ہے۔ اور آپ کے محاسن حمیدہ کے بیان سے انسان قاصر، مورخین نے اپنی تواریخ میں اور محدثین نے اپنی تصانیف میں آپ رحمہ اللہ کا ذکر اور ثناء بہت لمبا بیان کیا ہے اور ان میں سے ایک جماعت نے آپ رحمہ اللہ کے حالات میں مستقل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔"

اسی طرح امام عبدالرحمن بن علی رحمہ اللہ الشیبانی المتوفی ۹۴۴ھ "تیسیر الوصول" میں فرماتے ہیں۔

ہو امام الحجاز بل امام الناس فی الفقه والحدیث و کفاہ فخرا ان الشافعی رحمه الله من اصحابه (ص:۷)

"آپ فقہ اور حدیث میں حجاز کے بلکہ تمام (جہان کے) لوگوں کے امام ہیں۔ اور آپ رحمہ اللہ کے فخر کیلئے یہ کافی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ آپ کے (ارشد) شاگردوں میں سے ہیں"

امام شافعی رحمہ اللہ کی شخصیت امامت حدیث وفقہ میں محتاج بیان نہیں۔ آپ اپنے استاد بزرگ امام مالک رحمہ اللہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

"اذا ذکر العلماء فمالک النجم و ما احد امنُّ علی فی علم الله من مالک رحمة الله علیه" (مصفی، ص:۳)

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 164/286

"جب علماء کا ذکر ہو تو امام مالک (ان میں) روشن ستارہ ہیں اور مجھ پر علم الٰہی میں امام مالک رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں ہے۔

اسی طرح امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جو جرح وتعدیلِ رجال کے مسلم امام اور مشہور نقاد ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ و امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہم اجلّہ محدثین کے استاد ہیں کہتے ہیں۔

**کان مالک من حجة اللّٰہ علی خلقه** یعنی امام مالک رحمہ اللہ خدا کی خلقت پر خدا کی ایک حجت تھے۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ "مصفیٰ" میں فرماتے ہیں۔

اہل نقل اتفاق دارند بر آنکہ چوں حدیث بروایت او ثابت شد بذروۂ اعلیٰ صحت رسید (ص:۷)

علماء حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جب کوئی حدیث آپ (امام مالک رحمہ اللہ) کی روایت سے ثابت ہوگئی۔ تو بس صحت کے نہایت بلند کنگرے پر پہنچ گئی۔"

قاضی ابن خلکان نے آپ کے حالات میں آپ کا قول نقل کیا ہے۔

**وقال مالک قل رجل کنت اتعلم منه ما مات حتیٰ یجیئنی و یستفیدنی** (جلد اوّل، ص ۴۳۹)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کم ہوگا جس کسی سے میں نے کچھ سیکھا ہو اور وہ فوت ہو گیا ہو۔ حتیٰ کہ میرے پاس آئے اور مجھ سے کچھ دریافت کرے۔"

**ولادت:۔**

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



آپ بعہد بنی امیّہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں ۹۳ھ میں **مدینۃ الرسول** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ اس سے پہلے سنہ میں مسلمانوں نے سپین فتح کیا تھا۔

(فتوح البلدان)

نسب: آپ عرب کے معزز قبیلہ ذی اصبح میں سے ابو عامر کی اولاد سے ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر رحمہ اللہ ورضی اللہ عنہم۔

۱۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مصفی میں لکھا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ اور سوائے غزوۂ بدر کے سب غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فدائیوں میں شامل ہو کر آپ کے ساتھ رہے۔

۲۔ امام صاحب رحمہ اللہ کے جد امجد کہ ان کا نام بھی "مالک" ہے۔ کبار تابعین اور ان کے علماء سے ہیں۔ آپ کو حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت حسانؓ وغیرہم صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اور پھر آپ سے آپ کے تینوں بیٹوں انس (والد امام مالک رحمہ اللہ) ابو سہیل نافع اور ربیع نے اور دیگر بہت لوگوں رحمہم اللہ نے روایت کی۔ امام نسائی رحمہ اللہ وغیرہ نے آپ کو ثقہ کہا، ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی تاریخ صغیر میں آپ کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جو ۷۰ھ اور ۸۰ھ کے درمیان فوت ہوئے۔

آپ ان چار جانباز وفاداروں میں سے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا کر قبرستان میں لے گئے تھے۔ حالانکہ وہ وقت نہایت خوف اور بھاری فتنہ کا تھا۔ اور باغیوں کے ڈر سے کسی کو اٹھانے کی جرأت نہ پڑتی تھی۔

۳۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا چچا ابو سہیل رحمہ اللہ بھی ثقات تابعین سے ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے ان سے بھی بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 166/286

ان حالات سے معلوم ہو گیا کہ امام مالک رحمہ اللہ بزرگوں کی اولاد اور خاندان اہل علم سے ہیں۔

حلیہ:۔آپ رحمہ اللہ دراز قامت، بزرگ سر۔ اصلح (جس کے تالو پر بال نہ ہوں) نہایت سفید رنگ مائل بسرخی یعنی خوب گوری رنگت کے (حسين ماه جبين) تھے۔نہایت صاحب وجاہت و باوقار تھے۔مجلس میں حاضرین آپ کے رعب کی وجہ سے زیادہ گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۵۲۔۲۵۴)

## امام مالک رحمہ اللہ سے حسنِ عقیدت:۔

امام مالک رحمہ اللہ کی جلالت قدر اور عظمتِ شان جو خاکسار ہیچمد ان کے دل میں ہے۔اس کے لحاظ سے اور جس صفائی اور ثقاہت کے ساتھ آپ کی زندگی کے حالات اور آپ کے علمی کمالات وخدمات معلوم ہو چکے ہیں اس کے رو سے بحر طبیعت میں موجیں اُٹھتی تھیں۔کہ آپ کے حالات خوب سیر دل ہو کر لکھوں۔لیکن موضوع باب کو ملحوظ رکھ کر طوالت سے بچنا چاہتا تھا۔مگر انتخاب میں دقت واقع ہوتی تھی، کہ کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں، کیونکہ ہر امر جزوی کی نسبت خیال آتا تھا کہ اس کی یہ ضرورت ہے اور اس کا یہ فائدہ ہے۔آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں شدت اشتیاق اور کثرت معلومات اور عظمتِ شان سے محوِ حیرت ہو گیا۔اور کئی روز کے بعد یہ خیال جما کہ اس امام ہمام عالی مقام کے حالات کی تفصیل سے اتر کر اختصار میں پڑھنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ آپ رحمہ اللہ کی تعریف وتوصیف سے اپنا عجز ظاہر کر دوں۔

اس خیال کو رکھ کر پھر دوبارہ کتابوں کا مطالعہ شروع کیا کہ اگر مجھ سے پیشتر کسی بزرگ نے اس طریق پر آپ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہو۔تو اس کا نقل کر دینا اپنے الفاظ عجز کی نسبت زیادہ مؤثر ہوگا۔الحمد للہ کہ میری پڑتال و ورق گردانی کی محنت ٹھکانے لگی۔اور گوہر مقصود ہاتھ آ گیا۔مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کی عبارت جو متن میں نقل کی گئی ہے ”احب الصالحين و لست

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



**منہم، لعل اللہ یرزقنی صلا حا**"۔ خداوند! امام مالک رحمہ اللہ کو ہماری طرف سے اور تمام محدثین کی طرف سے اتنی جزائیں عطا کر کہ میزان میں زیادتی کی گنجائش باقی نہ رہے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۲۵۲)

## رواداری اور اعتدال پسندی:۔

اسی زمانہ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا آفتاب مجددیت بھی نور افگن تھا اور بدعات کے بادل ہوا ہو رہے تھے۔

چونکہ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ احیائے سنت و رد بدعت میں نہایت سرگرم تھے۔ اس لیے حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ کو آپ رحمہ اللہ سے بعض امور کی وجہ سے جو ان کی نظر میں بوجہ تقلید و اختیار تصوف مروجہ کے معیوب نہ تھے۔ کچھ نقار تھا لیکن اخیر عمر میں جب خدا تعالیٰ نے طبیعت سے پردہ اٹھا دیا۔ اور حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے طریق عمل کی راستی مشہور ہوگئ تو سب غبار و نقار جاتا رہا۔ اور ایسی صفائی حاصل ہوئی کہ باید و شاید۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ خود حضرت خواجہ حسام الدین رحمہ اللہ خلیفہ حضرت شاہ باقی باللہ صاحب (قدس اللہ اسرارہم) کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

> ان ایام میں شیخ احمد (رحمہ اللہ) کی نسبت فقیر کی صفائی حد سے بڑھ گئی ہے۔ ہرگز بشریت کا پردہ اور طبیعت کا حجاب باقی نہیں رہا۔ عقل و انصاف و طریقت سے قطع نظر کر کے (یوں بھی) ایسے بزرگواروں اور عزیزوں کی برائی کوئی مناسب نہیں۔ اور (میرے) باطن میں بطریق ذوق و وجدان و غلبۂ (حال) ایسا کچھ آ گیا ہے کہ زبان اس کے ذکر سے گونگی ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو دلوں کا پھیرنے والا اور احوال کا بدلنے والا ہے۔ شاید ظاہر بین لوگ اس بات کو بعید جانیں میں نہیں جانتا کہ (میرا) کیا حال ہے اور کس طور پر ہے۔ "عالم بے خودی و حیرت طاری

ہے"( انتہی مترجم از اتحاف،ص:۳۰۵)

سبحان اللہ! ہمارے بزرگان دین کے دلوں میں کیسی صفائی تھی۔اور وہ کس قدر صادق الاحوال تھے۔کہ جب اپنی غلطی یا دوسرے بھائی کی بے گناہی معلوم ہوئی تو فوراً اس سے رجوع کر کے اس کا اعلان کر دیا اور اس پر اصرار وضد ہرگز نہیں کی۔ خداوند! ہم کو بھی ایسے پاک باطن نصیب کر" آمین"

مجھ عاجز کو آپ رحمہ اللہ کے علم وفضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔آپ رحمہ اللہ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔

(تاریخ اہلحدیث،ص:۲۷۳۔۲۷۴)

## استادِ پنجاب حافظ محدث عبدالمنان وزیر آبادی

### ائمہ کا ادب اور بے تعصبی:۔

آپ ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے چنانچہ آپ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بے ادبی کرتا ہے۔اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔بعض متشدد لوگ آپ سے حدیث پڑھنے آتے مگر یہ شرط کر لیتے کہ حدیث تو آپ رحمہ اللہ سے پڑھیں گے لیکن نماز آپ رحمہ اللہ کے پیچھے ادا نہیں کریں گے۔آپ رحمہ اللہ اس شرط کو بخوشی منظور فرما لیا کرتے۔

بعض عقیدت مند مقتدی اس پر سوال کرتے کہ آپ رحمہ اللہ ایسے لوگوں کو کیوں پڑھاتے ہیں جو نماز میں آپ رحمہ اللہ کی اقتداء پسند نہیں کرتے۔اس کے جواب رحمہ اللہمیں آپ فرماتے کہ بھائی یہ ان کی نگاہِ انتخاب ہے۔انہوں نے مجھے جس قابل پایا اس کا فائدہ اٹھانا چاہا۔اگر ان کی قسمت میں سعادت لکھی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو اتباعِ سنت کی راہ دکھا دے گا۔چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایسے متشدد شاگرد رو رو کر آپ رحمہ اللہ کے پاؤں پر گر پڑتے اور اپنی خطائیں معاف کراتے۔ (تاریخ اہلحدیث، ص: ۳۰۲۔۳۰۳)

☆......☆......☆

# کتاب ''قافلہ حدیث'' میں رواداری کی باتیں

نام کتاب:۔قافلہ حدیث..... مصنف:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مکتبہ قدّوسیہ اُردو بازار۔لاہور

## مولانا سیّد امیر علی ملیح آبادی:۔

(وفات ۱۹۱۹ء) مولانا سیّد امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ متحدہ ہندوستان کے بہت بڑے عالم، بہت بڑے مفسر قرآن، بہت بڑے مدرس، بہت بڑے مصنف اور بہت بڑے مترجم تھے۔ ۱۲۷۴ھ (۱۸۵۸ء) کو ہندوستان کے صوبہ یوپی کے مشہور قصبے ملیح آباد میں پیدا ہوئے۔

## جدل ومناظرے سے نفرت:۔

جدل ومناظرے سے مولانا کو نفرت تھی۔بعض اہل علم کی طرح حجت نہیں کرنے لگتے تھے۔اپنی دلیل بیان کر کے خاموش ہو جاتے تھے۔ایک مرتبہ مولانا عبداللہ صاحب غازی پوری مرحوم ومغفور سے ایک دقیق مسئلے میں گفتگو ہو پڑی۔ دونوں متبع سنت اور سنجیدہ تھے۔یہ گفتگو بڑی دلچسپ تھی۔دونوں نے صرف دو دو مرتبہ تقریر کی اور جب کسی فیصلے پر پہنچ نہ سکے تو اس طرح خاموش ہو گئے گویا کوئی بحث تھی ہی نہیں۔

(قافلہ حدیث، ص: ۳۰)

## علمائے بریلوی واہلحدیث ایک اسٹیج پر:۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 170/286

وعظ میں بسا اوقات مولانا نور حسین رحمہ اللہ کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں۔ یہی اثر ان کے سامعین پر پڑتا تھا۔ ان کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

وعظ میں مسلک اہلحدیث کی حقانیت وہ نہایت سادہ اور آسان الفاظ میں مؤثر طریقے سے بیان کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گوجرانوالہ سے متصل موضع ”کھوکھر کے“ میں بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث کا مشترکہ جلسہ ہوا۔ صدر جلسہ بریلوی مسلک کے بزرگ تھے اور پہلی تقریر مولانا نور حسین گھرجاکھی کی تھی جو ایک گھنٹہ جاری رہی۔ تقریر ختم ہوئی تو صدر جلسہ نے ان کی تقریر کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہابی اسی قسم کے ہوتے ہیں جس کا ذکر مولانا نور حسین رحمہ اللہ نے کیا ہے تو مجھے آج سے وہابی سمجھا جائے۔ (قافلہ حدیث، ص:٦١)

## اختلاف رائے کے باوجود احترام:۔

مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ سے مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ کا بے پناہ تعلق تھا۔ مولانا ثناء اللہ ١٨٦٨ء میں پیدا ہوئے جب کہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کا سن ولادت ١٨٧٤ء ہے، اس طرح وہ مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ سے عمر میں چھ سال بڑے تھے اور بڑا ہونے کی بناء پر مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ ان کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان کی ایسی باتیں بھی اطمینان سے سنتے اور برداشت کرتے تھے جو ان کے فکر و عمل کے مطابق نہیں ہوتی تھیں۔ (قافلہ حدیث، ص:٨٩)

## دو مشائخ کا دورہ تفسیر:۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے، آزادی وطن سے پہلے اور اس کے بعد برصغیر پاک و ہند کے صرف دو شہروں میں دو علمائے کرام سال میں تین مہینے دورۂ تفسیر قرآن پڑھانے کا التزام کرتے تھے، اور وہ تھے لاہور میں مولانا احمد علی رحمہ اللہ اور سیالکوٹ میں مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ۔

یکم رجب سے رمضان کی آخری تاریخ تک یہ دونوں بزرگانِ عالی مقام فارغ التحصیل حضرات کو تفسیر پڑھاتے تھے، دور ونزدیک سے شائقین آتے اور ان کے درس قرآن میں شریک ہوتے تھے۔ اس میں فقہی مسلک کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ اہلحدیث طلباء مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ سے اور حنفی طلباء مولانا محمد ابراہیم صاحب سے استفادہ کرتے تھے۔

## ائمہ کرام کا ادب وعلمی خدمت:۔

**احکام المرام باحیاء مآثر علماء الاسلام:** اس کتاب میں بائیس فقہا ومحدثین کے حالات بیان کیے گئے ہیں، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ، امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ، امام دارمی رحمہ اللہ، امام دارقطنی رحمہ اللہ، امام بیہقی رحمہ اللہ، امام طحاوی رحمہ اللہ، امام نووی رحمہ اللہ، اپنے موضوع کی یہ نہایت اہم کتاب ہے جو ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی دفعہ ۱۹۰۶ء میں طبع ہوئی تھی۔ دوسری دفعہ پاکستان کے مشہور مصنف ومحقق جناب محترم طالب ہاشمی صاحب نے جولائی 1991ء (محرم ۱۴۰۲ھ) میں طبع کرائی۔ (قافلہ حدیث، ص: ۱۱۴)

## مولانا ابوبکر (غزنوی) کے موافقین ومخالفین:۔

کسی کو ان سے اختلاف ہوگا، کسی کو اتفاق، کوئی ان کا معتقد ہوگا، کوئی مخالف...... اور دنیا میں ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے، نہ سب کسی سے متفق ہوتے ہیں، نہ سب کسی کی مخالفت کرتے ہیں۔ موافقت اور مخالفت کا سلسلہ برابر چلتا ہے۔ جس نے کسی سے اتفاق کیا، اس نے بھی اس کی حیثیت کو مان لیا اور جس نے اختلاف کیا اس نے بھی مان لیا۔ بلکہ میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ اختلاف کرنے والے نے اتفاق کرنے والے کی بہ نسبت اسے زیادہ مانا اور زیادہ اہمیت دی۔ اس میں کوئی کمال

تھا تو اس سے اختلاف کیا گیا اور اس کے افکار وتصورات کے بارے میں اہل علم کی رائے میں تغیر رونما ہوا۔

ابوبکر صاحب کا سلسلہ نسب یہ ہے: ابوبکر بن مولانا محمد داؤد بن مولانا عبدالجبار بن مولانا عبداللہ بن محمد بن محمد بن محمد شریف رحمہم اللہ......! یہ تمام حضرات اپنے اپنے وقت میں علم ومعرفت کی دولت سے مالا مال اور مرجع خلائق تھے۔ (قافلہ حدیث،ص:۱۴۲)

## اختلافی مسائل میں خوبصورت اسلوب:۔

درس میں یا وعظ میں اختلافی مسائل بیان کرنے سے حتیٰ الامکان گریز کرتے۔ اگر کسی اختلافی مسئلے کے بیان و وضاحت کی ضرورت ہوتی تو خوبصورت اسلوب میں اس کو منقح کرنے کی سعی فرماتے۔ لڑائی جھگڑے اور بحث ومناظرے کی راہ پر نہ آتے۔ (قافلہ حدیث،ص:۱۷۹)

## با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب:۔

تمام ائمہ کرام اور علمائے دین کا نام نہایت احترام سے لیتے۔ کسی سے اظہار اختلاف ضروری ہوتا تو بے حد تکریم کے الفاظ میں کرتے، انتہائی شائستگی اور بہ درجہ غایت اکرام کے لہجے میں......! ائمہ فقہ اور اہل علم کے باہمی فقہی اختلافات کا ذکر بھی نہایت نرم اسلوب کلام اور انتہائی اعتدال واحتیاط کے ساتھ کرتے۔

اپنے اساتذہ کی بے حد عزت کرتے۔ نہ ان کے برابر بیٹھتے، نہ ان کی موجودگی میں درس دیتے، نہ جمعہ کی جماعت کراتے، نہ اونچا بولتے۔ نہایت مؤدب اور دوزانو ہو کر نظر نیچی کر کے ان کے حضور بیٹھتے۔ اپنے شاگردوں کی موجودگی میں اپنے اساتذہ کی جوتیاں اٹھاتے۔ فرماتے با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب۔

(قافلہ حدیث،ص:۱۸۱)

## حلقۂ تعارف اور دائرہ متعلقین:۔

یہ سلسلہ بہت وسیع تھا جو پاکستان اور ہندوستان بلکہ بنگلہ دیش میں بھی دور تک

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



پھیلا ہوا تھا۔ ان کی زندگی کا زیادہ عرصہ ہندوستان میں گزرا اس لیے ان کے ذاتی رابطے زیادہ تر وہیں کے حضرات سے تھے۔

اسی طرح اکابر دیوبند میں سے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور قاری محمد طیب رحمہ اللہ سے، جمعیت علمائے ہند کے رہنماؤں میں سے مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ، مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ اور مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی رحمہ اللہ وغیرہ سے، اکابر جامعہ ملیہ میں سے ڈاکٹر ذاکر حسین خاں اور ان کے ساتھیوں سے، اکابر ندوۃ العلما میں سے مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ اور ان کے رفقائے کرام سے، دارالمصنفین اعظم گڑھ میں سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ، مولانا مسعود علی ندوی رحمہ اللہ، حاجی معین الدین وغیرہ سے۔ (قافلہ حدیث، ص:۲۰۱)

## اختلاف کرنے والے کی عزت وتکریم:۔

سعودی حکومت نے حجاز میں برسر اقتدار آنے کے بعد انہدام قبہ کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس میں ہندوستان کے بعض اہل علم اس کے مخالف تھے اور بعض حامی......! مولانا عبدالرحمن نگرامی حامیوں کی فہرست میں شامل تھے اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی کا اسم گرامی مخالفین کے زمرے میں آتا تھا۔ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ مولانا عبدالباری کے زیر صدارت لکھنؤ کے ایک چوک میں جلسہ ہوا، مقررین میں مولانا عبدالرحمن نگرامی بھی شامل تھے۔ ان کی تقریر میں انہدام قبہ کا ذکر آیا تو اس ضمن میں سعودی حکومت کی تائید کرنا شروع کر دی۔ مولانا عبدالباری بہت بڑے عالم تھے اور ہر حلقے میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، وہ غصے میں آگئے۔ بولے: عبدالرحمن! میں تمہارا سر پھوڑ دوں گا۔

فاضل مقرر نے دوران تقریر میں سر جھکا کر جواب دیا: حضور۔! کاسۂ سر حاضر ہے، لیکن بات وہی صحیح ہے جو یہ خاکسار عرض کر رہا ہے۔

مولانا عبدالباری نے فرمایا: اچھا تقریر جاری رکھو۔

5/26/22, 7:09 PM | اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اللہ اللہ! کس قدر بلند اخلاق اور اونچے ذہن کے حامل تھے یہ لوگ۔ اپنی بات بھی کہہ رہے ہیں اور اپنے سے اختلاف کرنے والے کی عزت وتکریم کے تقاضے بھی بطریق احسن پورے کیے جا رہے ہیں۔ (قافلہ حدیث، ص: ۲۷۸-۲۷۸)

## باہمی نزاع دور کرنے میں اہم کردار:۔

آزادئ وطن سے کئی سال پہلے کی بات ہے کہ بعض مسائل کی تعبیر وتشریح کے سلسلے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا تھا جو طویل عرصے تک جاری رہا تھا اور اس کے اثرات اب بھی کسی حد تک باقی ہیں۔ یہ دونوں بزرگ مسلک اہلحدیث کے جلیل القدر عالم تھے۔ کسی نتیجے پر پہنچنے اور اختلاف ختم کرانے کے بارے میں جماعت اہلحدیث کے اہل علم کئی دفعہ مختلف مقامات پر جمع ہوئے مگر معاملہ حل نہ ہوا۔ یہ اختلاف ''ثنائی روپڑی نزاع'' کے نام سے معروف تھا۔ گفتگو کی ہر مجلس میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کو شامل کیا جاتا تھا۔

جماعت اہلحدیث کے ایک جلیل القدر عالم مولانا محمد سورتی رحمہ اللہ تھے اور عربی ادب ولغت، صرف ونحو، حدیث وفقہ، اخبار وانساب اور رجال ورواۃ پر عبور واستحضار میں درجۂ امامت پر فائز تھے اور ان علوم وفنون کے تمام گوشوں پر انہیں مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے بتایا کہ ثنائی روپڑی نزاع ختم کرانے کی غرض سے ایک مرتبہ مولانا سورتی رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا گیا۔ فریقین سے بات چیت شروع کرنے سے پہلے مولانا سورتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حنیف ندوی رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ بیٹھیں گے اور اس معاملے میں ان کی مدد کریں گے۔ (قافلہ حدیث، ص: ۳۱۸-۳۱۹)

## ندوۃ العلماء کے اساتذہ کرام:۔

دار العلوم ندوۃ العلما (لکھنؤ) میں مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے جن اساتذہ کے حضور زانوائے شاگردی تہہ کیا، ان میں مولانا حیدر حسن ٹونکی رحمہ اللہ اور شمس العلما مولانا حفیظ اللہ رحمہ اللہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ مولانا حیدر حسن ٹونکی نے سند حدیث شیخ

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 175/286

حسین عرب یمنی رحمہ اللہ سے حاصل کی تھی، اس لحاظ سے مولانا حنیف ندوی اور شیخ حسین یمنی رحمہ اللہ کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

مولانا حفیظ اللہ صاحب کے استاذ مشہور عالم مولانا ابوالحسنات عبدالحئی رحمہ اللہ فرنگی محلی تھے، اس طرح مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کا سلسلہ سند صرف ایک واسطے سے مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ فرنگی محلی تک پہنچتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں کہنا چاہیے کہ ان کی سند عالی تھی۔

مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ ہمارے ملک کے طبقۂ علماء کے بہت بڑے رکن تھے جو مذہبی و اصلاحی تمام قدیم وجدید تحریکوں پر عمیق نگاہ رکھتے تھے اور ان کے تحلیل وتجزیے میں انہیں عبور حاصل تھا۔ مسائل مذہبی اور ضروریات زمانہ کو وہ نہایت اچھی طرح سمجھتے تھے اور دونوں کا تطابق کرتے وقت مذہب کے پلڑے کو ہمیشہ بھاری ثابت کرتے تھے۔ انہوں نے چھتیس برس ادارہ ثقافت اسلامیہ میں تصنیفی خدمات سرانجام دیں اور اپنے پیچھے نہایت قیمتی علمی ذخیرہ چھوڑا۔

اس قسم کے ہمہ گیر معلومات کے حامل لوگوں کی اصل ضرورت اس وقت محسوس ہوتی ہے، جب علمی تقاضے للکارتے اور اہم مسائل معاشرے پر حملہ آور ہوتے ہیں، اور پھر کوئی بھروسے کا آدمی نہیں ملتا، جس کی طرف ان کے حل وکشود کیلئے رجوع کیا جا سکے اور جس کی گفتگو سے قلب وضمیر اطمینان کی دولت سے بہرہ ور ہوسکیں۔ اس فاضل دوراں نے ۱۲ جولائی ۱۹۸۷ء (۱۵ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ) کو وفات پائی۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ان کی نماز جنازہ مولانا فضل الرحمن بن محمد ازہری (خطیب مسجد مبارک لاہور) نے پڑھائی تھی۔ (قافلہ حدیث، ص: ۳۲۲۔۳۲۴)

## جامعہ اشرفیہ میں سیّد صاحب سے ملاقات:۔

اب مولانا کے چند لطیفے سنیے۔ لطائف سے انہیں بایں علم وکمال خاص تعلق تھا۔ ان کا موضوع اسلامی فلسفہ تھا اور اس موضوع کے آدمی کو عام طور سے خشک اور

یبوست زدہ سمجھا جاتا ہے، لیکن مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کا معاملہ اس سے بالکل الٹ تھا۔ وہ لطیفہ بیان کرتے بھی تھے اور بڑے شوق سے لطیفہ سنتے بھی تھے۔

۱۹۵۱ء میں علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمہ اللہ جامعہ اشرفیہ کے جلسے میں لاہور تشریف لائے۔ اس وقت جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں مول چند بلڈنگ میں تھا۔ ''الاعتصام'' ان دنوں گوجرانوالہ سے شائع ہوتا تھا اور میں معاون مدیر کی حیثیت سے اس اخبار سے منسلک تھا۔ میں اور مولانا ندوی، سیّد صاحب سے ملاقات کیلئے جامعہ اشرفیہ گئے۔ وہ ایک کمرے میں قیام فرما تھے اور ایک صاحب ان کے پاس بیٹھے تھے۔ ہم گئے تو وہ صاحب اُٹھ کر چلے گئے۔ شاید وہ اس انتظار میں تھے کہ کوئی آئے تو میں جاؤں۔ سیّد صاحب کو میں نے پہلی دفعہ دیکھا تھا اور پھر یہی رویت آخری رویت ثابت ہوئی۔ اس سے کئی سال پہلے سیّد صاحب مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے حلقہ بیعت وارادت میں شامل ہو چکے تھے۔

مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ کو دیکھ کر سیّد صاحب بہت خوش ہوئے اور بغل گیر ہو کر ملے۔ خیر و عافیت کے مبادلے اور ادھر ادھر کی چند باتوں کے بعد مولانا نے سیّد صاحب سے فرمایا۔ آپ نے ''سیرۃ النبی'' کو بہشتی زیور کے قدموں میں ڈال دیا ہے۔

سیّد صاحب نیچے دری پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے جسم کو تھوڑی سی حرکت دی اور مسکراتے ہوئے فرمایا:

آپ ہماری عمر کو پہنچیں گے تو آپ بھی یہی کریں گے۔

مولانا نے جواب دیا: میرا ابھی یہی خیال ہے کہ آپ پر عمر کا اثر ہے۔

یہ الفاظ سن کر سیّد صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور خاموشی اختیار فرمالی۔

اس کمرے کی دیوار پر جس میں سیّد صاحب کا قیام تھا، جامعہ اشرفیہ کے اس جلسے کا اشتہار لٹک رہا تھا۔ مولانا کی اس پر نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ہر عالم کے نام کے ساتھ ''حضرت'' کا لفظ مرقوم ہے، لیکن سیّد صاحب کو ''مورخ اسلام سیّد سلیمان

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ندوی'' لکھا گیا ہے۔ مولانا نے کہا:

''یہ اشتہار دیکھیے، اس حلقے میں آپ ہمیشہ ''مورخ اسلام'' ہی رہیں گے۔ آپ کی ''حضرت'' بننے کی خواہش یہاں کبھی پوری نہیں ہوگی۔ ''حضرت'' وہی لوگ ہوں گے جو پہلے سے اس حلقے سے وابستہ ہیں۔ یہ اعزاز آپ کو نہیں ملے گا۔

سیّد صاحب نے ہلکا سا تبسم فرمایا، لیکن مولانا کے اس طنز کا کوئی جواب نہیں دیا۔

اس کے بعد اور باتیں ہونے لگیں۔ گھنٹے سوا گھنٹے کے قریب ہم وہاں رہے۔ واپسی کیلئے اجازت چاہی تو فرمایا آپ کا اخبار ''الاعتصام'' مجھے پہنچ رہا ہے۔ آپ کے مضامین پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے، اس میں نئی نئی باتیں مطالعہ میں آتی ہیں۔

(قافلہ حدیث، ص:۳۳۹۔۳۴۱)

## رحم دلی اور نرم مزاجی:۔

مولانا محی الدین رحمہ اللہ نہایت رحم دل اور نرم مزاج تھے۔ ہمیشہ اپنی ضرورت نظر انداز کر کے دوسرے کی ضرورت پورا کرنے کی کوشش کرتے ......ایک مرتبہ نیا کھیس اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک شخص کو دیکھا کہ سردی سے ٹھٹھر رہا ہے۔ کھیس اتار کر اسے دے دیا۔

کچھ عرصہ پیشتر میں نے سنا تھا کہ نئی موٹر سائیکل پر کہیں جا رہے تھے۔ ایک شخص نے جس سے کوئی جان پہچان نہیں تھی، ان کو روکا اور بہ انداز لجاجت کہا کہ ذرا موٹر سائیکل دیجئے، مجھے فلاں شخص سے کچھ کام ہے، ابھی آتا ہوں...... اسے موٹر سائیکل دے دیا اور وہ لے کر چلتا بنا۔ (قافلہ حدیث، ص:۴۶۰۔۴۶۱)

## احناف اور اہلحدیث کا اکٹھے نماز پڑھنا:۔

ضلع اوکاڑہ کا ایک مشہور گاؤں جیٹھ پور ہے جو راجووال سے بجانب جنوب سات میل کے فاصلے پر ہے، یہاں کی مسجد میں احناف اور اہلحدیث اکٹھے نماز ادا کرتے تھے۔

ضلع اوکاڑہ میں دیپالپور روڈ پر ''بیٹیاں'' کے قریب ایک آبادی ہے، وہاں

WWW.UBQARI.ORG

مولانا نے جنوری ۱۹۷۰ء میں مسجد اہلحدیث کی بنیاد رکھی۔اس مسجد کی تعمیر کیلئے مولانا نے بڑی کوشش کی۔ مسجد کا نگران صوفی عبدالحمید کو بنایا گیا۔اس مسجد کی وجہ سے وہاں اہلحدیث کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔(قافلہ حدیث،ص:۵۵۰-۵۵۲)

## فقہی اشکال اور خواب میں رہنمائی:۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا ہے۔"**باب مایذکر فی الفخذ**" (بخاری ،ج:۲،ص:۵۳)"فخذ" عربی میں ران کو کہتے ہیں۔ یہ ایک سوال ہے کہ ران انسانی ستر میں شامل ہے یا نہیں؟ یہ اشکال اکثر ذہن میں گردش کرتا رہتا تھا۔ایک دفعہ خواب میں حضرت حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔مولانا نے یہ مسئلہ ان سے دریافت کیا۔ یہ مسئلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرنے والے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ اور جرہد بن جحش رضی اللہ عنہ ہیں۔ان سے مروی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔کیونکہ اس روایت میں"ھذا احوط عندی" کے لفظ ہیں۔ یہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے لفظ ہیں، جب کہ ایک دوسری حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ران انسانی ستر میں شامل نہیں۔ عام حالات میں بعض دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ران اتفاقاً برہنہ ہوجاتی تھی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سنداً بھی جرہد کی روایت سے قوی ہے، تو حافظ صاحب نے جواب میں فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو ثابت ہے وہی معتبر ہے کہ ران ستر میں شامل نہیں ،لیکن میرا وجدان حضرت جرہد رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرف مائل ہے، اگرچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے قوی سند کے ساتھ ران کا ستر میں شامل نہ ہونا ثابت ہے تاہم اس کے چھپانے میں احتیاط ہے تاکہ ہم اختلاف سے بچ سکیں۔ حتی نخرج من اختلافھم امام بخاری رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔(قافلہ

حدیث، ص: ۵۵۳-۵۵۴)

### سب سے بنا کر رکھتے:۔

مولانا محمد یوسف نہایت دھیمی طبیعت کے مالک ہیں۔ متحمل مزاج اور خوش کلام، سب سے بنا کر رکھتے ہیں۔ اپنی بات مثبت انداز میں کہنے کے عادی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس علاقے کے احناف بھی ان سے متاثر ہیں اور ان کے علمائے کرام ان سے قریبی علاقے رکھتے ہیں۔ (قافلہ حدیث، ص: ۵۸۸)

☆......☆......☆

## رسالہ ”خدام الدین لاہور“ میں بڑوں سے محبت بھری باتیں

نام کتاب:۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور، امام اولیاء حضرت لاہوری نمبر ..... امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ....... شخصیت، حالات و کمالات اور مذہبی وسماجی خدمات پر ایک تاریخی دستاویز...... ناشر:۔ انجمن خدام الدین، دروازہ شیرانوالہ (لاہور)

### چند تاثرات، چند مشاہدات

جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ لاہور

### باکمال ولی کا تعارف:۔

میانہ قد، متوسط جسم، نورانی چہرہ، لمبی داڑھی، روشن آنکھیں، ذہانت کی آئینہ دار، چلیں تو عالمانہ وقار کے حامل، بولیں تو موتی برسائیں، صاف ستھرے مگر سادہ لباس میں ملبوس، ہونٹوں پر ہر آن مسکراہٹ چھائی ہوئی، یبوست سے دور، عبوست سے نفور، تعصب سے متنفّر، گفتگو میں نرم، عمل میں گرم، کردار میں پاکیزہ، عمدہ خصائل، خوش مزاج اخلاق میں قرآن کے قالب میں ڈھلے ہوئے، مہمان نواز، معاصرین کے احترام میں بے مثال، اہل علم کی تکریم میں بے مثال، چھوٹوں کے مشفق، متبع سنت، قاطع بدعت، مبلغِ توحید، تحریک آزادی برصغیر کے بطلِ جلیل، تفسیرِ قرآن میں



WWW.UBQARI.ORG

یکتا، عمل بالحدیث میں اپنی مثال آپ، فقہ میں ماہر کامل، تصوف میں عدیم النظیر، طریقت میں منفرد، وعظ و تبلیغ دین میں پوری ایک جماعت کے قائم مقام، ایثار پیشہ، نصح و خیر خواہی کے پیکر، اعتدال و توازن کا مرقع، ذکر و فکر کا دل نواز مجموعہ، ہر پہلو سے عاملِ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم......! یہ تھے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ......!!

## ابتدائی کتب کا درس حاصل کرنا:۔

سب سے پہلے حضرت مرحوم کا اسمِ گرامی میں نے ۱۹۳۵ء ۱۹۳۶ء میں سنا۔ وہ میرے بچپن کا زمانہ تھا اور میں تھوڑی بہت اردو پڑھ لیتا تھا۔ ان دنوں حضرت الاستاذ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ میرے وطن مشرقی پنجاب کی ریاست فرید کوٹ کے قصبہ کوٹکپورہ میں قیام پذیر تھے اور وہاں کی مسندِ خطابت و تدریس ان کے سپرد تھی میں ان سے بالکل ابتدائی درسی کتابیں پڑھتا تھا۔ وہ کسی کام کیلئے لاہور تشریف لائے اور واپسی پر ۱۶/ ۲۰×۳۰ سائز کی ایک موٹی سی کتاب عنایت کی۔ کھول کر دیکھی تو چند چھوٹے چھوٹے دینی اور مذہبی رسائل پر مشتمل تھی جو حضرت مولانا احمد علی مرحوم کے تصنیف کردہ تھے اور ایک ہی جلد میں مجلد تھے۔ ان کے نام اصلی حنفیت، میلا د مروّجہ کی شرعی حیثیت وغیرہ تھے۔ انجمن خدّام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور کی طرف سے شائع کیے گئے تھے۔ زبان سادہ اور عام فہم تھی۔ ان کے مضامین کی تاثیر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ ہر بات دل کی تہوں میں اترتی جاتی تھی۔ میں نے وہ رسالے بڑے شوق اور توجہ سے پڑھے۔ بہت سے لوگوں کو پڑھنے کیلئے دیئے۔ متعدد افراد نے یہ رسالے انجمن خدام الدین سے منگوائے اور ان کا مطالعہ کیا...... ان رسالوں کا تعارف کراتے ہوئے مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف رحمہ اللہ ان کے مصنف شہیر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کی بڑی تعریف کرتے اور ان کی علمی اور تبلیغی سرگرمیوں کی وضاحت فرماتے۔

## حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی زیارت کی شدید آرزو:۔

WWW.UBQARI.ORG WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اس کے بعد وقت گزرتا گیا اور حضرت مرحوم کی بھرپور اور پُرخلوص علمی، عملی اور سیاسی مساعی کے چرچے سننے اور پڑھنے میں آتے رہے۔ ۱۹۴۱ء کی سردیوں میں میں حضرت مولانا محمد اسماعیل مرحوم (گوجرانوالہ) کے سلسلہء درس اور حلقۂ تلمذّ میں شریک تھا کہ ایک دن مولانا عبدالمجید (سوہدروی مرحوم) سترہ اٹھارہ کے ایک جوان رعنا کو جو سفید کھدّر کا کرتہ شلوار پہنے ہوئے اور کھدر ہی کی سفید چادر اوڑھے ہوئے تھے مولانا محمد اسماعیل مرحوم کی خدمت میں لے کر آئے اور ان کے مدرسے میں داخل کرایا۔ (میری عمر بھی کم وبیش یہی تھی) معلوم ہوا کہ یہ حضرت مولانا احمد علی صاحب کے صاحبزادۂ گرامی قدر ہیں اور ان کا نام عبیداللہ انور ہے اس زمانے میں اگرچہ وہ مولانا عبیداللہ انور نہ تھے۔ تاہم ''صاحبزادہ'' تھے اور ملک کے بہت بڑے عالمِ دین کے بیٹے تھے۔ اس لحاظ سے سب طلباء ان کی تکریم کرتے تھے۔

بڑے آدمی عام طور پر بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں اور اس میں وہ حق بجانب بھی ہوتے ہیں۔ آخر کس کس کی کون کون سی بات یاد رکھیں۔ یہ بندۂ عاجز غالباً سب سے زیادہ ان کو محترم گردانتا تھا۔ کیونکہ عمر کے بالکل ابتدائی دور میں ان کے والدِ گرامی کے مختلف مذہبی رسائل سے استفادہ کر چکا تھا۔

مولانا عبیداللہ انور خاموش طبع اور کم آمیز تھے۔ پھر عالی مرتبت باپ کی طرح کسی قدر تصوف وطریقت کے جوہر اس عمر میں بھی ان میں نمایاں تھے۔ وہ زیادہ عرصہ وہاں نہیں رہے، زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ رہے ہوں گے، میں جب ان کو دیکھتا دل میں خیال آتا، کاش کبھی ان کے والد گرامی کی زیارت کا موقع ملے۔

## مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا صدر مجلس بننا:۔

مارچ ۱۹۴۲ء میں جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ لاہور میں ہونا قرار پایا۔ اخبارات واشتہارات میں مولانا احمد علی رحمہ اللہ کا نام مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے شائع ہوتا رہا۔ لیکن بعد میں

حالات نے کچھ ایسی کروٹ لی کہ مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے انکار کی وجہ سے مولانا مرحوم صدر استقبالیہ نہ بن سکے اور ان کی جگہ مولانا سیّد محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو صدر مجلس استقبالیہ بنایا گیا۔ اس سے پہلے مولانا غزنوی رحمہ اللہ سیکرٹری مجلس استقبالیہ منتخب ہوئے تھے اور اخبارات میں ان ہی دونوں بزرگوں کے اسمائے گرامی صدر مجلس استقبالیہ اور سیکرٹری مجلس استقبالیہ کے طور پر شائع ہوتے رہے تھے۔

یہ سب باتیں ملک کی سیاسی تاریخ کا ایک حصہ ہیں اور ان کی بعض تفصیلات کا مجھے علم ہے، لیکن یہ تفصیلات میں جانے کا محل نہیں۔ اس لیے کہ اصل موضوع سے باہر نکل جانے کا خطرہ ہے۔ یہاں ان کی طرف صرف اشارہ کر دینا ہی کافی ہے۔ عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اب تک حضرت مولانا احمد علی مرحوم کے فقط اسم گرامی ہی سے آشنائی تھی، ان کی زیارت کا موقع میسر نہ آیا تھا۔

## حضرت رحمہ اللہ کی زیارت کا پہلا موقع:۔

اس بندۂ عاجز کو حضرت مرحوم کی زیارت کا شرف پہلی مرتبہ ۱۹۴۸ء کے آخر میں حاصل ہوا جب کہ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان کے ناظمِ دفتر کی حیثیت سے لاہور آیا۔ نماز جمعہ پڑھنے کیلئے مولانا مرحوم کی مسجد میں گیا وہ تقریر کر رہے تھے، ان کی تقریر کے بعض جملے اب تک کانوں میں گونج رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا تھا:

> ”پاکستان اسلام کیلئے بنایا گیا ہے۔ حکمرانو! اسے اسلام کے حوالے کر دو۔ اس ملک سے غیر اسلامی طور طریق مٹا دو۔ اس میں فقط اسلام ہی کی ترویج کرو۔ اگر اسلام نہیں لاؤ گے تو میں اللہ کے حضور تمہارے خلاف گواہ بنوں گا اور اس کے دربار میں عرض کروں گا کہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ جو لوگ لُٹ پٹ کر یہاں آئے ہیں وہ قیامت کے روز تمہارا دامن پکڑیں

WWW.UBQARI.ORG

گے، اور میدانِ حشر میں تمہیں کھینچیں گے، وہ بڑا نازک وقت ہوگا، تم اللہ کو کیا جواب دو گے؟''

مولانا رحمہ اللہ ایک خاص جذبے اور روانی سے یہ باتیں کہہ رہے تھے۔ ساتھ ہی لوگوں کی تائید بھی حاصل کر رہے تھے۔ انہوں نے سر سے عمامہ اتار رکھا تھا اور عجیب وغریب اسلوب سے جو بڑا ہی مؤثر اسلوب تھا، تقریر ارشاد فرما رہے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ہجوم میں گھس کر میں نے حضرت رحمہ اللہ کو سلام کیا۔ اور واپس آ گیا۔ یہ ان کی زیارت کا پہلا موقع تھا اور تقریر بھی پہلی دفعہ سننے کا اتفاق ہوا۔

کچھ عرصہ بعد ہفت روزہ ''الاعتصام'' جاری ہوا اور اس کی ادارت میرے سپرد ہوئی تو مولانا رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے متعدد مواقع میسر آئے، مولانا سیّد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی معیت میں بھی ان کے ہاں گیا اور تنہا بھی کئی مرتبہ حاضر ہوا۔ میں جب جاتا دعا کی درخواست کرتا۔ وہ نہایت خوشگوار طریقے سے خیر خیریت پوچھتے اور دعا دیتے۔ اس ضمن میں چند واقعات جنہیں میرے ذاتی مشاہدات وتاثرات سے تعبیر کرنا چاہیے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

## شربت بطور تبرک نوش فرمانا:۔

۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت کا ہنگامہ زوروں پر تھا میں ایک دن مولانا غزنوی رحمہ اللہ کا خط لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسجد میں گیا تو پتہ چلا کہ گھر تشریف لے گئے ہیں۔ مسجد سے ایک آدمی مجھے گھر لے گیا۔ حضرت رحمہ اللہ تشریف فرما تھے۔ باہر آئے اور حسبِ معمول تپاک سے ملے۔ کمرے میں بٹھایا اور حاضری کی وجہ دریافت فرمائی۔ میں نے مولانا غزنوی رحمہ اللہ کا خط پیش کیا۔ خط پڑھا اور زبانی اس کا جواب دیا۔ فرمایا میں تم پر اعتماد کرتا ہوں کہ میرے ہی الفاظ مولانا غزنوی رحمہ اللہ سے بیان کرو گے۔ بعدازاں اصرار کرکے شربت کا گلاس عنایت فرمایا اور میں نے تبرک سمجھ کر پیا۔ رخصت کرنے کیلئے مسجد تک میرے ساتھ تشریف لائے۔

میں احتراماً ذرا پیچھے ہٹتا تھا تو خود میرے برابر ہو جاتے۔

میں نے واپس آ کر سارا واقعہ مولانا غزنوی رحمہ اللہ سے عرض کیا تو اس درجہ خوش ہوئے کہ فرطِ مسرت اور جوشِ محبت سے آنکھوں میں آنسو چھلک آئے اور حضرت رحمہ اللہ کی درازیٔ عمر کیلئے دعا فرمائی۔

## میرا ماتھا چوم لیا اور دعا فرمائی:۔

۱۹۵۵ء میں ایک نہایت عجیب واقعہ پیش آیا جو میرے لیے بہت ہی خوشی کا باعث تھا۔ اس واقع سے پہلے اس کا پس منظر بیان کرنا ضروری ہے جو مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ مئی ۱۹۵۵ء میں حجیت حدیث کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم نے صحیح بخاری کی تمام احادیث کی صحت و عدم صحت کے بارے میں چند ایسے الفاظ کہہ دیے جو مسلک اہلسنت سے مطابقت نہ رکھتے تھے۔ میں نے ''الاعتصام'' میں ایک اداریہ لکھا جس میں صحیح صورت حال کی وضاحت کی گئی تھی اور محدثین کے مؤقف کی روشنی میں صحیح بخاری کی تمام احادیث کو صحیح ثابت کیا گیا تھا۔ اس پر جماعت اسلامی کے رسائل و جرائد نے ایک بحث شروع کر دی۔ اس بحث نے اتنا طول کھینچا کہ دو اڑھائی سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہ ''اخباری جنگ'' اپنی فطرت کے مطابق چونکہ مختلف محاذوں میں پھیل گئی تھی اس لیے چند روزنامے بھی اس موضوع کے متعلق ''الاعتصام'' کے بعض اداریے اور شذرات شائع کرنے لگے جن میں مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش کا روزنامہ ''نوائے پاکستان'' پیش پیش تھا۔ پھر ''نوائے وقت'' اور ''امروز'' بھی جماعت کے سیاسی کوائف سے متعلق ''الاعتصام'' کا ادارتی مواد چھاپتے اور اپنے انداز میں اس پر تبصرہ کرتے تھے۔

بحث کا سلسلہ بہت آگے بڑھ گیا تو مشہور اہلحدیث عالم مولانا محمد علی قصوری (ایم۔اے۔کینٹب) مرحوم درمیان میں پڑے اور مصالحت کی غرض سے متعلقہ فریقوں کے بعض حضرات کو اپنے مکان (واقع ۲۱ ٹیمپل روڈ لاہور) میں مدعو کیا۔

جماعت اسلامی کی طرف سے مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم، میاں طفیل محمد اور ملک نصر اللہ خاں عزیز مرحوم تشریف لائے۔ مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے خود حضرت مولانا مرحوم، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش مرحوم (ایڈیٹر نوائے پاکستان) شریک ہوئے۔ ان کے ساتھ تیسرے بزرگ اور تھے جن کا نام میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہا۔ لیکن حلیہ یہ تھا۔ سرخ وسفید رنگ، قدرے لمبا قد، متوازن جسم، سفید داڑھی، غالباً عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ شبہ پڑتا ہے کہ عبدالرحیم یا عبدالرحمن کہہ کر میکش مرحوم نے ان کا تعارف کرایا تھا۔

جماعت اہلحدیث کی طرف سے مولانا سیّد داؤد غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اور یہ بندۂ عاجز ''الاعتصام'' کے ایڈیٹر کی حیثیت سے شائع اجلاس ہوئے۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کو بھی دعوت دی گئی تھی لیکن بروقت اطلاع نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ تشریف نہ لا سکے جس کا انہیں افسوس ہوا۔

میزبان خود مولانا محمد علی قصوری مرحوم تھے اور ان کے بڑے بھائی مولانا محی الدین احمد قصوری گفتگوئے مصالحت میں ان کے معاون تھے۔

دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور زیر بحث معاملات کی تمام شقیں سامنے آئیں۔ سب نے بحث میں حصہ لیا لیکن مولانا احمد علی مرحوم، مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اور یہ بندۂ عاجز بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ میں چونکہ سب سے کم سن تھا لہٰذا معزز مہمانوں کو پانی پلانے اور چائے پیش کرنے کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اس قسم کے مباحث صحافتی زندگی کا لازمی حصہ ہیں یہ کوئی انوکھی یا نئی بات نہ تھی۔

بہر حال اس موقع پر نہایت اختصار کے ساتھ یہ واقعہ اس لیے زبانِ قلم پر آ گیا ہے کہ میں مجلس سے اُٹھ کر کسی کام سے باہر برآمدے میں آیا تو حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ بھی تشریف لے آئے آتے ہی مجھ سے بغلگیر ہوئے اور میرا ماتھا چوم لیا۔ فرمایا:

WWW.UBQARI.ORG

''میں تمہارے مضامین ومقالات باقاعدہ عبیداللہ انور سے سنتا ہوں، بہت خوش ہوتا ہوں اور تمہیں دعا دیتا ہوں۔ اللہ تمہیں خوش رکھے، تم دین کی بہت خدمت کررہے ہو۔''

انکے یہ الفاظ اور مشفقانہ انداز میرے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔ میں نے سر جھکا کر اظہارِ تشکر کیا اور دعائے خیر میں یاد رکھنے کی درخواست کی۔

## پیکر خیر اور مرقع علم وعمل:۔

ایوب خاں کی حکومت کا دور تھا۔ ایک روز میں نماز ظہر سے قبل اپنے دفتر میں بیٹھا ''الاعتصام'' کیلئے اداریہ لکھ رہا تھا ایک صاحب آئے اور مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہا تھوڑی دیر تشریف رکھیے، ظہر کی اذان ہونے والی ہے مولانا نماز کیلئے تشریف لائیں گے تو مل لیجئے گا۔ مولانا آئے، نماز پڑھی اور اپنے نیچے کے کمرے میں جسے وہ بطور دفتر استعمال کرتے تھے چلے آئے۔ میں نو وارد کو ان کے پاس لے گیا۔

معلوم ہوا کہ وہ علاقہ نواب صاحب کے گاؤں میں رضا آباد سے آئے ہیں......مولانا عبدالستار خاں نیازی نے انہیں بھیجا ہے۔ سُنّی المسلک ہیں ان سے شیعہ حضرات کا کچھ جھگڑا ہو گیا ہے اور معاملہ مذہبی اعتبار سے سنگین نوعیت اختیار کر گیا ہے۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے ساری بات سن کر لاہور کے علماء کرام کی میٹنگ طلب کی جن میں حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کا اسم گرامی سرِ فہرست تھا۔ حضرت رحمہ اللہ کو ٹیلی فون کیا تو معلوم ہوا کہ وہ سخت مصروف ہیں اور فوری طور سے تشریف نہ لا سکنے کی سہولت کے پیش نظر مسجد شیرانوالہ ہی میں میٹنگ کا انتظام کیا گیا۔ حضرت مولانا مرحوم سب شرکائے میٹنگ سے ملے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کارروائی میں پورا حصہ لیا۔ کارروائی میں نے لکھی، میٹنگ ختم ہوئی اور حاضرین واپس چلے گئے۔ کارروائی کو آخری شکل دے کر دستخط کرانے کی غرض سے میں دوبارہ حضرت

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



رحمہ اللہ کی خدمت میں مسجد شیرانوالہ میں حاضر ہوا۔ بیحد شفقت سے پیش آئے۔ کارروائی پڑھی اور دستخط فرمائے۔ میں اجازت لے کر چلنے لگا تو کھڑے ہو گئے۔ میں نے ہر چند عرض کیا کہ تشریف رکھیے میں اس ذرّہ نوازی پر بہت شکر گزار ہوں۔ مگر نہیں مانے، مسجد کے دروازے تک میرے ساتھ آئے اور فرمایا:

''تم کئی وجہ سے میرے لیے باعثِ تکریم ہو، ایک تو مہمان ہو، دوسرے کارِ خیر سے آئے ہو، تیسرے مولانا غزنوی رحمہ اللہ کے سفیر کی حیثیت سے آئے ہو، جن کا احترام واجب ہے اور سفیر کا احترام بھی ضروری ہے، چوتھے تمہارے اداریے پڑھتا ہوں، اور خوش ہوتا ہوں۔''

مجھے رخصت کرتے وقت فرمایا: ''مولانا غزنوی رحمہ اللہ سے بہت بہت سلام کہنا''۔

یہ ان کے انکسار اور تواضع کی انتہاء تھی، ورنہ کہاں یہ گناہگار اور سراپا معصیت اور کہاں وہ پیکرِ خیر اور مرقع علم وفضل!

## مولانا غزنوی اور حضرت لاہوری رحمہا اللہ کی محبت بھری باتیں:۔

مولانا احمد علی مرحوم اور مولانا سیّد داؤد غزنوی کے باہمی تعلقات بہت زیادہ تھے اور دونوں بزرگ ایک دوسرے کی انتہائی تکریم کرتے تھے۔ مجھے اس کا پورا علم اور کامل احساس تھا۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ بالکل برداشت نہ کرتے تھے کہ حضرت رحمہ اللہ کے خلاف کوئی لفظ بھی کہا جائے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ لائق تذکرہ ہے۔

حضرت مولانا احمد علی مرحوم نے ایک مرتبہ مجلسِ ذکر میں کشفِ قبور کے متعلق اپنے کچھ تجربات ومشاہدات بیان فرمائے اور کوئی ایسی بات کہی جس سے یہ مستفاد ہوتا تھا کہ قبر میں میّت جن حالات سے دوچار ہو اس کا انہیں مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ میں نے ''الاعتصام'' میں اس پر ایک شذرہ لکھا اور نہایت ادب سے چند سطور میں حضرت

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 188/286

مولانا رحمہ اللہ کے نقطۂ نظر سے اظہار اختلاف کی جرأت کی۔

اس کے تیسرے یا چوتھے روز بعد مولانا غزنوی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا:

"ایڈیٹر صاحب! میں نے مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کے کشفِ قبور کے بارے میں آپ کا ادارتی نوٹ پڑھا۔ آپ یہ فرمائیے کہ اگر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ اتنے نیک ہو جائیں کہ انہیں کشفِ قبور ہونے لگے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟"

اس ایک ہی جملے سے میرا مسئلہ حل ہو چکا تھا اور میرے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہ تھا کہ بلا تامل عرض کر دوں۔ "کوئی اعتراض نہیں"۔

اس سے ان دونوں بزرگوں کی ذہنی ہم آہنگی، فکری مطابقت، مسائل تصوف میں موافقت اور تعلقات کی انتہائی نزاکت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

## چند لائقِ تذکرہ اوّلیات و خصوصیات:۔

لاہور کی علمی اور تبلیغی تاریخ میں حضرت مولانا احمد علی مرحوم کی خاص نوعیت کی کچھ اوّلیات اور خصوصیات ہیں جن کی حیثیت صدقہ جاریہ کی ہے۔ اس لیے اس عروس البلاد کی روحانی اور عملی فضاؤں میں اس کے اثرات ہمیشہ قائم رہیں گے اور حضرت مرحوم اس کے اجر و ثواب سے متمتع ہوتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

۱۔ مولانا مرحوم سے پہلے بھی اگرچہ لاہور کی چینیا نوالی مسجد میں حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کا سلسلہ درس جاری تھا۔ تاہم مولانا احمد علی رحمہ اللہ پہلے عالمِ دین ہیں جنھوں نے اپنے درس میں تسلسل پیدا کیا اور اس کو باقاعدگی کے سانچے میں ڈھالا۔ وہ بغیر کسی شدید مجبوری کے اس میں ہرگز ناغہ نہ کرتے۔

۲۔ ان کا نہج تفہیم اور طریق کلام کچھ اس قسم کا تھا کہ ان کے درس قرآن مجید سے عوام اور خواص یکساں اثر پذیر ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے استفادہ


Privacy

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کرنے والوں کا حلقہ بڑا وسیع ہے اور ان کے اصحابِ عقیدت مختلف طبقات کو محیط رہیں۔

۳۔ وہ فقط لاہور ہی کے نہیں بلکہ برصغیر کے پہلے صاحب علمِ دین ہیں۔ جنہوں نے سال میں سہ ماہی (شعبان، رمضان، شوال) سلسلۂ درس قرآن کا آغاز کیا جس میں پاک و ہند کے مشاہیر علمائے کرام ان سے مستفید ہوئے۔ علماء کی اس عالی مقام جماعت میں بعض بین الاقوامی شہرت کے حضرات بھی شامل ہیں۔ مثلاً مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ اسی بلند بخت گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ہندوستان کے عظیم و مشہور علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فارغ التحصیل ہیں جہاں تفسیر قرآن باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے۔ مگر وہ قرآن کے خاص تفسیری نکات سمجھنے کیلئے لکھنؤ سے چلے اور لاہور آ کر مولانا احمد علی صاحب مرحوم سے مستفید ہوئے۔ پھر مشرقی پنجاب کے لکھوی خاندان کے جلیل القدر رکن اور جمعیۃ اہلِ حدیث کے موجودہ امیر مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ (اوکاڑہ) نے بھی ان کے سامنے زانوئے تلمذّ تہہ کیا۔ حالانکہ خود ان کے آباؤ اجداد کا بہت بڑا مدرسہ تھا اور ان کے پردادا مولانا حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ پنجاب کے پہلے عالم ہیں جنہوں نے ''تفسیر محمدی'' کے نام سے سات جلدوں میں پنجابی نظم اور فارسی نثر کے حواشی میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر کئی دفعہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ لیکن اس کے باوجود مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ بھی مفسرِ قرآن حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے بابِ علم پر دستک دینے کیلئے مجبور ہوئے۔

۴۔ حضرت مولانا احمد علی مرحوم طائفہ علماء میں اوّلین بزرگ ہیں۔ جن سے بی، اے اور ایم، اے کرنے کے بعد متعدد حضرات نے باقاعدہ دینی علوم کی تحصیل کی اور اسلام کے مبلغین کی حیثیت سے شہرت پائی۔ پھر پاک و ہند کے اونچے تعلیمی اداروں میں بلند مناصب پر فائز ہوئے۔ مثلاً علامہ علاؤالدین صدیقی مرحوم پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے اور خواجہ عبدالحئی فاروقی مرحوم نے جامعہ ملّیہ دہلی میں

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 190/286

استاذِ تفسیر کا منصب سنبھالا۔

۵۔حضرت مولانا مرحوم پاکیزہ فکر اور صاف ذہن کے مالک تھے وہ مسلکی تعصب سے پاک تھے۔اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ خود اپنا بہت بڑا حلقۂ ارادت وعقیدت رکھنے کے باوجود عمر بھر پہلے حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی مرحوم اور ان کے بعد مولانا سیّد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں لاہور کے منٹو پارک کے میدان میں (جواب اقبال پارک کے نام سے موسوم ہے) عیدین کی نماز ادا فرماتے رہے۔ہمیشہ صف اوّل میں امام کے پیچھے جا کر بیٹھ جاتے اور پورا خطبہ سننے کے بعد وہاں سے اُٹھتے۔

پھر ان کی یہ بلندئ کردار اور وسعتِ قلب ونظر ملاحظہ ہو کہ اپنی ایک صاحبزادی مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کے عقد میں دے دی جو مشہور اہلحدیث عالم ومبلغ، معروف مصنف ومناظر اور ہفت روزہ ''مسلمان'' اور ''جریدہ'' اہلحدیث'' کے نامور ایڈیٹر تھے۔رحمہا اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

۶۔ان کے انہی اوصاف کی وجہ سے ان کے ارادت مندوں میں احناف کے علاوہ اہلحدیث بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے ان کا یہ وصف قابل ذکر ہے کہ وہ معاصرانہ رقابت سے بالکل مبرّا تھے۔لاہور میں کسی ہم فکر عالمِ دین کے درسِ قرآن کا سلسلہ شروع ہوتا تو بدرجہ غایت خوش ہوتے۔ ۱۹۳۲ء یا ۱۹۳۳ء میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے مسجد مبارک (اسلامیہ کالج لاہور) میں درسِ قرآن کا آغاز کیا تو حضرت مرحوم مسجد مبارک میں گئے،مولانا ندوی رحمہ اللہ کو مبارکباد دی اور دعا فرمائی۔

۷۔مرحوم انتہائی جرأت مند عالمِ دین تھے۔وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس شہر میں نہایت دلیری کے ساتھ برملا تحریری اور تقریری صورت میں توحید کی تبلیغ کی اور زبردست مخالفت کے باوجود موحدین کی ایک عظیم جماعت پیدا کی۔جن میں

WWW.UBQARI.ORG

جدید تعلیم یافتہ اصحاب بھی شامل تھے اور قدیم اہل علم حضرات بھی!

۸۔انھوں نے اپنے تلامذہ اور اربابِ عقیدت کو علمی درس بھی دیا اور عملی بھی! یعنی علم اور عمل دونوں طریقوں سے ان کی تربیت کا اہتمام کیا۔

۹۔ان کی یہ خاصیت تھی کہ ہر اس سیاسی میدان میں بھی آگے آگے نظر آتے تھے جس میں ملک وملت کی بہتری مضمر ہو اور ہر علمی معرکے میں بھی سب سے پیش پیش رہتے تھے۔ وہ صحیح معنوں میں عالم باعمل تھے۔ان کی بھرپور علمی اور عملی زندگی کے کسی گوشے میں بار بار نظر دوڑانے کے باوجود کوئی خلا دکھائی نہیں دیتا۔ کتنے بھی دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھئے کوئی خامی نظر نہیں آئے گی۔''**فارجع البصر ہل تری من فطور ○ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصرُ خاسئا و ہو حسیر**''○

۱۰۔ان کی امورِ دنیا سے بے نیازی اور شغفِ خدمت دین کا یہ عالم تھا کہ عمر بھر بلا معاوضہ تبلیغِ اسلام کرتے رہے۔اگر کوئی بیرونِ لاہور سے بلاتا تو ان کا معمول تھا کہ وعدہ کرنے سے پہلے آمدورفت کے اخراجات کا جائزہ لیتے اگر اخراجات ہیں تو چلے جاتے ورنہ معذرت کر دیتے۔بلاشبہ تبلیغ دین ان کا پیشہ تھا لیکن اس سلسلے میں کسی سے کچھ لینا ہرگز ان کا شیوہ نہ تھا۔کیا اس مادی دور میں کوئی اور عالم دین اس اونچے کردار کا حامل کہیں نظر آتا ہے؟

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

اگر اللہ نے توفیق دی، حالات سازگار رہے اور قلم وقرطاس سے رابطہ قائم رہا تو یہ عاجز سلسلہ ''فقہائے ہند'' کے چودھویں صدی ہجری کے علمائے کرام اور فقہائے عظام کے حالات میں حضرت مرحوم کی علمی اور فقہی زندگی کے مفصل واقعات ضبطِ تحریر میں لائے گا............ **انشاء اللہ العزیز و علیہ**

5/26/22, 7:09 PM | اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



التکلان"۔

اس وقت تک گیارہویں صدی ہجری کے "فقہائے ہند" کے حالات چھپ چکے ہیں اور اب گیارہویں صدی ہجری کے فقہائے عالی مقام کے سوانح زیر ترتیب ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ وقت خیریت سے آئے جب کہ برصغیر پاک وہند کے ان بزرگانِ دین کے علمی کوائف معرضِ کتابت میں لاؤں جن کی زیارت وصحبت کا کچھ نہ کچھ خود بھی لطف اٹھا چکا ہوں اور ان سے استفادہ و استفاضہ کی محفلیں گرم رہی ہیں۔(امام اولیاء حضرت لاہوری نمبر،ص:۲۶۲ تا ۲۷۱)**وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم، اللھم وفقنا لما تحب وترضی"**

☆......☆......☆

## کتاب "تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی"

## میانہ روی کا محبت بھرا انداز

نام کتاب:۔تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی رحمہ اللہ...... مصنف:۔محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

ناشر:۔مولانا غلام رسول رحمہ اللہ ویلفیئر سوسائٹی

### ہر مسلک کا احترام:۔

میں ہر مسلک کے علمائے کرام کا احترام کرتا ہوں، میں نے مختلف مسالک کے ہزاروں علمائے کرام کے حالات لکھے ہیں۔اس فقیر پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص احسان ہے کہ برصغیر کے جتنے علمائے کرام کا تذکرہ اردو زبان میں میں نے کیا ہے اور کسی نے نہیں کیا۔میں حضراتِ علماء کی نفسیات کو بھی خوب جانتا ہوں۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۵۸)

## فروعی مسائل میں میانہ روی:۔

حافظ محمد سعید طاہر کی خدمت میں یہ گزارش کرنے کو بھی جی چاہتا ہے کہ علمائے کرام کسی فقہی مسئلے میں جھگڑیں یا نہ جھگڑیں، یہ ان کی صواب دید یا تحقیق پر موقوف ہے۔ لیکن ہم دونوں فیصلہ کرلیں کہ ہم آپس میں ہرگز نہیں جھگڑیں گے۔ کوئی بیس تراویح پڑھے، چالیس پڑھے، ساری رات پڑھتا رہے، آٹھ پڑھے۔ ہمارے نزدیک سب ٹھیک ہے۔ کوئی شخص تراویح نہ پڑھنا چاہے تو نہ پڑھے۔ فرض اور سنتیں اور وتر پڑھ لے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۵۸-۵۹)

## انگریز عورت کے ساتھ ہمدردی:۔

مولانا عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ ان کو رخصت کرنے کیلئے میاں صاحب کے مدرسے سے لاہوری دروازے کے باہر شاہدرہ تک ان کے ساتھ گئے۔ وہاں یہ دونوں ساتھی کھڑے آپس میں الوداعی باتیں کررہے تھے کہ سامنے ایک انگریز عورت پر نظر پڑی جو سخت زخمی حالت میں پیاس کی شدت سے بلک رہی تھی۔ لیکن کوئی اسے پانی نہ پلاتا تھا۔ انسانی ہمدردی کے پیش نظر یہ دونوں اس عورت کے پاس آئے اور کہیں سے پانی لاکر اسے پلایا۔

۱۸۵۷ء کا زمانہ انتہائی ہنگامہ خیز تھا۔ ابتداء میں ہندوستانی انگریزوں پر غالب آگئے تھے۔ اس وقت وہ اس قدر جوش میں تھے اور فضا ایسی پیدا ہوگئی تھی کہ انگریز بوڑھا ہو، بیمار ہو، عورت ہو، بچہ ہو اس کی امداد کرنا نہایت مشکل تھا، حالاں کہ اسلام کی رو سے زمانۂ جنگ میں یا کسی بھی صورت میں بچوں، بیماروں، بوڑھوں اور عورتوں کو تکلیف پہنچانا جائز نہیں، بلکہ جہاں تک ہوسکے ان کو تکلیف سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ اور مولانا عبداللہ رحمہ اللہ نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر اس عورت کی مدد کی۔

اس عورت کو کسی صورت میں مردانہ لباس پہنایا اور نہایت مشکل سے مسجد کے

حجرے میں لے کر آئے اور اس کے علاج کا سلسلہ شروع کیا۔ رات کو کچھ لوگوں کو شبہ ہوا تو وہ مسجد میں تلاشی کیلئے آ گئے۔ ان لوگوں سے کہا گیا کہ ایک مریض ہے جو حجرے میں لیٹا ہوا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ واپس چلے گئے۔

مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے اب وطن جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ چند روز کے علاج سے وہ عورت صحت یاب ہوگئی تو پتا چلا کہ وہ ایک انگریز کرنل کی بیوی ہے۔ اسے کسی طرح اس کے گھر پہنچایا گیا۔

اس عورت نے مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اپنی طرف سے خط لکھ کر انہیں دینا چاہا کہ کسی وقت ضرورت پڑے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے، لیکن مولانا نے خط لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا ہم نے اس کی مدد اور خدمت محض رضائے الٰہی اور انسانی ہمدردی کیلئے کی ہے، اس کا صلہ ہمیں اللہ ہی دے گا۔ اس عورت نے یہ بھی کہا کہ ممکن ہے ہندوستانیوں کی پکڑ دھکڑ تک نوبت پہنچ جائے، اس صورت میں یہ خط آپ کے کام آئے گا۔ اگر انگریزی حکومت سے کسی نے آپ کی شکایت کی تو متعلقہ لوگوں کو یہ خط دکھایا جا سکتا ہے، لیکن مولانا نہیں مانے، فرمایا ہم درویش لوگ ہیں۔ کوئی ہماری شکایت کیوں کرے گا اور ہمیں تکلیف پہنچا کر اسے کیا ملے گا۔

اس انگریز عورت کی صحت یابی کے بعد مولانا غلام رسول رحمہ اللہ نے اسے گھر پہنچایا اور پھر اس واقعہ کے کئی دن بعد دہلی سے وطن کو روانہ ہوئے۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۱۵۹ تا ۱۶۱)

## مسلکی جھگڑوں سے دامن کشاں:۔

مولانا رحیم بخش لاہوری خاموش طبع، منکسر المزاج اور تہجد گزار تھے۔ مسلکی جھگڑوں سے دامن کشاں رہتے اور اپنی بات مثبت انداز میں کرتے۔ صبح و شام مسجد میں قرآن و حدیث کا درس دیتے اور طلباء ان سے تعلیم حاصل کرتے۔ کسی شاگرد سے کوئی کام کراتے تو اس

WWW.UBQARI.ORG

کا معاوضہ ادا کرتے۔صرف چالیس برس عمر پائی۔۱۸ اصفر ۱۳۱۴ھ (۲۹ جولائی ۱۸۹۶ء) کو فوت ہوئے۔(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی،ص:۲۹۶)

## باہمی اتفاق اور اتحاد کی اہمیت:۔

یہ خط وہ علمائے کرام مہربانی فرما کر ضرور پڑھیں،جن کی عادت مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا ہے۔میرے عزیز چودھری فیض بخش،محمود خاں اور حاجی الحرمین خدا یار سلامت رہو۔فقیر غلام رسول کی طرف سے السلام علیکم......ان دنوں حاجی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ چند روز سے ہمارے اور ذیلدار کے درمیان کوئی بات چیت ہوئی ہے،جس کے بعد فیض بخش مسجد میں (آنے کا) شرف نہیں حاصل کرتے۔یہی معاملہ چند باتیں لکھنے کا باعث ہوا ہے۔بڑے غور سے سنئے کہ ہم سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننے کا جو فرمان ہے،اس میں برابر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مامور ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق رکھیں،خصوصاً اسلام کی نسبت کی وجہ سے باہم متفق رہیں۔آپس میں نفاق (رکھنا) اور اسلامی بھائیوں میں تفرقہ (ڈالنا) حرام ہے۔صلہ رحمی فرض ہے اور برکات کا ذریعہ اور نیک نامی کا سبب ہے:

زاتفاقِ مگس شہد می شود پیدا خدا چہ دولت و نعمت در اتفاق نہاد

"مکھیوں کے اتفاق سے شہد پیدا ہوتا ہے،اللہ تعالیٰ نے اتفاق میں کیسی دولت ونعمت رکھی ہے۔"

ذیلدار ذیلداری کو بھلا کر محمود خاں کے ساتھ حسن معاملہ سے پیش آئیں کہ بھائی آپس میں حسن سلوک رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشورے سے کام کرتے ہیں، اور محمود خاں کیلئے ضروری ہے کہ ملکیت کے غرور کو الگ رکھ کر ذیلدار کے ساتھ یوں اچھے اخلاق سے پیش آئیں،جس طرح کہ چھوٹے بھائی بڑے بھائیوں کے ساتھ پیش آتے ہیں۔جو مشورہ خلاف دین نہ ہو،اس سے باہر نہ جائیں۔حاجی صاحب خود بھی سوچیں

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کہ ہم درویش سیرت لوگ حسنِ خلق اور سیرتِ نیک کے پابند ہیں، سخت گیری جو کہ رضائے الٰہی کے خلاف ہے، اس سے الگ ہو کر یوں (برتاؤ) کریں کہ ہم میں سے کسی مسلمان کا دل آزردہ نہ ہو اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ اور فساد نہ ہو، کیوں کہ حدیث صحیح میں آیا ہے جو مسلمان کے ساتھ تین روز میں صلح نہ کرے، اس کے ایمان میں خلل ہے۔ اگر ناراض نہ ہوں تو شیخ سعدی رحمہ اللہ کا شعر لکھوں، خوب کہا جو کہا:

حاجی تو نیستی شتراست از برائے آنکہ بے چارہ خار می خورد و بار میں کشد

"تو حاجی نہیں (بلکہ) اونٹ ہے، جو بے چارہ کانٹے کھاتا ہے اور بوجھ اٹھاتا ہے۔"

جی ہاں! اس سے بھی زیادہ ذیلدار اور محمود خاں کی بے اتفاقی فساد اور تفرقے کا سبب ہے:

چرا ایشاں نمی باشند چوں شیرو شکر باہم عجب ذوقے بکام دیں رسد زیں کامرانی ہا

"وہ آپس میں شیر و شکر کیوں نہیں ہوتے۔ یہ ایسا عجیب ذوق (عمل) ہے، جس سے دین کے کام کو کامیابیاں ملتی ہیں۔"

جو صلح کا آغاز کرتا ہے، اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ اس نصیحت پر کاربند ہوں گے اور سب کے ساتھ صلح سے پیش آئیں گے اور کاموں کا انتظام دونوں مشورے سے کریں گے:

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند جوانانِ سعادت مند پندِ پیر دانا را

"اے جاناں! نصیحت سن لے کہ سعادت مند جوان دانا بوڑھے کی نصیحت کو جان سے بھی زیادہ دوست رکھتے ہیں۔"

حافظ (شیرازی رحمہ اللہ) کا شعر ہے:

بہ مجلس نوجواناں راکہن پیرے ضرور آمد حرارت دارد ایں معجون و طبا شیرے ضرور آمد

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 197/286

”نوجوانوں کی مجلس کیلئے تجربہ کار بوڑھا ضروری ہے،(کیوں کہ) یہ معجون گرمی رکھتی ہے اور (اس کیلئے) ایک طباشیر لازمی ہے۔“

اس فقیر کی جانب سے ہر تین (صاحبان) کیلئے بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ اس کی ذات پاک انہیں ظاہری اور باطنی اطمینان نصیب کرے۔ جاننا چاہیے کہ ہمارے دینمیں دو چیزیں ہیں: ”**ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نہکم عنہ فانتھوا**“(سورۃ الحشر، آیت:۷)

ایک حکم کا بجالانا اور دوسرا منع کردہ چیزوں اور گناہوں سے رک جانا۔ خصوصاً جو آدمی حرام پر قدرت رکھتا ہو، اور پھر وہ (اس سے) بچے، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور بعض فرشتوں سے اس کے درجات بڑھ جائیں گے۔ کون آدمی زندگی میں حرام خوری کو پیشہ بناتا ہے، جو اپنی آخرت کا فکر رکھتا ہے۔ فقط والسلام: غلام رسول از قلعہ

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی، ص:۳۵۱-۳۵۴)

☆......☆......☆

## ”سوانح گکھڑوی“ صاف دلوں کا تذکرہ

نام کتاب:۔ سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی...... مصنف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

### فروعی اختلاف کے باوجود دل صاف تھے:۔

مشہور دیوبندی عالم مولانا سرفراز خاں صفدر رحمہ اللہ کا تعلق سکونت گکھڑ سے تھا۔ وہ بہت سی کتابوں کے مصنف اور معروف مدرس تھے۔ مولانا احمد الدین رحمہ اللہ کا مسکن بھی گکھڑ تھا۔ سنا ہے کہ ان کا آپس میں کبھی جھگڑا نہیں ہوا تھا۔ البتہ ایک مرتبہ سورہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلے پر گفتگو ہوئی اور اس موضوع پر مناظرے کا فیصلہ ہوا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ مولانا صفدر صاحب رحمہ اللہ نے اس فیصلے پر عمل نہ کیا۔ مولانا احمد الدین رحمہ اللہ نے

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اشتہار شائع کر دیا کہ مولانا صفدر صاحب رحمہ اللہ مناظرے سے گریز کر رہے ہیں۔اس سے قبل دونوں کا ایک دوسرے سے میل ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا تھا لیکن اشتہار کی اشاعت کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔اس اثناء میں مولانا سرفراز صفدر صاحب رحمہ اللہ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔حج سے واپس آئے تو مولانا احمد الدین رحمہ اللہ ملاقات کے لیے ان کے گھر گئے۔حج کی مبارک باد دی اور انھیں کھانے پر اپنے گھر بلایا۔ وہ تشریف لائے مولانا احمد الدین رحمہ اللہ نے عزت و تکریم کے ساتھ کھانا کھلایا اور پوچھا کہ آپ نے مجھ سے تعلقات کیوں منقطع کر لیے؟ مولانا سرفراز رحمہ اللہ نے فرمایا: "تلک الایام نداولھا بین الناس" بہر حال دونوں کے دل صاف ہو گئے اور میل جول کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 81)

## مناظرے میں مصالحت کا نتیجہ:۔

یہ مناظرہ فروری 1936ء میں ہوا تھا۔اس کا موضوع نماز میں رفع الیدین کرنا تھا۔احناف کے مناظر مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تھے اور اہل حدیث کے تھے مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ۔

سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری مرحوم احناف کے دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور عالم تھے۔انھیں بعض اہلحدیث حضرات بھی اپنے جلسوں میں تشریف آوری کی دعوت دیا کرتے تھے اور وہ ان کے جلسوں میں شرکت فرماتے اور تقریر کرتے تھے مسئلہ توحید پر وہ بڑا مؤثر وعظ فرماتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے ذہن میں حنفیت نے بھی مضبوطی سے پنجے گاڑ رکھے تھے۔

بہر حال مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ کو حضرت شاہ عنایت اللہ صاحب بخاری رحمہ اللہ سے بھی مناظرے کا موقع ملا۔

مناظرے کے بعد لوگوں کی درخواست پر اسی میدان میں مشترکہ طور پر احناف

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 199/286

اور اہل حدیث مقرروں کی اصلاحی اور مصالحتی تقریریں ہوئیں، جس کا عوام پر بہت اچھا اثر ہوا۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 82)

## باہمی اختلاف میں کیا کیا جائے:۔

دینی مسائل کی تعبیر میں اختلاف کوئی بُری بات نہیں ہے۔اختلاف ہوتا رہتا ہے۔اس سے نہ کوئی اسلام سے خارج ہوتا ہے، نہ اس کے لیے جنت سے محرومی لکھی جاتی ہے۔اس سلسلے میں فراخ دلی کا ثبوت دینا چاہئے۔اختلاف کو کفر و اسلام کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 117)

## مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ:۔

مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ کے ہم ضلع علماء میں سے مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رحمہ اللہ کا نام نامی قابل ذکر ہے۔ وہ مشہور مقرر اور معروف مناظر تھے۔حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کے نواسے تھے۔ان کے دادا مولانا غلام نبی سوہدروی رحمہ اللہ نہایت متقی عالم دین تھے۔جو حضرت حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ اور حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ کے فیض یافتہ تھے۔مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ کے والد بھی اپنے عہد کے ممتاز عالم تھے، جن کا اسم گرامی مولانا عبدالحمید رحمہ اللہ تھا۔

مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ جنوری 1901ء میں پیدا ہوئے۔انھوں نے تصنیف و تالیف اور تقریر و خطابت میں بڑی شہرت پائی۔مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ نے ان کے ساتھ ملک کے بہت سے تبلیغی اجتماعات میں شرکت کی اور دونوں زندگی بھر کتاب و سنت کی ترویج میں مشغول رہے۔مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے 6 نومبر 1959ء کو وفات پائی۔ان کا تذکرہ اس کتاب کے دوسرے باب میں (بہ سلسلہ گوجرانوالہ کے چند علمائے کرام) ہو چکا ہے۔

(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص 119)

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM | اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## اختلاف کے باوجود میل ملاقات کے عادی:۔

اختلافات کے باوجود مولانا احمد الدین رحمہ اللہ میل ملاقات کے عادی تھے اور مہمان نوازی ان کا قابل ذکر وصف تھا۔حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے بارے میں سنا ہے کہ ان کا کوئی ایسا حریف جو امرتسر سے باہر کے کسی مقام سے ان کے ساتھ مناظرے کے لیے آتا تو مناظرے کے بعد وہ اسے اپنے ہاں قیام کی دعوت دیتے۔وہ یقیناً ان کے ہاں قیام نہیں کرتا ہوگا،انہی لوگوں کے ہاں ٹھہرتا ہوگا جنہوں نے اُسے مناظرے کے لیے بلایا ہوگا،لیکن مولانا رحمہ اللہ کا اخلاق انھیں مجبور کرتا تھا کہ اسے اپنے ہاں ٹھہرنے کی دعوت دی جائے۔(سوانح مولانا احمد دین گکھڑوی ص128)

☆......☆......☆

## کتاب ''سوانح داؤد غزنوی'' میانہ روی کا محبت بھرا انداز

نام کتاب:۔سوانح داؤد غزنوی...... ترتیب وتحریر:۔سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ

### علمائے دیوبند سے حسن عقیدت:۔

حضرت والد علیہ الرحمہ کی تاریخ وفات سولہ دسمبر 1963ء ہے۔ان کی وفات سے ایک دو برس بعد ہی ان پر کتاب مرتب کرنے کا اردہ کیا تھا۔یہ خواہش بھی تھی کہ حضرت میاں ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ ناظم ندوۃ العماء لکھنؤ جن کی شخصیت مجھے عزیز ہے کے نگارشات قلم بھی کتاب میں شامل ہوسکیں۔(سوانح داؤد غزنوی ص7)

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## کسی فرقہ پر نکتہ چینی نہ کرنا:۔

مجھے کبھی یاد نہیں کہ آپ رحمہ اللہ نے خطبہ میں کسی قسم کی درشت نکتہ چینی کسی شخص یا کسی فرقہ پر کی ہو۔" **رحمۃ اللہ علیہ**"(سوانح داؤد غزنوی)

## علمائے دیوبند کا خراج عقیدت:۔

اچانک انکی وفات کی اطلاع ملی نہ صرف خاندان غزنوی اور نہ صرف جماعت اہل حدیث بلکہ اس برعظیم پاکستان وہند کے دینی وعلمی حلقے میں اور علماء کی صف اول میں ایک باوقار کرسی خالی ہوگئی جس کا پُر ہونا آسان نہیں معلوم ہوتا۔مولانا کی دلآویز شخصیت،اُن کا فکری توازن اوراعتدال،اُن کے وسیع روابط،ان کی مجاہدانہ سرگرمیاں ،ان کا علمی ذوق،عقائداوراپنے مسلک میں پختگی اور استقامت کے ساتھ سلف کا عمومی احترام،خاندانی ذوق اور روحانی چاشنی ۔ یہ سب وہ خصوصیات ہیں جن کے حامل بہت کم نظر آتے ہیں۔(سوانح داؤد غزنوی ص 27)

## نفرتوں سے دور متوازن شخصیت:۔

جب ان کی صحت اچھی نہ رہی تو وہ گوشہ نشین ہوگئے اور یہ دور بھی انتہائی سلامت روی سے گزارا۔کبھی کسی سے پرخاش گوارانہ کی۔اچھے اورنیک کاموں میں سب کا ساتھ دیا۔وہ فطرتاً متوازن اور مستقیم تھے۔اختلاف رائے کے وقت بھی سب کے ساتھ محبت،بہی خواہی اورخیرسگالی کا برتاؤجاری رکھا۔عداوت کوان کے دلی خلوص کی منزل میں کبھی بارنہ ملا۔(سوانح داؤد غزنوی ص 38)

## وسعت نظری کے لیے فکر مند ہونا:۔

لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم بہت زیادہ بحث ومناظرہ کی وجہ سے مسائل کی ان چند گنی چنی دیواروں میں محصور ہوکر رہ گئے ہیں جن کو گروہی عصبیت اور تنگ نظری نے پیدا کیا ہے۔چنانچہ آج اہلحدیث کے معنی ایسے گروہ کے نہیں کہ جن کی

5/26/22, 7:09 PM	اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



نظر اسلام کے پورے حکیمانہ نظام پر ہو، جن کے عمل سے اسلام کی تمام اخلاقی، اجتماعی اور رُوحانی قدروں کا خصوصیت سے اظہار ہوتا ہو اور جو روزمرہ کی عام زندگی میں ہر قدم پر کتاب وسنت کی تصریحات کے متلاشی ہوں۔ آج اہلحدیث کے معنی اس کے برعکس ایک ایسے شخص یا جماعت کے ہیں جن کی دلچسپیوں کا محور عموماً صرف چند مسائل، چند بحثیں اور چند فرسودہ مناظرانہ کاوشیں ہیں۔

(سوانح داؤد غزنوی صفحہ 43)

## ائمہ اربعہ کی عزت اور احترام:۔

منٹگمری کے خطبہ جمعہ میں ایک انتہائی اہم بات جو مولانا رحمہ اللہ نے فرمائی اور جس کی جانب تمام اہل حدیث حضرات کو خصوصی طور پر متوجہ ہونا چاہیے! وہ یہ تھی کہ اگرچہ ہم ائمہ اربعہ رحمہم اللہ سے اختلاف کرتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم ان کی عزت نہیں کرتے یا ان کی قدرومنزلت سے آگاہ نہیں ہیں۔ خدا شاہد ہے کہ ہمارے دلوں میں ان کا اسی قدر احترام موجود ہے جس قدر ان کے مقلدین کے دلوں میں ہے۔

## گستاخ ائمہ اربعہ پر تنقید:۔

اس سلسلے میں مولانا رحمہ اللہ نے سامعین (جو اکثر وبیشتر اہل حدیث تھے) کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی کہ دُوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی توہین کرتے ہیں بلاوجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلاء ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں۔ یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

## ائمہ کا حد ادب:۔

ہم ان ائمہ دین رحمہم اللہ کے دسترخوان کے جھوٹے ٹکڑے کھانے والے ہیں۔

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____	203/286

## اختلاف ائمہ میں وسعت ظرفی:۔

راقم الحروف کے لیے اول تو یہ فراخی قلب ہی بہت غیر متوقع تھی کہ جمعیت اہلحدیث کے صدر اپنی جمعیت کے لوگوں کو ائمہ اربعہ کی تعظیم وتکریم کی اس درجہ شدت کے ساتھ تلقین کریں ،لیکن شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت کا تعظیم آمیز کلمہ تو بہت ہی حیرانی کا موجب ہوا۔ چنانچہ جُمعہ کے بعد جب ایک جگہ کھانے پر ملاقات ہوئی تو مجھ سے نہ رہا گیااور میں نے عرض کر ہی دیا کہ حضرت ! آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ کا تذکرہ تعظیم وتکریم کے ساتھ کیا حالانکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے ان کے بارے میں بہت سخت ہےاس کا جو جواب مولانا مرحوم نے دیا وہ اس قابل ہے کہ سنہری حروف سے لکھا جائے اور دین کے تمام خادم اس کو حرز جان بنالیں۔میری بات سن کر مولانا نے قدرے توقف کے بعد فرمایا:

ڈاکٹر صاحب !ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن عربی رحمہ اللہ دونوں ہی ہمارے بزرگ ہیں۔اپنے آپس کے اختلاف کو وہ جانیں ! ہم خورد ہیں اور خورد رہنے ہی میں عافیت سمجھتے ہیں ! مولانا نے یہ الفاظ اتنے شدید تاثر کے ساتھ فرمائے کہ ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے ! واقعہ یہ کہ میں عرض نہیں کرسکتا کہ مولانا رحمہ اللہ کے اس منکسرانہ قول سے میرے دل میں ان کی عزت میں ایک دم کس قدر اضافہ ہوااوران کا احترام کتنا بڑھ گیا! (سوانح داؤد غزنوی ص 88)

## علمائے دیوبند کا اقتداء میں نماز پڑھنا:۔

حضرت مولانا مسلکاً سلفی العقیدہ اہل حدیث اور متبع کتاب وسنت ،مگر متشدد نہیں تھے۔ائمہ مجتہدین بالخصوص حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا پورا پورا احترام کرتے تھے ۔فروعی مسائل میں کبھی نہیں الجھتے تھے یہی وجہ تھی کہ دیو بندی علماء آپ کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔خود مولانا صاحب رحمہ اللہ کا اپنا بیان ہے کہ مولانا مفتی کفایت



WWW.UBQARI.ORG
Privacy

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اللہ صاحب مرحوم کے بعد جمعیت علماء ہند کے صدر مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ شیخ الحدیث دارلعلوم دیو بند رہے اور نائب صدر کا عہدہ بھی تفویض ہوا۔ یہ معلوم ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مذہب کے بارے میں نہایت متقشف اور سخت گیر تھے ،مگر نماز کے وقت امامت کے لیے مولانا حسین احمد مرحوم مجھے آگے کر دیتے اور میری اقتداء میں نماز پڑھتے ۔حضرت مولانا احمد علی مرحوم امیر انجمن خدام الدین لاہور تمام عمر عیدین کی نماز حضرت مولانا داؤد غزنوی مرحوم کی اقتدار میں نماز پڑھتے رہے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 114)

## فقہی اختلاف کے باوجود احترام کرنا:۔

نماز میں جمع تقدیم کے بھی وہ قائل نہ تھے۔ان کا نقطہ نظر یہ تھا اور اس پر انھیں اصرار تھا جس نماز کا وقت نہیں ہوا،وہ کیوں پڑھی جائے۔اس سلسلے کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے: ایک مرتبہ تنظیم جماعت کے ضمن میں مولانا غزنوی رحمہ اللہ مولانا محمد اسماعیل مرحوم اور مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ ضلع لاہور کے ایک قصبے موضع کھڈیاں گئے۔میں بھی ساتھ تھا۔نماز جمعہ وہاں پڑھی اور علاقے کے لوگوں کو خطاب کیا۔وہاں سے چلے تو قصور پہنچے اور نماز مغرب قصور کی مسجد اہل حدیث میں ادا کی۔فرض پڑھنے کے بعد مولانا غزنوی رحمہ اللہ تو حسب معمول وظیفے میں مشغول ہو گئے اور مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے عشاء کی نماز پڑھنا شروع کر دی۔وظیفے کے بعد مولانا نے مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا یہ آپ نے مغرب کی نماز کے بعد کیا پڑھا ہے؟ کہا: نماز عشاء فرمایا: کیوں؟ کہا: مغرب کے ساتھ عشاء جمع کر لی ہے۔

فرمایا عشاء کا وقت تو ابھی نہیں ہوا۔آپ نے قبل از وقت نماز کیوں پڑھی؟ لیکن مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ ان کا اس درجہ احترام کرتے تھے کہ بجائے اپنے حق میں دلائل دینے کے خاموش ہو گئے۔

## جماعتی انحطاط کی اہم وجہ ائمہ کی بے ادبی:۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 205/286

ائمہ کرام رحمہم اللہ کا ان کے دل میں انتہائی احترام تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہل حدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: مولوی اسحاق ! جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددُعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہہ دیتا ہے۔ پھر اُن کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کے عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں اُن میں اتحاد و یک جہتی کیوں کر پیدا ہوسکتی ہے۔ "**یا غربة العلم انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ**" (سوانح داؤد غزنوی ص136)

## اختلاف کے باوجود ادب واحترام برقرار رہنا:۔

مولانا رحمہ اللہ کی بیشمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ علمائے کرام کی بڑی تکریم کرتے اور ان کا نام ادب واحترام سے لیتے۔ "الاعتصام" میں اختلافی اور مسلکی مضامین کی اشاعت کے سلسلے میں تاکید فرماتے کہ اسلوب تحریر مثبت ہونا چاہئے۔ کسی کی مخالفت خدمت دین نہیں ہے۔ اگر کسی صاحب علم کے فکری رجحانات سے عدم اتفاق کا اظہار ضروری ہو، تو اس کا نام عزت واحترام سے لیا جائے اور اس کی ذات کو حدف تنقید نہ بنایا جائے، بلکہ دائرہ بحث فقط اصل مسئلے تک محدود رکھا جائے۔ اپنی اسی خوبی کی بناء پر ان کو علماء کے تمام حلقوں اور فقہی مکاتب فکر میں مقبولیت ومحبوبیت حاصل تھی۔

## کشف قبور سے اعتراض کیونکر ہے:۔

ان کے رجحانات تصور اور میلانات فقہیہ کے بارے میں ان کے احساسات کس درجہ نازک تھے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجیے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا

WWW.UBQARI.ORG

احمد علی مرحوم نے مجلس ذکر میں کشف قبور کے متعلق کچھ تجربات ومشاہدات بیان فرمائے اور کہا کہ قبر میں میت جن حالات سے دوچار ہو اس کا انہیں مشاہدہ ہوجاتا ہے، میں نے ''الاعتصام'' میں اس پر ایک شذرہ لکھا اور نہایت ادب سے شرعی نقطہ نظر کی روشنی میں چند سطور میں مولانا رحمہ اللہ کے نقطہ نظر سے اظہار اختلاف کیا۔اس سے تیسرے یا چوتھے روز بعد مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا: ایڈیٹر صاحب! میں نے مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کے کشف قبور کے بارے میں آپ کا ادارتی نوٹ پڑھا۔آپ یہ فرمایئے اگر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ اتنے نیک ہوجائیں کہ انہیں کشف قبور ہونے لگے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟

ان چند الفاظ سے میرا مسئلہ حل ہو چکا تھا اور میرے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہ تھا کہ بلا تامل عرض کردوں کوئی اعتراض نہیں ہے (سوانح داؤد غزنوی ص139 )

## حضرت لاہوری اور غزنوی رحمہا اللہ کے تعلقات:۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی عظیم خصوصیت یہ تھی کہ اُن کا ظرف بہت وسیع تھا۔ انتہائی وسعت قلب کے مالک تھے اور ایک خاص مسلک فقہ کے پابند ہونے کے باوجود تعصّبات سے اُن کا دل بالکل صاف تھا۔اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ عیدین کی نماز ہمیشہ ان کی اقتداء میں ادا فرماتے حالانکہ خود اُن کا حلقہ بہت وسیع تھا۔پھر نہ صرف مولانا غزنوی رحمہ اللہ کی موجودگی میں بلکہ ان کی غیر حاضری اور زمانہ اسارت میں بھی اُنھوں نے اپنے پورے حلقہ ارادت کے ساتھ منٹو پارک میں عیدین کی نمازیں پڑھی اور صف اول میں بیٹھے۔

مولانا احمد علی رحمہ اللہ سے ان کے تعلقات بہت گہرے تھے اور یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کی انتہائی تکریم کرتے تھے مشترکہ معاملات اور اسلام اور مسلمانوں کے عام مفاد کا کوئی مسئلہ سامنے آتا،تو مولانا غزنوی رحمہ اللہ یا تو خود ان

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کی خدمت میں تشریف لے جاتے یا ٹیلی فون پر رابطہ پیدا کرتے۔

مولانا احمد علی مرحوم کی وفات کی اطلاع ملی تو مولانا رحمہ اللہ نے نہایت حزن وملال کا اظہار کیا اور فرمایا آج دین کا ایک ستون گر گیا ہے اور میرے قریبی رفقاء میں ایسا خلاء پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پُر نہیں ہو سکے گا۔ ساتھ ہی فرمایا: اب ہم چند روز کے مہمان ہیں اور آہستہ آہستہ یہ دور ختم ہو جائے گا۔

مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے جنازے پر آئے تو یہ عاجز ان کے ہمراہ تھا۔ راستے میں انہی کی زندگی کے واقعات بیان کر کے روتے رہے۔

## مُفتی محمد حسن اور حضرت غزنوی رحمہا اللہ:۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مکتب فکر سے متعلق حضرات سے بھی ان کے بہت مراسم تھے بالخصوص مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ خاص مولانا مفتی محمد حسن مرحوم سے قلبی لگاؤ تھا مفتی صاحب مرحوم ایک ٹانگ سے معذور تھے، اس لیے ان کو گھر سے باہر نکلنے میں مشکل پیش آتی تھی، لیکن وہ اپنی اس معذوری کے باوجود مولانا رحمہ اللہ کے پاس آتے اور دونوں کے درمیان خاصی دیر تصوف اور دیگر مسائل پر سلسلہ گفتگو جاری رہتا۔

مولانا تو نماز عصر کے بعد ہفتے عشرے میں ایک دو مرتبہ بالعموم ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ کا بھی اصل موضوع تصوف تھا اور مولانا رحمہ اللہ کا بھی۔ یہ دونوں بزرگ اکثر اسی موضوع سے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔

## مولانا سید ابوالحسنات مرحوم اور حضرت غزنوی رحمہا اللہ:۔

مولانا سید ابوالحسنات مرحوم بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے، لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے مسلکی تعصّبات سے ان کا دل صاف تھا۔ تحریک ختم نبوت کے زمانے میں مولانا کی وساطت سے ان کو کسی حد تک قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ نماز کا وقت آتا، تو مولانا ان سے امامت کے لیے اصرار کرتے اور وہ مولانا سے۔ مجھے کئی

Privacy

دفعہ مولانا کے پیغام بر کی حیثیت سے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔وہ ان کا ذکر بہترین الفاظ سے کرتے۔(سوانح داؤد غزنوی ص145)

## جامعیت اور ہمہ گیری کا ثبوت:۔

مفتی محمد حسن رحمہ اللہ،مولانا احمد علی رحمہ اللہ اور سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ ایسے بزرگوں کے ساتھ مولانا داؤد غزنوی مرحوم کے تعلقات ان کی شخصیت کی جامعیت اور ہمہ گیری کا بہت بڑا ثبوت ہیں۔(سوانح داؤد غزنوی ص183)

## امام اعظم کی گستاخی کا وبال:۔

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مفتی محمد حسن رحمہ اللہ کی ملاقات میں بعض اوقات مُفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ بھی شامل ہوتے تھے۔مولانا داؤد غزنوی اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمہما اللہ کے درمیان بھی گہرے روابط تھے۔مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے مولانا داؤد غزنوی اور مُفتی محمد حسن رحمہما اللہ دونوں کی وفات کے بعد ایک محفل میں فرمایا تھا۔اب میرا کراچی سے لاہور آنے کو جی نہیں چاہتا کیونکہ مجھے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مفتی محمد حسن رحمہ اللہ نظر نہیں آتے اور میں ان دونوں کی علمی گفتگوؤں سے محظوظ نہیں ہوسکتا۔مفتی محمد حسن رحمہ اللہ نے ایک بار مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا۔وہ واقعہ یوں تھا کہ امرتسر میں ایک محلہ تیلیاں تھا جس میں اہلحدیث حضرات کی اکثریت تھی۔اس محلے کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی۔وہاں عبدالعلی نامی ایک مولوی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے پڑھا کرتے تھے ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا کہ ابوحنیفہ(رحمہ اللہ)سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں کیونکہ اُنہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے اُن سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔

اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کو پہنچی،وہ بزرگوں کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے انہوں نے یہ بات سنی تو اُن کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ

ہو گیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبدالعلی) کو مدرسے سے نکال دو۔ وہ طالب علم جب مدرسے سے نکالا گیا تو مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو جائے گا۔

مفتی محمد حسن رحمہ اللہ راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اُسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا۔

اس واقعے کے بعد کسی نے امام صاحب مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے سوال کیا: حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائیگا۔

فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی اُسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آ گئی کہ:

"من عادی لی ولیّا فقد اٰذنته بالحرب" (جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں)

میری نظر میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ولی اللہ تھے جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا، تو جنگ میں ہر فریق دُوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے۔ اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں اس لیے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا۔

(سوانح داؤد غزنوی ص 192)

## مفتی صاحب اور حضرت غزنوی کے خوشگوار لمحات:۔

(ا) ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ والد صاحب کے پاس تشریف لائے۔ اُن کے سامنے چائے رکھی گئی۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے کسی وجہ سے کُچھ دیر توقف فرمایا تو والد صاحب نے کہا:

آپ چائے پیتے کیوں نہیں؟ پھر مُفتی صاحب نے کہا: دیکھیے میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ چائے پئیں کیونکہ اس صورت میں مطلب یہ ہوتا ہے کہ دراصل چیز تو میری

WWW.UBQARI.ORG

ہے لیکن آپ حاصل کر سکتے ہیں اور پہلی صورت میں مفہوم یہ ہے کہ چیز آپ ہی کا حصہ ہے پھر آپ استعمال کیوں نہیں کرتے؟

اس نکتے پر مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے ذُومعنیین بات کہی فرمایا: واہ مُفتی صاحب یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

ایک زمانے میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کی تفسیر نہایت شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ اُن دنوں وہ جب کبھی مفتی صاحب رحمہ اللہ سے ملنے تشریف لاتے تو اُس تفسیر کے بارے میں اپنے خوشگوار تاثرات بیان فرماتے تھے۔ ایک روز فرمانے لگے کہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر کے مطالعے کے دوران بعض اوقات میرا جی چاہتا ہے کہ میں اُن کا کوئی فقرہ یا لفظ بدل دوں لیکن آخر غور وخوض کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ وہاں وہی فقرہ یا لفظ ٹھیک بیٹھتا ہے۔

یہ بات سن کر مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جواب میں کہا: یہ فہم بھی آپ ہی کو عطاء ہوا ہے یہ بھلا کس کس کو نصیب ہے۔

مولانا غزنوی رحمہ اللہ اور حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ کی مُلاقاتوں کا مقصد زیادہ تر ایمان تازہ کرنا اور آخرت کی یاد تھا۔

## مفتی صاحب رحمہ اللہ کا ذکر اللہ میں استغراق:۔

(۲) (مفتی صاحب کے بیٹے کے بیان فرمودہ واقعات) والد صاحب اکثر مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: مجھے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی بیباکی اور دلیری بہت پسند ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی بات ہو تو میں اُن سے کہہ دوں اور وہ آگے لوگوں تک پہنچادیں کیونکہ انکی تقریر کا انداز بہت واضح اور دل نشین ہے۔ بات انکے دل سے نکلتی ہے اور دلوں میں جا گزیں ہو جاتی ہے۔

مفتی صاحب اور مولانا داؤد غزنوی رحمہا اللہ دونوں میں اس قدر بے تکلفی تھی کہ

WWW.UBQARI.ORG

وہ ایک دوسرے سے اپنی باتیں چھُپاتے نہیں تھے۔ جب مفتی صاحب کی ٹانگ آپریشن کے ذریعے کاٹ دی گئی تو ایک روز مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ والد صاحب کی عیادت کے لیے ہسپتال میں تشریف لائے۔ وہاں مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ پہلے سے موجود تھے اُنہوں نے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو یہ واقعہ سنایا کہ مفتی صاحب رحمہ اللہ نے آپریشن کے وقت بے ہوشی کا ٹیکہ لگوانے سے انکار کردیا تھا اور ڈاکٹروں سے کہا تھا کہ آپ لوگ اپنا کام کریں میں اپنا کام کروں گا اور وہ کام یہ تھا کہ مفتی صاحب رحمہ اللہ اس وقت اللہ کی یاد میں محو ہو گئے تھے۔

اس موقع پر مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے بتایا کہ آپریشن کی رات بھی اُن کی نماز تہجد فوت نہیں ہوئی تو مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے۔

## عطاء کردہ خاص وظیفہ:۔

(۳) گزشتہ سال میری والدہ حج کے لیے تشریف لے گئیں۔ وہاں ایک روز مدینہ منورہ میں ایک وظیفے کے سلسلے میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے بتایا تھا اور کہا تھا کہ صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان یہ چالیس بار پڑھنا چاہیے وہ وظیفہ یہ تھا۔

**”یا حی یا قیوم لا الہ الا انت برحمتک استغیث“**

یہ واقعہ سن کر مجھے خیال آیا کہ مولانا داؤد غزنوی اور والد صاحب رحمہما اللہ کے درمیان اکثر تبادلہء اذکار بھی ہوا کرتا تھا۔

## الفاظ درود میں زیادتی:۔

(۴) میرے والد صاحب نے ایک موقع پر مُجھے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دن مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ آئے اور کہنے لگے:

میں درود شریف پڑھتا ہوں تو اُس کی عظمت بڑھانے کے لیے کُچھ اور کلمات اس میں شمار کرلیتا ہوں۔ سوچتا ہوں کہ یہ بے ادبی یا سنت کی خلاف ورزی تو نہیں؟

یہ بات ہو رہی تھی کہ اچانک مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تشریف لے

آئے مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے اُنہیں مخاطب ہوکر کہا۔آیئے مولانا! اس وقت آپ کی ضرورت پڑگئی پھر انہیں مولانا داوٗد غزنوی رحمہ اللہ کا سوال سنایا۔مولانا ادریس صاحب رحمہ اللہ نے کہا۔اس میں کوئی اشکال نہیں اور قرآن کی اس آیت سے استنباط فرمایا کہ"یاایھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما"

اس میں صلو اور سلمو کے صیغے مطلق ہیں اس اطلاق میں یہ خاص شکل بھی شامل ہے۔مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے یہ بات سنی تو فرمایا: جزاک اللہ! آپ نے خوب جواب دیا۔ (سوانح داوٗد غزنوی ص195)

## بے تعصبی اور وسعت مسلک:۔

(۵) مولانا داوٗد غزنوی، مفتی محمد حسن اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہم اللہ کسی محفل میں یکجا ہوتے تو گفتگو میں □ مزید شگفتگی پیدا ہو جاتی تھی۔مولانا ادریس صاحب اپنے ضعف جسمانی کے باعث دوسجدوں کے درمیان ذرا وقفہ کرتے تھے۔مولانا داوٗد ایک بار یہ صُورت دیکھ کر فرمانے لگے: مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ"قولاً"حنفی ہیں لیکن عملاً اہلحدیث ہیں"۔

مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس بات سے محظوظ ہوکر کہا: کیوں نہ ہوں حدیث کے اُستاد ہیں۔

اس سے آپ ان بزرگوں کی بے تعصبی اور وسعت مسلک کا اندازہ کر سکتے ہیں!(سوانح داوٗد غزنوی ص196)

## اُنسیت ذکر اور حضرت تھانوی کا جواب:۔

(٦) ایک دفعہ مولانا داوٗد غزنوی رحمہ اللہ فرمانے لگے: میں جب ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہوں تو کبھی جی چاہتا ہے کہ وہ درود پڑھوں اور کبھی جی چاہتا ہے کہ بعض دوسرے اذکار میں سے کچھ پڑھوں۔اس سلسلے میں انسب کیا ہے؟

مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے کہا: یہ سوال ایک بار میرے دل میں بھی پیدا ہوا تھا

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اور میں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو لکھا کہ آپ نے مجھے جو وظیفہ بتایا تھا، اُس سے فراغت کے بعد کبھی میرا جی چاہتا ہے کہ فلاں ذکر کروں اور کبھی جی میں آتا ہے کہ فلاں ذکر کروں اس سلسلے میری رہنمائی فرمائیے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جواب میں لکھا: یہ سب دستر خوان باطنی کے کھانے ہیں جب ایک میز پر بہت سے کھانے پڑے ہوئے ہیں تو اُن میں ترتیب قائم نہیں کی جاسکتی۔ ایسے ہی اوراد واذکار میں طبیعت کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہے۔

مولانا داؤد رحمہ اللہ یہ بات سن کر بولے: جزاک اللہ! آپ نے میرے دل سے بڑا بوجھ اُتار دیا۔

## اصل صوفی اہلحدیث کو ہونا چاہیے:۔

(۷) ایک بار مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ تشریف لائے تو فرمانے لگے: مُفتی صاحب رحمہ اللہ! تصوف کے بارے میں کوئی اچھی کتاب بتائیے۔

مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے کہا: آپ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب "**تعلیم الدین**" دیکھ لیجئے مولانا داؤد رحمہ اللہ نے بازار سے کتاب منگوائی تو اُس میں تصوف کا باب شامل نہیں تھا۔ اس پر مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے انہیں اپنا نسخہ دے دیا اور فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ اصلی صوفی تو اہلحدیث کو ہونا چاہئے کیونکہ احادیث کی کتابوں میں حسد، کینہ، کبر، غضب وغیرہ کے ابواب آتے ہیں جن میں ان بد عادات سے اجتناب کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس کے برعکس فقہ کی کُتب میں ایسے ابواب نہیں ہیں۔ اس موقع پر مُفتی صاحب رحمہ اللہ نے مولانا کو مخاطب کر کے فرمایا: مولانا! آپ کو دیکھ کر میرا جی بہت خوش ہوتا ہے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 201)

## حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا مکتوب گرامی:۔

(خلیفہ اجل حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

کرم فرمائے محترم مولانا ابوبکر غزنوی دام مجدہ

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 214/286

5/26/22, 7:09 PM | اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ گرامی نامہ سے مشرف فرمایا۔ تعمیل حکم کیلئے چند سطریں لکھی ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ دل کا داعیہ بہت کچھ لکھنے کا تھا، مگر معذور ہو گیا اسی کو قبول فرما کر ممنون فرمائیں۔ والسلام: بندہ محمد شفیع ۱۸۱۳۹۳\۱۶\

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی ذات گرامی سے احقر کا تعارف تو بہت قدیم سے تھا لیکن 1368ھ 1948ء میں ہجرت پاکستان کے بعد سے مسلسل ملاقاتوں اور بہت سے دینی کاموں میں رفاقت کا شرف اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ مولانا کو قریب سے دیکھا۔ اُن کے جن علمی و اخلاقی فضائل و کمالات کا مشاہدہ ہوا افسوس ہے کہ اپنی طویل علالت اور ضعف عمر کے سبب اب یہ ناکارہ اُن میں سے کوئی حصہ بھی لکھنے پر قادر نہیں۔

اس وقت صرف چند جملے لکھنے پر اکتفاء کرتا ہوں کہ احقر نے حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو علمی کمالات کے علاوہ عملی اور اخلاقی کمالات سے بہت آراستہ پایا۔ وہ ایک باخدا بزرگ تھے۔ اہلحدیث ہونے کے باوجود ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف صالحین (رحمہم اللہ) کا احترام وعقیدت اُن کے قلب میں ان حضرات کے مقلدین سے کم نہ تھا۔ حنفی علماء سے روابط اور تعلقات بہت گہرے تھے۔ اُنھوں نے اپنے عمل سے اجتہادی اختلافات کی حدود لوگوں کو اچھی طرح بتلا دی تھیں۔ وظائف ونوافل کے پابند تھے۔

## مولانا احمد علی لاہوری کا جنازہ:۔

24 فروری کو مولانا احمد علی صاحب علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ افسوس کہ آج رات ساڑھے 9 بجے مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کئی سال فالج کی

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 215/286

علالت کے بعد حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے۔

## مروت اور رواداری:۔

دوست دشمن سب کے ساتھ مروت سے پیش آتے۔ وہ لوگ جنہوں نے زندگی بھر انہیں ایذاء دی اور اُن سے بغض وعناد رکھا، اُن کے ساتھ بھی تپاک سے ملتے۔ انہیں علم ہوتا تھا کہ یہ شخص میری غیر حاضری میں مجھے گالیاں دیتا ہے لیکن شائستگی کے اس معیار سے جو انہوں نے اپنے لیے ٹھہرا لیا تھا، وہ نیچے اُترنے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص289)

## دوسروں کے افکار پر تضحیک نہ کرنا:۔

وہ ایک متعین اور واضح مسلک رکھتے تھے اور زندگی بھر پورے یقین اور اذعان کے ساتھ اس مسلک کا پرچار کرتے رہے، مگر دُوسروں کے عقائد وافکار کی تضحیک نہیں کرتے تھے تمام جماعتوں کے زُعماء کے ساتھ عزت واحترام کے ساتھ پیش آتے۔

## دیوبند اور علماء اہلحدیث کا وجود نعمت عظمیٰ:۔

اگرچہ تقسیم کے تیز وتند آلہ نے برصغیر کے دو ٹکڑے کر دیئے لیکن رُوحوں کا ملاپ اور قلُوب کا اتصال نا قابل انفکاک ہوتا ہے۔ گزشتہ چند ماہ میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد رحمہا اللہ جیسی عظیم المرتبت شخصیتوں کا انتقال ملت اسلامیہ کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ اس برصغیر میں علامہ جمال الدین افغانی کے ایک طرح نائب تھے۔ مولانا حُسین احمد مدنی رحمہ اللہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے شاگرد اور جانشین صادق تھے ان حضرات کا نظریہ تھا کہ اسلام اور ملت اسلامیہ کا طاقتور حریف انگریز ہے اس لیے اُنہوں نے اور اُن کے رفقاء نے اپنی ساری قوتیں اس امر کے لیے وقف کر دیں کہ انگریز کو اس ملک سے نکال دیا جائے۔ یہی وقت کا سب سے بڑا جہاد اور اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے۔

ان بزرگوں کا وجود اگرچہ پورے برصغیر کے لیے ایک نعمت عظمیٰ تھا لیکن اس



WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



میں کوئی شک نہیں کہ تقسیم ملک کے بعد جو حالات ہندوستان میں پیدا ہوئے ان کو دیکھتے ہوئے ہر ہوشمند انسان یہ رائے رکھتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے اُن کا وجود ایک بیش بہا نعمت اور بہت بڑا سہارا تھا، اس لیے ہم سب ان بزرگوں کے سانحہ ارتحال کو ملت اسلامیہ کے لیے بہت بڑا صدمہ سمجھتے ہیں۔ ایسی ہستیاں صدیوں میں بھی مشکل سے پیدا ہوتی ہیں:

عُمرہا در کعبہ وبُت خانہ می نالد حیات تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

ہم سب ان بزرگوں کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور بارگاہ رب العزت سے التجاء کرتے ہیں کہ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ یہ بزرگ اپنی اپنی زندگیاں اعلیٰ مقاصد کی راہ میں قربان کر کے ہم سے رخصت ہو کر اپنے رب عزو جل کے پاس جا پہنچے ہیں (سوانح داؤد غزنوی ص 297)

## بزرگ اسلاف کے لیے سیدنا کا استعمال:۔

حضرت والد علیہ الرحمہ کے ہاں تشدد اور غلو نہ تھا۔ مسلک میں اعتدال تھا۔ بزرگان کرام رحمہم اللہ کے لیے لفظ سیدنا کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے تھے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 340)

☆......☆......☆

# کتاب ”مطالعاتی سفر“ میں محبت بھرے سفر کا تذکرہ

نام کتاب:۔ مُطالعاتی سفر ...... مصنف:۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

## دیوبند روانگی:۔

آگرہ کے بعد برصغیر کی مشہور ترین درس گاہ دارالعلوم دیوبند دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ اگرچہ یہ اہل حدیث کی درسگاہ نہیں تھی لیکن علمی شہرت کے اعتبار سے اس کو نہ دیکھنا بھی سفر بھارت کے منافی تھا۔ علی الصبح مرکزی دفتر کے قریب ہی ایک ہوٹل پر

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 217/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ناشتہ کیا اور ٹیکسی کے ذریعہ مرکز سے بسوں کے اڈہ پر آیا دیوبند جانے والی بسوں کا اڈہ مرکز سے کوئی ڈیڑھ دو میل دور تھا۔ یہاں ایک مرکز کا ساتھی بھی راہنمائی کے لیے ساتھ آیا تھوڑی دیر اڈے پر انتظار کے بعد بس اپنی منزل مقصود کی جانب چل پڑی۔ راستے میں بہت چھوٹے چھوٹے شہر اور قصبات آئے جو میری دلچسپی کا سبب نہ تھے البتہ کافی دیر چلنے کے بعد بس ایک جگہ رکی اور مسافر چائے وغیرہ پینے لگے۔ وہاں ایک بورڈ دیکھا جس پر لکھا تھا ''نانوتہ تو'' ذہن میں مولانا قاسم نانوتوی صاحب رحمہ اللہ کا مقام اور شخصیت گھومنے لگی مگر کوئی آدمی ایسا نہ ملا جو اس علاقہ کے متعلق معلومات فراہم کر سکے آخر یہ سوچ کر دل کو تسلی دی کہ دیوبند میں چل کر تفصیلی معلومات حاصل کر لیں گے تھوڑی دیر بعد بس چل پڑی اور راستہ میں تھانہ بھون بھی آیا اور اس وقت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت ذہن میں گھومنے لگی مگر یہاں بھی وہی بات آڑے آئی کہ ان بزرگوں کو جاننے والا کوئی نہیں کیونکہ زیادہ تر میرے ہم سفر ہندو تھے ان کو مسلمانوں کے بزرگوں اور علماء سے کیا تعلق۔ کچھ دیر چلنے کے بعد ایک چھوٹی رابطہ سڑک آئی جو مین روڈ کو چھوڑ کر شمال کی طرف مڑ گئی اس سڑک پر اندازاً آدھا گھنٹہ چلنے کے بعد قصبہ دیوبند آ گیا۔ یہ اب ایک چھوٹا سا شہر ہے قصبہ نہیں رہا۔ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ اس شہر میں آباد ہیں مگر یہ شہرت یافتہ درسگاہ دیوبند کی وجہ سے مشہور ہے آخر لاری اڈہ سے بذریعہ تانگہ دارالعلوم تک گیا اور وہاں پہنچ کر میں نے بتایا کہ میں ایک مسافر ہوں، دارالعلوم دیوبند کو دیکھنے آیا ہوں۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ تُم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا پاکستان میرپور آزاد کشمیر سے، تو پھر ایک آدمی کو کہا گیا کہ ان کو مہمان خانہ میں پہنچا دو۔

میرا قیام دیوبند میں تین دن رہا جس دن پہنچا وہ دن تو آرام کیا۔ اگلے دن دارالعلوم کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ دارالعلوم کی مسجد زیادہ بڑی نہیں ہے۔ درسگاہ کی مناسبت سے چھوٹی سی مسجد کی مشرقی دیوار کے ساتھ وہ بوڑھا انار کا

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 218/286

درخت موجود ہے جس کے نیچے بیٹھ کر بانی دارالعلوم مولانا قاسم نانوتوی صاحب رحمہ اللہ نے پڑھانا شروع کیا تھا۔(مُطا لعاتی سفرص 311)

## دارالعلوم ندوۃ العلماء:۔

یہ ایک جدید قسم کی دینی درسگاہ ہے، اس میں جدید اور قدیم دونوں علوم کی تدریس وتعلیم کا انتظام ہے۔صبح جب میں نے اپنا تعارف کروایا تو انہوں نے بہت اچھی رہائش مجھے دی۔مدرسہ کی عمارت کے ساتھ ہی شمال کی جانب مہمان خانہ تھا اور جو کمرہ مجھے دیا گیا، بہت ہی اچھا تھا اور یہاں اساتذہ اور طلباء دونوں میں مسلکی لحاظ سے کافی وسعت تھی، جہری نمازوں میں مدھم آواز میں بہت ہی میٹھی سی آمین کی آواز بھی آتی تھی۔

طلباء میں آزادی ہے جس مسلک سے تعلق رکھتے ہوں اس پر قائم رہ کر ندوہ کی درسگاہ میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور اس میں تیسرا حصہ اہل حدیث طلباء کی تعداد تھی۔ دو دن یہاں قیام رہا مگر مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات نہ ہوسکی کیونکہ وہ باہر تبلیغی دورے پر گئے ہوئے تھے اور ابھی تک واپس نہیں آئے تھے۔ندوہ میں میری قدرے بے تکلفی جناب مولانا منظور احمد نعمانی صاحب رحمہ اللہ سے ہوئی، وہ اکثر میری آسائش کا بھی خیال رکھتے اور بہت ہی وسیع النظر تھے۔آپ نے ایک کتاب شیعہ مذہب کے متعلق لکھی ہے، بہت ہی مدلل اور علمی کتاب ہے اور بہت ہی مفید ہے، اس میں کافی معلومات ہیں اور شیعہ کے عقائد بہت ہی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

(مطالعاتی سفرص 319)

☆......☆......☆

WWW.UBQARI.ORG

# کتاب ''تحریک اہل حدیث'' میں بڑوں کی اعلیٰ شان کا تذکرہ

نام کتاب: ۔تحریک اہل حدیث، تاریخ کے آئینے میں...... مصنف: ۔قاضی محمد اسلم سیف

## شاہ صاحب کی تعظیم ائمہ اربعہ: ۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ کہہ کر تعریف کرتے ہیں ''**کان عظیم الشان فی التخریج علی مذہب ابراہیم وا قرانہ دقیق النظر فی وجوہ التخریجات مقبلا علی الفروع اتم اقبال**''۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مرتبہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور ان کے ہم مرتبہ علماء کے مذہب پر اجتہاد و استنباط کے سلسلے میں بہت بلند تھا۔ان تخریجات کے وجوہ اشکال میں وہ بڑی دقت نظر رکھتے تھے۔مسائل جزئیہ اور ان کے فروع کے استخراج میں ان کا انہماک بہت بڑھا ہوا تھا۔وہ امام مالک رحمہ اللہ کی عظمت اور خاص طور پر ''موطا'' کی صحت اور اس کے مقام و مرتبہ کے بہت بڑے حامی تھے۔(ماخوذ ۔مقدمہ مصفی)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں **کان اعظم شاناً واوسع روایۃ واعرفھم للحدیث مرتبۃً اعمقھم فقھاً احمد بن حنبل ثم اسحاق بن راھویہ**

(**حجۃ اللہ البالغہ جلد نمبرا ص** 150)

ان فقہاء و محدثین میں سب سے عالی مرتبہ وسیع الروایت، حدیث سے باخبر تفقہ میں عمیق النظر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پھر اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ ہیں۔

(تحریک اہل حدیث ص 206)

WWW.UBQARI.ORG

## مجتہدین سے حسن ظن اور آئمہ کا ادب:۔

آئمہ مجتہدین سے ہمیشہ حسن ظن رکھتے اور آئمہ کا بڑے احترام سے ذکر کرتے ویسے غزنوی علماء شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ، امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے زیادہ متاثر تھے۔آپ رحمہ اللہ کے تلامذہ اور روحانی استفادہ کرنے والوں کا حلقہ خاصا وسیع تھا۔ 1331ھ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے روز آپ نے وفات پائی۔(تحریک اہل حدیث ص 339)

## مولانا احمد علی کی توحیدی خدمات:۔

مولٰنا احمد علی لاہوری مرحوم نے شیرانوالے دروازے کی مسجد میں جب سے ڈیرے ڈالے حنفی ہونے کے باوجود توحید کی بڑی اشاعت کی اور بدعات کا رد فرمایا۔

## مولانا احمد علی کا اقتداء میں نماز پڑھنا:۔

مولنا سید عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کا درس قرآن نہ صرف لاہور میں مشہور تھا بلکہ پنجاب بھر میں ان کے چرچے عام تھے۔مولنا احمد علی مرحوم نماز فجر پڑھا کر مسجد چینیا نوالی میں ان کے درس میں شامل ہو جاتے۔ بسا اوقات مولنا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نماز فجر بھی مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں پڑھتے ایک مرتبہ مولٰنا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مولوی احمد علی فجر کی نماز اپنی مسجد میں پڑھا کرو اور درس قرآن بھی دیا کرو تا کہ حنفی لوگ آپ سے متاثر ہو سکیں کیونکہ ہم سے تو وہابی ہونے کی وجہ سے بدکتے ہیں۔آپ حنفی ہیں مولنا احمد علی لاہوری نے جواباً کہا کہ حضرت جب نماز فجر کا وقت ہوتا ہے تو بے قراری اور بے چینی مجھ پر مسلط ہو جاتی ہے اور جب تک آپ رحمہ اللہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا شوق اور جنون پورا نہ کر لوں سکون نہیں ملتا۔اور یہ مجھے اس قدر بے تاب کر دیتا ہے کہ جب تک میں آپ رحمہ اللہ کی اقتدء میں فجر کی نماز نہ پڑھ لوں اور آپ رحمہ اللہ کا درس قرآن نہ سن لوں سکون و

WWW.UBQARI.ORG

چین غارت ہوجاتا ہے چنانچہ یہ بات بھی قارئین کو معلوم ہوگی کہ مولانا احمد علی لاہوری مرحوم نے اپنے بہت بڑے حلقہ ارادت کے باوجود عیدین کی نماز ہمیشہ غزنوی علماء کی اقتداء میں ادا کیں ۔ پہلے مولٰنا عبدالواحد غزنوی کی اقتداء میں ، آخراً مولٰنا سید داؤد غزنوی کی اقتداء میں ۔ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ فروری 1942 میں فوت ہوگئے ۔ مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ دسمبر 1943ء میں فوت ہوئے ۔ جب مولنا سید داؤد غزنوی وفات پاگئے تو مولنا عبیداللہ انور مرحوم نے فرمایا اگر کوئی غزنوی نماز عید پڑھائے گا تو ہم حسب سابق نماز عید منٹو پارک میں اس کی اقتداء میں ادا کریں گے ۔ (تحریک اہل حدیث ص 344)

## مولانا احمد علی مرنجاں مرنج وضع داری :۔

مولنا احمد علی مرحوم بڑے مرنجاں مرنج وضع دار اور روادار بزرگ تھے ۔ چنانچہ انھوں نے اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ مشہور اہلحدیث عالم و مصنف مولنا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کو دیا ۔ قاری عبدالواحد ایڈوکیٹ مولانا عبدالمجید سوہدروی کے صاحبزادے اور مولٰنا احمد علی مرحوم کے نواسے ہیں ۔ اسلام کا یہ یزتابان مولانا سید عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ 1920ء کو دارفانی سے مقام جاودانی میں تشریف لے گئے ۔ (تحریک اہل حدیث ص 345)

## مفتی محمد حسن بڑے باکمال انسان تھے :۔

مولانا سلفی رحمہ اللہ نے مولانا سید عبدالغفور غزنوی ، مولانا سید عبدالرحیم غزنوی رحمہا اللہ سے خوب استفادہ کیا ۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی مفتی محمد حسن رحمہ اللہ ان دنوں امرتسر میں تھے ۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ کے علوم وفنون کی تدریس کا بڑا شہرہ تھا ۔ مولانا سلفی بھی ان سے بہت متاثر تھے اور ہمیشہ ان کے ذوق سلیم شوق صحیح اور تعلیم وتدریس میں سلیقے اور قرینے کے معترف تھے ۔ اسی وجہ سے فرمایا کرتے تھے ۔ علوم

وفنون کا ذوق مفتی محمد حسن رحمہ اللہ کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ بڑے باکمال انسان تھے۔ (تحریک اہل حدیث ص 418)

☆......☆......☆

# کتاب ''غزنوی خاندان'' میں تنگ نظری سے دوری کا تذکرہ

نام کتاب:۔ غزنوی خاندان..... تالیف:۔ عبدالرشید عراقی

## مسلک میں تشدد اور تنگ نظری نہ تھی:۔

مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ ائمہ دین کا بہت احترام کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔

شمس العلماء مولانا سید میر حسن سیالکوٹی رحمہ اللہ جو میرے اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کے استاد تھے ان کو حافظ صاحب (مولانا عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ) سے بہت عقیدت تھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ حافظ صاحب میں ایک خاص کمال ہے۔ کہ مسائل میں آپ تنگ نظر اور متشدد نہیں ہیں۔ اگر سوال وجواب کے سلسلے میں اپنی بات سے رجوع بھی کرنا پڑے تو ہچکچاتے نہیں۔

(تاریخ اہل حدیث 428-429 بحوالہ غزنوی خاندان ص 65)

## مولانا احمد علی لاہوری کا اقتداء میں نماز پڑھنا:۔

مولانا احمد علی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں فجر کی نماز مولانا عبدالواحد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتدء میں نہ پڑھ لوں اور آپ کا درس قرآن نہ سن لوں مجھے سکون و چین نہیں ملتا۔ مولانا احمد علی رحمہ اللہ جب تک حیات رہے عیدین کی نماز ہمیشہ غزنوی علماء کی اقتدء میں پڑھیں اور آخر میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں۔

WWW.UBOARI.ORG

Privacy

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ فروری 1962ء میں انتقال کر گئے دسمبر 1963ء میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے انتقال کیا۔ (غزنوی خاندان: ص 89)

## مولوی سید رفیع الدین کا تحصیل حدیث:۔

مولانا سید رفیع الدین بخاری سوہدروی رحمہ اللہ مسلکاً حنفی دیوبندی تھے مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ کے شاگرد تھے مگر حدیث کی تحصیل آپ نے مولانا عبدالغفور غزنوی رحمہ اللہ سے کی۔

## مولانا داؤد غزنوی کا مسلک اور ائمہ کا ادب:۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ خالصتاً سلفی المسلک تھے کتاب وسنت پر سختی سے عامل تھے اس میں کسی قسم کی مداہنت کے قائل نہ تھے تاہم ائمہ دین کا بہت احترام کرتے تھے اور انکی دینی وعلمی خدمات کے معترف تھے۔ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لیے جو شخص دل میں سوء ظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اسکے سوء خاتمہ کا خوف ہے ہمارے نزدیک ائمہ دین کی ہدایت ودرایت پر امت کا اجماع ہے۔

(داؤد غزنوی ص 273 بحوالہ غزنوی خاندان 110)

## دیگر مسالک کا احترام:۔

سید ابوبکر غزنوی مرحوم لکھتے ہیں کہ وہ ایک واضح مسلک رکھتے تھے اور زندگی بھر پورے یقین اور اذعان کے ساتھ ساتھ اس مسلک کا پرچار کرتے رہے مگر دوسروں کے عقائد وافکار کی تضحیک نہیں کرتے تھے تمام جماعتوں کے علماء کے ساتھ بڑی عزت واحترام کیساتھ پیش آتے۔ (داؤد غزنوی: 289 بحوالہ غزنوی خاندان ص

Privacy

(133

☆......☆......☆

## کتاب ''تذکرۃ الابرار'' میں انداز محبت سیکھیں

نام کتاب:۔تذکرۃ الابرار...... مصنف:۔ڈاکٹر عبدالغفور راشد......ناشر:۔مکتبہ ارسلان الہ آباد

### علمائے اہلحدیث اور بریلوی حضرات میں باہمی رواداری:۔

مولانا محمد حیات قصوری رحمہ اللہ کا شمار خدارسیدہ اور باعمل علماء میں ہوتا ہے۔ مولانا کا اسلوب بڑا ناصحانہ تھا۔کبھی شرانگیزی اور فتنہ پروری کی بات نہیں کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ دیگر مسالک کے ساتھ ان کا عزت واحترام کا رشتہ تھا۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ''کاروان سلف'' میں ایک بریلوی عالم دین کا واقعہ بیان کیا ہے کہ ان کی زندگی کا آخری وقت تھا تو ان کے ہم مسلک علماء اور عقیدت مندان کے ارگرد بیٹھے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھے۔مولانا رحمہ اللہ نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ کوئی جاکر مولانا محمد حیات کو بلا لائے۔یہ سن کر ایک شخص بولا حضرت وہ تو وہابی ہیں مولوی صاحب نے فرمایا کہ جاؤ تم ہی بلا کر لاؤ وہ شخص مولانا رحمہ اللہ کو بلا کر لے آیا انہیں دیکھ کر بیمار مولانا کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہنے لگے :حضرت! میں آخری سفر پر جارہا ہوں میری طرف سے اگر آپ کی شان میں کوئی گستاخی ہوگئی ہوتو اللہ کیلئے مجھے معاف کردیں۔اور مجھے سورۃ یٰسین پڑھ کر سنائیں۔ مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالی ہم سب کی مغفرت فرمائے اور ساتھ ہی سورۃ یٰسین کی تلاوت شروع کردی ۔ جب آخری آیۃ ''فسبحن الذی الیہ

**ترجعون**"تلاوت کی تو ان کی روح پرواز کرگئی۔(کاروان سلف ص112 بحوالہ: تذکرۃ الابرار ص48)

## باہم کوئی تفریق نہ تھی:۔

مولانا سید عبدالرحمن شاہ رحمہ اللہ پٹی والے عقیدہ توحید پر راسخ، صحیح متبع سنت اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ ان کے نزدیک مسلمان ایک برادری اور قوم تھے، کوئی ذات پات کی تقسیم نہیں تھی بلکہ سب برابر تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک جماعت تیار کی جس کا نام انہوں نے جماعت کافہ رکھا۔ (تذکرۃ الابرار ص55)

## انکساری:۔

مولٰنا عبدالقدوس رحمہ اللہ میواتی گوڑگانوی کسب فیض کیلئے مولانا عبدالحکیم رحمہ اللہ بلندشہری کی صحبت میں رہے ان کی تربیت نے اپنے لائق شاگرد کو زہد وورع کے خاص قالب میں ڈھال دیا۔ اسی عقیدت کی بناء پر مولانا عبدالقدوس رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کا نام عبدالحکیم رکھا۔ اپنے طلبہ سے مولانا رحمہ اللہ بہت شفقت فرماتے۔ ان کا ایک شاگرد بیمار پڑ گیا بیماری میں اتنی نقاہت ہوئی کہ بستر پر ہی پاخانہ کردیا۔ اپنے شاگرد کے بستر کو مولانا رحمہ اللہ نے خود صاف کیا۔ دوسرے شاگردوں نے کہا کہ ہم یہ کام کردیتے ہیں فرمایا نہیں شاگرد تو بیٹے کی طرح ہوتا ہے لہٰذا میں اپنے بیٹے کا بستر خود ہی صاف کروں گا۔ (تذکرۃ الابرار ص 60.57)

## علمائے بریلوی رحمہم اللہ کا پرتپاک استقبال:۔

1870ء کے قومی انتخابات میں جب ان کے علاقے سے میاں جمیل احمد شرقپوری رحمہ اللہ کو ٹکٹ ملا جو مسلکاً بریلوی تھے مگر مولانا رحمانی رحمہ اللہ نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اور مسجد میں نماز کی امامت کیلئے اپنا مصلی پیش کیا۔ (تذکرۃ الابرار ص 81.78)

☆......☆......☆

# کتاب ''فتاویٰ اصحاب الحدیث'' میں اختلافات کا حل

نام کتاب:۔فتاویٰ اصحاب الحدیث (جلداول)......تالیف:۔فضیلۃ الشیخ ابومحمد حافظ عبدالستار الحماد......ناشر:۔مکتبہ اسلامیہ: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

## لفظ مولانا کا استعمال:۔

کیا واقعی علماء حضرات کو ''مولانا'' کہنا شرک ہے؟ قرآن وحدیث کی رو سے اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:۔عزت واحترام کے پیش نظر علماء حضرات کو مولانا یا مولوی کہا جا سکتا ہے اور ایسا کرنا شرک نہیں ہے جیسا کہ جماعت المسلمین کی طرف سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ مولیٰ کو غیر اللہ کیلئے استعمال فرمایا بلکہ استعمال کی تلقین بھی فرمائی ہے۔حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا دو اپنے رب کو وضو کراؤ بلکہ اپنے آقا کے لئے سید اور مولیٰ کہا جائے۔(صحیح بخاری: کتاب العتق)

اس حدیث کی روشنی میں غیر اللہ کیلئے لفظ سید کا استعمال بھی جائز معلوم ہوتا ہے جو صرف اعلیٰ اور محترم شخصیت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔تو لفظ مولیٰ کا اطلاق تو بالاولیٰ جائز ہونا چاہیے جو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں کیلئے مستعمل ہے۔علامہ نووی رحمہ اللہ نے پندرہ معانی کیلئے اس کے استعمال کی نشاندہی فرمائی ہے۔جن میں آقا، مالک، ناصر، دوست، آزادکنندہ اور آزاد کردہ غلام وغیرہ بھی شامل ہیں۔، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ لفظ مولیٰ ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ سید صرف اعلیٰ اور محترم ذات کیلئے مختص ہے۔جب غیر اللہ کے لئے لفظ سید استعمال ہوسکتا ہے تو غیر اللہ کے لئے لفظ مولیٰ کے استعمال پر کراہت کی کوئی معقول وجہ نہیں۔

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



(فتح الباری: ۵/۱۸۰ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا ص 29,30)

## مقلدین ائمہ کا بھرپور دفاع اور راہ اعتدال:۔

سوال:۔ ملتان سے چند ایک احباب جماعت لکھتے ہیں کہ ہمیں اپنے خطیب صاحب کی کچھ باتیں بہت عجیب سی معلوم ہوتی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اپنی مرضی کے مطابق دین بناتے ہیں اس لیے کہ یہ تمام فقہی مسالک کے لوگ کافر ہیں۔ ان سے نکاح کرنا، ان کے پیچھے نماز ادا کرنا، ان کے جنازے پڑھنا اور ان سے وراثت وغیرہ کے معاملات ممنوع ہیں۔ وہ بطور دلیل قرآن مجید کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی طرف سے نازل شدہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں۔ (۵/المائدہ: ۴۴) مہربانی فرما کر اس کے متعلق ہماری راہنمائی فرمائیں۔

جواب:۔ کسی کو کافر کہنا، تکفیر کہلاتا ہے، فتنہ تکفیر بہت خطرناک، تباہ کن اور ہلاکت خیز ہے، اس امت میں سب سے پہلے اس فتنہ کو خوارج نے برپا کیا، جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان یہ طے پایا کہ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما جو فیصلہ کریں وہ فریقین کو قبول ہوگا اسے معاہدہ تحکیم کہا جاتا ہے، خوارج نے اس معاہدہ کی آڑ میں امت کے پسندیدہ اور برگزیدہ حضرات کی تکفیر کی انہوں نے اپنے اس مؤقف کیلئے قرآن پاک کی ایک آیت بطور دلیل پیش کی وہ یہ ہے: فیصلہ کرنے کا حق تو صرف اللہ کیلئے ہے۔ (۱۲/یوسف: ۴۰)

ان کا مطلب یہ تھا کہ جب فیصلہ کرنا اللہ کا حق ہے تو یہ حق بندوں کے حوالے کرنا کفر ہے اور یہ حق بندوں کو دینے والے سب کافر ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعے ان پر اتمام حجت کرتے ہوئے ان کی غلطی کو واضح کیا جب وہ باز نہ آئے تو نہروان کے مقام پر ان کی خوب سرکوبی کی۔ حضرت

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 228/286

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہی کے متعلق فرمایا تھا: کہ خارجی اللہ کی مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں، انہوں نے جو آیات کفار کے متعلق نازل ہوئی تھیں، ان کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا، (صحیح بخاری: المرتدین، باب ٦)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ تکفیر کی سنگینی بایں الفاظ بیان فرمائی کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔

(صحیح بخاری: کتاب الادب ٦١٠٣)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کو کافر کہا گیا ہے اگر وہ فی الحقیقت کافر ہے تب تو وہ کافر ہوا اگر وہ واقعتاً کافر نہیں تو کہنے والا کافر ہو گیا یعنی تکفیر دودھاری تلوار ہے جس نے کسی ایک کو ضرور کاٹنا ہے، اس لیے کسی کو کافر کہنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمارے اسلاف اس سلسلہ میں بہت محتاط تھے۔ وہ کسی کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے تھے انہوں نے تکفیر کیلئے قواعد وضوابط وضع کئے ہیں۔ جن کا ہم آئندہ تذکرہ کریں گے۔ تاہم امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: جو شخص اپنے بھائی کو بلاوجہ کافر کہتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس فتنہ کی تباہ کاریوں کو بچشم خود ملاحظہ کیا تھا۔ اس لیے وہ اپنی صحیح میں اس کے قواعد وضوابط کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک عنوان یوں قائم کرتے ہیں: اگر کسی نے معقول وجہ کے پیش نظر یا نادانستہ طور پر کسی کو کافر کہا تو کہنے والا کافر نہیں ہوگا۔ (کتاب الادب: باب ٧٤)

اس عنوان کے تحت امام المحدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش کیا ہے جب انہوں نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا تھا کہ یہ منافق ہے اوران کے پاس یہ کہنے کی معقول وجہ تھی کہ یہ کافروں سے دوستی رکھے ہوئے ہیں اور ہمارے جنگی راز اہل مکہ کو بتاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غلط فہمی کو دور فرمایا لیکن مذکورہ بالا حدیث کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکفیر نہیں فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو عرش پر سے دیکھا ہے اور انہیں مغفرت کا پروانہ عنایت فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب الادب، باب ۷۴)

اسی طرح نادانستہ طور پر کلمہ کفر کہنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دوران سفر اپنے باپ کی قسم اٹھائی اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا کفر یا شرک ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تجدید ایمان کیلئے نہیں کہا بلکہ ان کی لاعلمی کو دور کرتے ہوئے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادا کی قسم اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: الادب، ۶۱۰۸)

امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمۃ الباب سے تکفیر کے متعلق دو اصول سامنے آتے ہیں۔ (۱) جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کوئی کفریہ کام یا بات سرزد ہو جائے تو اسے معذور خیال کیا جائے اور اسے کافر کہنے کی بجائے اس کی جہالت دور کی جائے۔ اگر اتمام حجت کے بعد بھی اصرار کرتا ہے تو اس کے بظاہر کلمہ گو ہونے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ اصرار اور عناد کی وجہ سے خارج از ملت ہوگا۔

(۲) اگر کوئی کفریہ کام یا بات کا مرتکب اپنے پاس کوئی تاویل یا معقول وجہ رکھتا ہے تو بھی اسے معذور تصور کیا جاتا ہے لیکن تاویل کے لئے ضروری ہے کہ الفاظ میں عربی کے مطابق اس تاویل کی کوئی گنجائش اور علمی طور پر اس عمل یا بات کی توجیہ ممکن ہو اگر کسی کو اس کی تاویل یا معقول وجہ سے اتفاق نہ ہو تو اسے کافر کہنے کے بجائے بات کے قائل یا کام کے فاعل پر اس تاویل یا معقول وجہ کا بودا پن واضح کر دیا جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش کردہ اصولوں کے علاوہ چند مزید ضوابط بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۳) اگر کوئی انسان مجبوراً کلمہ کفر یا شرکیہ عمل کرتا ہے تو اسے بھی معذور سمجھنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: جو شخص ایمان لانے کے لئے بعد پھر اللہ کے ساتھ کفر

کرے سوائے اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا ہو، درآنحالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، ہاں جس شخص نے کفر کے لئے اپنا سینہ کھول دیا ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ (١٦/النحل:١٠٦)

اس آیت کریمہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی مسلمان پر ان گنت مظالم توڑے جا رہے ہوں اور نا قابل برداشت اذیتیں دے کر کلمہ کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو تو محض جان بچانے کیلئے کلمہ کفر کہہ دینے کی رخصت ہے۔ بشرطیکہ دل عقیدہ کفر سے محفوظ ہو، ایسے حالات میں اللہ کے ہاں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ مقام عزیمت یہی ہے کہ خواہ آدمی کا جسم تکا بوٹی کر ڈالا جائے بہر حال وہ کلمہ حق کا ہی اعلان کرتا رہے۔ حضرت خباب بن ارت اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما اس مقام عزیمت پر فائز تھے۔ البتہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے رخصت پر عمل کیا۔

(۴) اگر انسان پر شدت خوف، کی کیفیت طاری ہو اور اس دہشت کے عالم میں اگر زبان سے کلمہ نکل جائے تو بھی قابل مواخذہ نہیں ہے جیسا کہ ایک آدمی نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد میری لاش کو جلا دینا پھر اس کی راکھ کو ہوا میں اڑا دینا پانی میں بہا دینا تا کہ اس طرح میں اللہ کے حضور پیشی سے بچ جاؤں گا۔ اس کا یہ عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے اللہ تعالی مجھے زندہ نہیں کر سکے گا۔ یہ کفریہ عقیدہ ہے چونکہ مارے دہشت کے ایسا ہوا، اس لیے اسے معذور سمجھتے ہوئے معاف کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری: الانبیاء، ۳۴۸۱)

(۵) فرحت و انبساط کے عالم میں انسان اگر اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر منہ سے کلمہ کفر کہہ دے تو یہ بھی قابل معافی ہے۔ جیسا کہ ایک آدمی دوران سفر اپنی سواری زادِ سفر کے ساتھ گم کر بیٹھا، نیند کے بعد جب اس نے اونٹنی کو اپنے سامنے دیکھا تو مارے خوشی کے بطور شکر یہ الفاظ کہتا ہے: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ (صحیح مسلم: کتاب التوبہ، ٦٩٦٠، بحوالہ: فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا،

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ص ۳۸)

ان واقعات کے پیش نظر ہم احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ مذکورہ خطیب بڑی خطرناک فکر کا حامل ہے اسے سمجھایا جائے اگر وہ ایسی حرکات سے باز آجائے تو ٹھیک بصورت دیگر اسے خطابت سے معزول کر دیا جائے۔ سوال میں اس ذکر کردہ آیت کریمہ کو پہلے حکمرانوں کے خلاف استعمال کیا جاتا تھا اور اس کے آڑ میں انہیں کافر کہا جاتا تھا۔ اب اس فکر نے ترقی کی ہے اور اسے بنیاد بنا کر عامتہ الناس کی تکفیر کی گئی ہے۔ اس کے جواب میں ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات پیش کرتے ہیں جو انہوں نے خوارج کے جواب میں کہی تھی کہ ''بات صحیح ہے لیکن اس کا استعمال غلط کیا گیا ہے''۔ اگر اس کا وہی مطلب ہے جو خطیب نے کشید کیا ہے تو اس کی زد میں یہ خطیب بھی آتے ہیں۔ مثلاً: حدیث میں ہے، کہ جس نے امیر کی اطاعت نہ کی اور جماعت سے الگ ہو گیا اگر اسی حالت میں موت آئی تو جاہلیت کے موت ہوگی۔
(صحیح مسلم: کتاب الامارۃ)

کیا بیعت کے بغیر زندگی بسر کرنا حکم بغیر'' ما انزل اللہ'' نہیں ہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو حصرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس سے الگ تھلگ رہے پھر وہ شام کے علاقہ میں چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا، کیا اس حدیث کے پیش نظر ان کی موت بھی جاہلانہ تھی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث کی نصوص کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اتمام حجت کے طور پر دین اسلام کی ترویج واشاعت میں لگے رہیں اور فتنہ تکفیر سے اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ ص ۳۶ تا ۳۸)

سر ڈھانپنا اولیٰ وبہتر ہے:۔

Privacy

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



مسئلہ کی نوعیت یہ ہے کہ دوران نماز عورتوں کیلئے سر کا ڈھانپنا ضروری ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی یعنی دوپٹے کے بغیر قبول نہیں فرماتے۔

(ابوداؤد: الصلوٰۃ ۶۴۱)

مرد حضرات کیلئے یہ پابندی نہیں ہے وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایسا کرنا صرف جواز کی حد تک ہے ضروری نہیں، لیکن بہتر ہے کہ دوران نماز اپنے سر کو پگڑی، رومال یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے اولاد آدم: تم ہر نماز کے وقت اچھا لباس زیب تن کیا کرو۔ (۳/ آل عمران: ۳۱)

آیت کریمہ میں زینت سے مراد اعلیٰ قسم کا لباس نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس حصہ جسم کو ڈھانپ کر آؤ جس کا کھلا رکھنا معیوب ہے۔ چونکہ لباس والا جسم ننگے جسم کے مقابلہ میں مزین نظر آتا ہے اس لیے لباس کو زینت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ننگے سر گھومتے پھرنا انتہائی معیوب ہے۔ سر ڈھانپ کر چلنا انسان کے پروقار اور معزز ہونے کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام حالات میں اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھتے تھے، صرف حج کے موقع پر اسے کھلا رکھنے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ ضروری ہے ایسا کرنا حج کے شعائر سے ہے۔ اس پر قیاس کرکے ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنالینا اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے ایک رسالہ میں روایت لائے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ اگر تمہیں لوگوں کے پاس جانا ہو تو اسی حالت میں چلے جاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے سامنے آنے کیلئے خوبصورتی اور آرائش اختیار کی جائے۔ (**حجاب المراۃ ولباسها فی الصلوٰۃ**)

علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں، کہ جن الفاظ کیساتھ مصنف

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 233/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ جملے کسی کتاب میں نہیں مل سکے۔ممکن ہے کہ ننگے سر کا ذکر جو مصنف نے اس حدیث میں کیا ہے اس کا وجود کسی ایسی کتاب میں ہو جو مجھے نہیں مل سکی۔(**حاشیہ حجاب المراۃ**)(فتاویٰ اصحاب الحدیث:ج ۱، ص ۱۳۶، ۱۳۷)

## ننگے سر نماز شیخ البانی کی نگاہ میں:۔

علامہ البانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ میرے خیال کے مطابق بلا وجہ ننگے سر نماز پڑھنا ناپسندیدہ حرکت ہے کیوں کہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ایک مسلمان کو نماز کی ادائیگی کیلئے اسلامی شکل وصورت اختیار کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کیلئے زینت اختیار کی جائے (سنن بیہقی: ج ۲، ص ۲۳۶ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا، ص ۱۳۷)

## ننگے سر نماز اچھی عادت نہیں:۔

ہمارے اسلاف کی نظر میں ننگے سر رہنا، اسی حالت میں بازاروں، گلی کوچوں میں گھومتے پھرنا پھر اسی طرح عبادت کے مقامات میں چلے آنا کوئی اچھی عادت نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ مغربی تہذیب کے برگ وبار ہیں۔ جو ہمارے متعدد اسلامی ممالک میں گھس آئے ہیں۔ جب مغربی تہذیب کے سلسلہ علمبردار اسلامی ممالک میں آئے تو اپنی عادات وخصائل بھی ساتھ لائے، ان کی دیکھا دیکھی ناپختہ کار مسلمان بھی آنکھیں بند کر کے ان کی تقلید کرنے لگے، اس طرح مسلمانوں نے اپنے اسلامی تشخص کو مجروح کر ڈالا ہے۔(تمام المنۃ: ص ۶۲ بحوالہ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ا، ص ۱۳۷)

## عام نماز میں ننگے سر رہنے کا حکم:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی طور پر یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت احرام کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہو۔اس سلسلہ میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہیں اگر ایسا ہوتا تو کتب حدیث وسیرت میں اس کا

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 234/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ضرور تذکرہ ہوتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہے وہ دلیل پیش کرے۔

ان دلائل وحقائق کے پیش نظر صورل مسئولہ میں پگڑی، رومال یا ٹوپی سے سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ نیز اس طرح اسلامی شکل وصورت میں نماز کی ادائیگی اللہ کے ہاں زیادہ اجر وثواب کا باعث ہوسکتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) (فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۱ ص ۱۳۸، ۱۳۷)

☆......☆......☆

# کتاب ''فتاویٰ اصحاب الحدیث ج ۲'' میں محسنین حضرات کا تذکرہ

نام کتاب:۔ فتاویٰ اصحاب الحدیث (جلد دوم)...... تالیف:۔ فضیلۃ الشیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد...... ناشر:۔ مکتبہ اسلامیہ: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد

## فقہاء اسلاف ہمارے محسنین:۔

کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تربیت پانے والے بزرگ حضرات منصب افتاء پر فائز تھے، ان میں حضرت علقمہ اور قاضی شریح

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 235/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



رحمہا اللہ نے شہرت دوام حاصل کی ان کے بعد یہ سلسلہ ابراہیم نخعی پھر حماد کے ذریعے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور انکے تلامذہ نے جاری رکھا۔

بصرہ میں حسن بصری، ابن سیرین، قتادہ اور معمر بن راشد رحمہا اللہ نے یہ فریضہ سرانجام دیا، شام میں ابوادریس خولانی پھر امام مکحول ان کے بعد امام اوزاعی اور ان کے تلامذہ نے یہ منصب سنبھالا، (رحمہم اللہ) مصر میں یزید بن ابی حبیب اور ان کے بعد امام لیث بن سعد (رحمہم اللہ) نے لوگوں کو فیض یاب کیا، ان کے علاوہ بغداد اور دیگر شہروں میں بہت سے علما لوگوں کو فتویٰ دیتے رہے ان میں امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ، امام ابوثور اور امام ابن جریر طبری (رحمہم اللہ) جیسے اساطین علم زیادہ مشہور ہوئے، ان تمام حضرات نے یہ منہج اختیار کیا کہ کتاب وسنت کے مطابق فتویٰ دیتے تھے پھر کتاب وسنت کو سمجھنے کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کا اعتبار کرتے تھے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی علوم نبوت کے حقیقی وارث تھے۔

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج ۲، ص ۳۵)

## ”فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ۱“ میں طعن وتشنیع سے بچنے کا تذکرہ

**فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون** (القرآن)

نام کتاب:۔ فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ جلد (اوّل) کتاب العقائد...... تالیف:۔ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ...... جمع، ترتیب وتبویب:۔ الشیخ حافظ عبدالشکور مدنی بن حافظ علم الدین عفا اللہ عنہما (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

### ائمہ پر لعن طعن اہل علم کی شان نہیں:۔

صحیح بخاری میں ہے **”عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنه انه سمع رسول اللہ** ﷺ **یقول اذا حکم الحاکم فاجتهد ثم اصاب فله اجران واذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله أجرٌ“** (رواہ

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 236/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



**البخاری برقم ۷۳۵۲)**

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے جب حاکم فیصلہ کرنے کیلئے اجتہاد کرے اور پھر وہ درست فیصلہ کرے تو اس کیلئے دو اجر ہیں۔ جب حکم دے، اجتہاد کرے اور غلطی کرے تو اس کیلئے ایک اجر ہے۔

اس صورت حال میں اجتہادی خطا کی وجہ سے ائمہ فقہ پر لعن طعن کی کسی مفتی و مجتہد کو شایان شان نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ۱ ص ۱۶۷)

## نواب صاحب کے عظیم کارنامے:۔

گزشتہ دو صدیوں کے دوران برصغیر پاک وہند میں جن اساطین علم نے حدیث رسول اللہ ﷺ کی نشر واشاعت اور عمل بالحدیث کی تدریس وترویج میں بھرپور اور تاریخی کردار ادا کیا اور مسلک محدثین کو کماحقہ متعارف کرایا ان میں میاں صاحب شیخ الکل فی الکل استاذ العرب والعجم سید نذیر حسین محدث دھلوی رحمہ اللہ اور عامل الکتاب والسنہ والہ جاہ نواب سید محمد صدیق الحسن خاں بھوپالی قنوجی رحمہ اللہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں۔

اول الذکر نے تعلیم و تدریس اور تربیت کے ذریعے، ثانی الذکر نے تصنیف وتالیف اور نشر وتوزیع کے ذریعے تاریخ اہل حدیث میں ان مٹ نقوش ثبت کئے ہیں، دنیا بھر کی کوئی لائبریری حضرت النواب رحمہ اللہ کی تالیفات سے خالی نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج ۱ ص ۱۷۳)

## شیخ الاسلام کے مشفق اساتذہ کرام:۔

آپ رحمہ اللہ امرتسر میں اٹھارہویں صدی کے اواخر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے دوران ہجرت کرکے پاکستان تشریف لائے، ۱۳۶۷ ہجری بمطابق

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔ آپ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ اور استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ دیوبندی سے، مدرسہ فیض عام کانپور میں مولانا احمد حسن رحمہ اللہ سے درس حدیث لیا اور سند فراغت حاصل کی، میاں نذیر حسین محدث دہلوی (رحمہ اللہ) سے بھی انہیں سند و اجازت حدیث حاصل تھی۔

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج۱، ص ۱۷۵)

## فوت شدہ پر طعن علمائے حق کی شان نہیں:۔

ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور جلد ۵۴ (۱۷/ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ) میں ''احکام ومسائل'' کے ضمن میں میرا ایک فتویٰ شائع ہوا جس میں ایک سائل کے جواب میں لکھا تھا کہ ''خطبہ مسنونہ'' میں ''**ونومن به ونتوكل عليه**'' کے الفاظ ثابت نہیں اور لفظ ''**اشهد**'' صرف واحد کے صیغے سے ثابت ہے، جمع (**نشهد**) نہیں اور لفظ ''**يضلل**'' کے ساتھ ''ہ'' ضمیر کا اضافہ ثابت نہیں۔

اس پر مکہ مکرمہ سے مولانا ابوالاشبال حفظہ اللہ نے تعاقب کیا کہ مذکورہ الفاظ، خطبہ مسنونہ میں ثابت ہیں فلاں فلاں کتابوں کی طرف رجوع کریں، میسر مراجع میں مجھے اطمینان بخش جواب دستیاب نہ ہوسکا۔ میرے اس جواب اور شکریئے پر غالباً انہیں اطمینان نہ ہوا جس کا اظہار انہوں نے اپنے ایک مضمون میں کیا۔ اس خط نما مضمون میں انہوں نے میرے علاوہ علامہ البانی رحمہ اللہ پر برہمی کا خاصا اظہار کیا، انہیں اور ان کے شاگردوں کو نابلد قرار دینے کی سعی کی جو کسی بھی اعتبار سے لائق اعتنا نہیں۔ کیونکہ مسائل کے سمجھنے اور بیان کرنے میں خطا وصواب دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور کسی بھی شخص سے اختلاف رائے کی گنجائش بھی اسی لیے ہے۔ البتہ اس اختلاف کے باعث کسی فوت شدہ پر خواہ مخواہ طعن کرنا خلاف سنت اور علمائے حق کی شان کے منافی ہے۔ (فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج۱، ص ۳۰۸)

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 238/286

## استخفاف اولیاءاہل علم کا شیوہ نہیں:۔

یہ بات ہماری سمجھ سے بعید ہے کہ ابوالاشبال صاحب کو البانی رحمہ اللہ سے اس قدر چڑ، عداوت اور نفرت کیوں ہے اہل عمل کی یہ شان اور شیوا تو نہیں کہ کسی شخصیت کے اغلاط کی بنا پر اس کا استخفاف اور تنقیص کی جائے۔"**قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:** "**یحسب امرئ من الشران یحقر اخاہ المسلم**"(رواہ مسلم)(فتاوے ثنائیہ مدنیہ ج ا ص ۳۸۴)

قارئین کرام! شیخ البانی رحمہ اللہ نے علم حدیث کے میدان میں بہت وسیع کام کیا ہے چنانچہ ان سے اوھام اور اغلاط کا سرزد ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ مثل مشہور ہے"**لکل جواد کبوۃ**" جیسے ہماری زبان میں کہا جاتا ہے" گھوڑ سوار ہی گرتا ہے" یا دوسرے لفظوں میں تیرنے والا ہی ڈوبتا ہے۔

(فتاوے ثنائیہ مدنیہ جلد ا: کتاب العقائد: ص ۳۸۸)

☆......☆......☆

## کتاب "چالیس علمائے اہلحدیث" میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب: چالیس علمائے اہل حدیث

تصنیف:۔عبدالرشید عراقی......ناشر:۔نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار (لاہور)

**ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ**

۱۲۸۵ھ......۱۳۶۷ھ (۱۸۶۸ء......۱۹۴۸ء)

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



## درالعلوم دیو بند کا عظیم تصور (رواداری):۔

جب ہماری نظر کسی مشہور و معروف شخصیت پر پڑتی ہے تو فوراً ایک ہمہ گیر تاریخ ہمارے سامنے آجاتی ہے یا ایسا ہوتا ہے کہ ہم تاریخ کے گوشہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس گوشہ کے متعلق اہم شخصیت کا خاکہ ذہنوں میں ابھرتا ہے اسی طرح ملتوں اور جماعتوں کا حال ہے۔

جب تاریخ دیو بند پر نظر ڈالتے ہیں تو فوراً سامنے مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا محمود الحسن دیو بندی رحمہ اللہ اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی تصویریں آجاتی ہیں یا ہم ان علمائے دیو بند کا نام سنتے ہیں تو پوری تاریخ دیو بند سامنے آجاتی ہے اور دارالعلوم کا عظیم تصور ذہن میں آجاتا ہے۔

(چالیس علمائے اہلحدیث ص178)

## سابقہ علماء میں رواداری کی فضائیں:۔

۱۸۹۲ء/ ۱۳۰۹ھ میں مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ مدرسہ فیض عام کان پور سے فارغ ہوئے تو اس کی دستار بندی کے موقع پر مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ کی تحریک پر کان پور میں ایک جلسہ مولانا سید محمد علی مونگیری رحمہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس اجلاس میں مولانا ثناء اللہ (امرتسری رحمہ اللہ) بھی شریک تھے اور تمام حاضر علماء میں سب سے کم عمر تھے۔

مولانا سید سلیمان لکھتے ہیں: اجلاس میں مولانا شبلی، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا لطف اللہ علی گڑھ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا محمد اشرف علی تھانوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری شامل تھے اور مولانا ثناء اللہ علماء میں سب سے کم عمر تھے (رحمہم اللہ)۔

(چالیس علمائے اہلحدیث ص190)

۱۹۲۵ء میں جمعیۃ العلماء کا اجلاس کلکتہ میں مولانا سید سلیمان ندوی (رحمہ اللہ) کی

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 240/286

صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا ثناء اللہ شریک تھے۔ مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ اس اجلاس میں شرکت کیلئے خاص طور پر تشریف لائے تھے کہ جمعیۃ کے اجلاس میں دارالحرب میں سود کے مسئلہ پر بحث کرنے والے تھے۔ حضرت مولانا سید انور شاہ اور دوسرے علماء دیوبند بھی تشریف فرما تھے (رحمہم اللہ)۔

(چالیس علمائے اہلحدیث ص 192)

## ائمہ سلف سے عقیدت:۔

(مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کا تذکرہ) مصلحین امت میں امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام رازی، حضرت سید احمد شہید، مولانا شاہ اسماعیل شہید اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ اجمعین سے والہانہ محبت رکھتے تھے اور ان ائمہ کرام سے انکو بہت زیادہ عقیدت تھی اور اپنے ملنے والوں کو ان ائمہ کرام کے حالات اور ان کی تصانیف کے مطالعہ کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ ان کے تلمیذ رشید مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ کی زبان سے اکثر میں نے سنا کہ ائمہ سلف نے اسلام کی جو تبلیغ کی ہے اور تبلیغ کا جو طریقہ بتلایا ہے اگر اس کو اپنا لیا جائے تو اسلام کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ (چالیس علمائے اہلحدیث ص 233,232)

## ندوۃ العلماء کے باصلاحیت علمائے کرام:۔

ندوۃ العلماء نے برصغیر (پاک وہند) میں ایسے جید عالم دین، مفکر اور دینی علوم میں دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ سے مکمل آگاہی رکھنے والے علمائے کرام پیدا کئے جنہوں نے برصغیر کے علاوہ عالم اسلام اور مغربی دنیا میں بھی اپنے علوم وفضل اور تحقیق وتدقیق کا لوہا منوایا۔ مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا مجیب اللہ ندوی، مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہم اللہ ایسے لوگ تھے جو اپنے علم وفضل اور تحقیق وتدقیق میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ مولانا محمد حنیف رحمہ اللہ بھی اپنی جگہ ایک یگانہ روزگار اور

WWW.UBQARI.ORG

نابغہ کی حیثیت رکھتے تھے۔(چالیس علمائے اہلحدیث ص365)

☆......☆......☆

# برصغیر میں اہل حدیث کی آمد

نام کتاب: برصغیر میں اہل حدیث کی آمد

مصنف:۔مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ......ناشر:۔مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

## باہمی نفرتوں سے دوری کی دعا:۔

دعا ہے اللہ رب العزت امت مسلمہ میں گروہی نفرتوں اور فرقہ وارانہ آویزشوں کو ختم فرمائیں اور ہمارے دل ایک دوسرے کے لئے نرم فرمادیں۔ اللہ رب العزت اس کتاب کی اشاعت کے بدلے میں ہماری حسنات میں اضافہ فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۳۲) آمین یارب العالمین......ابوبکر قدوسی......14 نومبر 2003ء

## ائمہ فقہ اور اہل حدیث......منصفانہ جائزہ:۔

یہاں ہم یہ حقیقت بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اہل حدیث کے قلب و ذہن کا کوئی گوشہ فقہ اور ائمہ فقہ کے متعلق قطعاً غبار آلود نہیں ہے۔ان کے نزدیک فقہ و تقنین کی وہ وسعت پذیر مساعی اور گراں مایہ خدمات بہ درجہ غایت قدر و منزلت کی مستحق ہیں جو ائمہ فقہ نے مختلف حالات وظروف کی روشنی میں اپنے اپنے انداز میں انجام دیں۔

## امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت ورفعت:۔

وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فراست فقہی، فطانت علمی اور اجتہادی صلاحیتوں کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتے ہیں اور جس نہج سے انہوں نے قصر فقاہت کو ہم کنار رفعت کیا وہ ان کی ذہانت اور علم ودانش کی گہرائی و گیرائی کا بین ثبوت

ہے۔یہی وجہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں اہل حدیث کے مدارس میں ہمیشہ باقاعدہ فقہ حنفی داخل نصاب رہی ہے اوراس کی تعلیم وتدریس کواہل حدیث کے ہاں ہر دور میں سمجھنے کی سعی کی گئی ہے۔یہ ایک تسلسل ہے جوابتداء سے اب تک جاری ہے۔

ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کسی ایک ہی فرقے کی میراث نہیں ہیں بلکہ ان کا خزانہ علم ہر مکتب فکر کے لئے ہرآن وا ہے اوراس سے کسب ضو کرنا چاہیے فروعات میں اظہار اختلاف کے باوجود اکابر اہل حدیث فقہ حنفیہ کے متون پر بہت سے علمائے احناف سے زیادہ وسعت رکھتے ہیں، جوحضرات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وراثت کے مدعی بنے بیٹھے ہیں وہ انکے علم وفضل کوایک ہی گوشے اورایک ہی فرقے میں محدود کررہے ہیں یہ حضرات امام صاحب کی توقیر نہیں بلکہ ان کی فیض رسانیوں کے دائرے کی حدبندی کردیتے ہیں۔

## امام شافعی رحمہ اللہ کی عظمت ورفعت:۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی ان فقید المثال علمی وفقہی خدمات کوبھی ہم کھلے دل سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں جن کی بدولت پہلی دفعہ استناد حدیث کے متعدد گوشے نکھر کرسامنے آئے اورفکر ونظر کی طراوت کا باعث بنے ، یہی وہ گوشے ہیں جنہوں نے فقہ واصول کے ایک باقاعدہ نظام کی شکل اختیار کی اورجن سے فقہیات میں کتاب وسنت سے استدلال واستنباط کی راہیں کھلیں۔

## دیگرائمہ کی شان منزلت:۔

اسی طرح اہلحدیث کے نزدیک امام مالک اورامام احمد بن حنبل رحمہا اللہ کی خدمات جلیلہ اورمساعی جمیلہ بھی ازحد لائق تعریف ہیں کہ انہوں نے حفاظت حدیث اورصیانت سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داریوں کوبھی بہ طریق احسن پورا کیا اورتعلیم و تدریس کی مسانِد علیا کوبھی زینت بخشی ،اس کے ساتھ ان کی عظمت کردار کا یہ پہلو بھی لائق صدافتخار ہے کہ انہوں نے جبر وملوکیت کی چیرہ دستیوں کے خلاف ایسی عزیمت و

استقلال کا مظاہرہ کیا اور ایسی قربانی اور جرات وجاں بازی کا ثبوت دیا کہ تاریخ اسے ہمیشہ اپنے سینے میں محفوظ رکھے گی اور لوگ اسے بہ طور مثال پیش کرتے رہیں گے۔

(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۱۶۶۔۱۶۷)

## ائمہ اور اولیاء کرام کی گستاخی کا الزام:۔

کبھی اہل حدیث کہلانے والوں کو ظاہریت کی طرف منسوب کیا گیا۔ کبھی یہ فرمایا گیا کہ یہ لوگ صرف الفاظ وحروف کی سرحدوں میں بند ہیں، ذوق ومعنی کی وسعتوں سے انہیں کوئی تعلق نہیں۔ کبھی ائمہ اربعہ کے نافرمان کہہ کر دل کو تسلی دی گئی، کبھی اولیاء کرام اور بزرگان دین کے منکر کا طعنہ دے کر جی کی بھڑاس نکالی گئی۔ کبھی نعوذ باللہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الزام عائد کیا گیا۔

حالاں کہ یہ حقیقت ہے کہ اہلحدیث ائمہ اربعہ کی جلالت قدر کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتے ہیں مختلف مسائل میں انکی علمی وفقہی کاوش کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی تحریروں میں جابجا ان کے حوالے دیتے اور ان سے استفادہ کرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کے مقلد نہیں ہیں پیش آئند مسائل میں آخری فیصلہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی مانتے ہیں۔

## اولیائے کرام ہمارے محسنین:۔

بزرگان دین اور اولیائے کرام کی پاکیزہ زندگی ان کے بلند ترین کردار ان کے طریق تفہیم اور نہج تبلیغ کو بھی اہل حدیث انتہائی لائق تکریم گردانتے ہیں اور ان کی دینی خدمات کو بہ درجہ غایت اہمیت دیتے ہیں اپنی تصنیفات میں ان کا تذکرہ کرتے اور اپنے مواعظ میں لوگوں کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ ان کی تقویٰ شعاری، خشیت الٰہی اور جذبہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زندگیوں میں جذب کیا جائے۔

(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۱۹۰)

## ائمہ اور اولیاء کا گستاخ بدنصیب:۔

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



بدنصیب ہیں وہ لوگ جو ائمہ اربعہ اور ائمہ حدیث وفقہ کو نشانہ طعن بناتے اور ان کی مساعی جمیلہ کو ہدف اعتراض ٹھہراتے ہیں، محروم القسمت ہے وہ گروہ جو اولیاء اللہ کا احترام نہیں کرتا اور ان کی بے لوث خدمات کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، اہل حدیث نے اس قسم کی حرکت کبھی نہیں کی ہے اور نہ کر سکتے ہیں، یاد رہے کہ حدیث پر عمل کرنے والا کوئی شخص ہرگز کسی بزرگ یا امام کی تنقیص نہیں کر سکتا۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۱۹۰)

## گستاخی رسول ﷺ کا بے جان گھٹیا الزام:۔

اہل حدیث پر ایک نہایت بے جان اور گھٹیا الزام نبی ﷺ کے ساتھ گستاخی کا عائد کیا جاتا ہے۔آنحضرت ﷺ کی ذات مکرم ہی تو ہے جسے اہل حدیث کے نزدیک مرکز محبت اور منبع الفت کی حیثیت حاصل ہے اور جس کی ہر ادا، ہر قول اور ہر عمل کی اطاعت ان کا اولین فریضہ ہے جس مقدس ہستی کے کردار اور وگفتار کے ہر گوشے اور شوشے کی فرماں برداری ان کا لازمہ حیات ہے۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۱۹۰۔۱۹۱)

## (ا) تدوین فقہ میں امام اعظم کی خدمات:۔

تدوین فقہ کے سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نام نامی سرفہرست نظر آتا ہے وہ پہلے جلیل القدر بزرگ ہیں جو اقتدار بنوامیہ کے خاتمے کے بعد اپنے تلامذہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس میدان میں اترے، حضرت امام کی ولادت ۸۰ ہجری میں ہوئی اور ۱۵۰ ہجری میں وہ اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔

## طریق استنباط:۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسائل دینی میں طریق استنباط یہ تھا کہ پہلے جواب مسئلہ کتاب اللہ سے تلاش کرتے ہیں، وہ جواب کتاب اللہ کی عبارۃ النص سے ہو، دلالۃ النص

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



سے ہو، اشارہ النص سے ہو یا اقتضاء النص سے، اگر اس میں کامیاب ہوجاتے تو اسی کا تعین کرتے، اگر اس کا کتاب اللہ سے سراغ نہ ملتا یا کتاب اللہ کی روشنی میں بات کا فیصلہ نہ ہوسکتا تو سنت مشہورہ کی کتاب کی طرف رجوع فرماتے۔ اگر سنت مشہورہ کے ذریعے سے کسی نتیجے پر نہ پہنچ پاتے تو اہل فتویٰ صحابہ اور تابعین کے اقوال اور قضایا میں اس کی تلاش شروع کرتے۔ پھر اجماع کی طرف آتے اور اہل عراق صحابہ اور اہل عراق تابعین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے مسلک و مذہب کو محل فکر ٹھہراتے، اگر یہاں سے بھی جواب نہ ملتا تو قیاس اور استحسان سے مسئلے کا حل ڈھونڈتے۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۲۳)

امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) کے شاگردوں میں چار شاگردوں نے بڑی شہرت پائی اور وہ عمود فقہ حنفی کہلائے، وہ ہیں امام زفر، امام ابویوسف، امام محمد اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ، ان کیوجہ سے فقہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور انکے مسلک کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

## (۲) فقہ اسلامی کے دوسرے مضبوط ستون:۔

فقہ اسلامی کے دوسرے مضبوط ترین ستون امام مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر ہیں (رحمہ اللہ) امام مالک مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے تھے ان کے پردادا حضرت ابو عامر رضی اللہ نبی ﷺ کے صحابی تھے، جنہوں نے غزوہ بدر کے سوا تمام غزوات نبوی میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی تھی۔

امام مالک نہایت مؤثر شخصیت کے مالک تھے، حدیث وفقہ میں بلند مرتبہ رکھتے تھے، ان کی کتاب ''موطا'' نے اہل علم میں بے حد شہرت پائی اور ہر حلقے میں متداول و مقبول ہوئی اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس دور کے بارہ سو اہل علم نے ان سے ''مؤطا'' پڑھا۔

## استنباط:۔

امام مالک رحمہ اللہ کم وبیش پچاس برس مسجد نبوی ﷺ میں مسند درس وافتاء پر رونق افروز رہے اور بے شمار حضرات نے ان سے استفادہ کیا امام مالک رحمہ اللہ کے

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 246/286

نزدیک تعامل اہل مدینہ مستقل حجت کی حیثیت رکھتا ہے، استنباط مسائل میں فقہ مالکی کے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) قرآن مجید۔ (۲) احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (۳) تعامل اہل مدینہ۔

(۴) قیاس۔ (۵) استصلاح۔

امام مالک کی ولادت ۹۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہیں ۱۷۹ ہجری میں وفات پائی، ان کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا، جنہوں نے امام کے فقہی اور شرعی نقطہ نظر کی بے حد اشاعت کی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

## علم حدیث میں رسوخ:۔

امام مالک رحمہ اللہ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، ان کا دل عظمت حدیث سے معمور تھا، اس کا اندازہ علامہ زرقانی کی اس عبارت سے ہوتا ہے جو انہوں نے مقدمہ شرح مؤطا میں حضرت امام کے حالات میں بیان کرتے ہوئے تحریر فرمائی ہے۔

**اخذ عن تسع مائة شیخ فاکثر وا ما افتی حتی شهد له سبعون اما ما انه اهل لذالک و کتب بیده مائة الف حدیث وجلس للدرس وهو ابن سبعة عشر عا ما وصارت حلقته اکبر من حلقة مشائخه فی حیاتهم، وکان الناس یزدحمون علی بابه لاخذالحدیث والفقه کازدحا مهم علی باب السلطان، وله حاجب یاذن اولاللخاصة، فاذا فرغوا اذن للعامة واذا جلس للفقه جلس کیف کان، واذا اراد الجلوس للحدیث اغتسل وتطیب ولبس ثیابا جددا و تعمم وقعد علی منصته بخشوع و خضوع وقار و یبخر المجلس بالعود من اوله الی فراغه تعظیما للحدیث حتی بلغ من تعظیمه**



WWW.UBQARI.ORG

**له انه لدغته عقرب وهو يحدث ستة عشر مرة فصار يصفر يتلوى حتى تم المجلس ولم يقطع كلامه۔** (مقدمہ زرقانی شرح موطا ص:۳)

امام مالک رحمہ اللہ نے نوسو اساتذہ سے علم حاصل کیا اور اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جب تک ستر ائمہ کرام نے فتوے کیلئے ان کی صلاحیت کی شہادت نہیں دی۔ اپنے ہاتھ سے انہوں نے ایک لاکھ حدیثیں لکھیں، وہ سترہ برس کی عمر میں مسند درس پر بیٹھ گئے تھے اور ان کا حلقہ درس ان کے اساتذہ کی زندگی ہی میں ان کے حلقہ ہائے درس سے بڑھ گیا تھا حدیث وفقہ کا علم حاصل کرنے کیلئے ان کے دروازے پر لوگوں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا تھا، جیسا کہ بادشاہ کے دروازے پر ہو جاتا ہے، انہوں نے ایک دربان مقرر کر رکھا تھا جو پہلے ان خاص لوگوں کو انکے حلقہ درس میں جانے کی اجازت دیتا تھا جو باقاعدگی کے ساتھ ان سے سماع علم کرتے تھے، جب وہ فارغ ہو جاتے تو ان عام لوگوں کو آنے کی اجازت دی جاتی تھی جو مسائل وغیرہ دریافت کرنے کیلئے آتے تھے۔

(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۲۴۔۲۲۶)

## احادیث مبارکہ کا ادب واحترام:۔

حضرت امام رحمہ اللہ جب فقہ پڑھانے بیٹھتے تو زیادہ اہتمام نہیں کرتے تھے، بس آتے اور مسند پر بیٹھ جاتے لیکن جب حدیث پڑھانے کا ارادہ فرماتے تو بے حد اہتمام کرتے، غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نیا لباس زیب تن فرماتے، عمامہ باندھتے اور خشوع وخضوع کے ساتھ یکسو ہو کر بیٹھتے، درس حدیث کے دوران شروع سے آخر تک مجلس میں خوشبودار چیزیں جلتی رہتیں، اس تمام اہتمام کی تہہ میں حدیث کی تعظیم و تکریم کا مقصد پنہاں تھا، تعظیم حدیث کا جذبہ ان کے دل میں یہاں تک بڑھا ہوا تھا

کہ ایک دن حدیث پڑھا رہے تھے کہ ان کی قمیض میں بچھو داخل ہو گیا اور اس نے ان کے جسم پر سولہ دفعہ ڈنگ مارا، تکلیف سے ان کی حالت متغیر ہو ہو جاتی اور چہرے کا رنگ بدل بدل جاتا، لیکن وہ مجلس کے اختتام تک بہ دستور حدیث کا درس دیتے رہے، یہ تھا حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے درس حدیث کا طریقہ اور یہ تھی ان کے دل میں ارشادات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم۔ (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۲۶)

## احادیث کی علمی خدمات:۔

ان کی کتاب ''مؤطا'' کو اللہ تعالیٰ نے اہل علم میں بے حد پذیرائی بخشی اور اس کی متعدد شرحیں لکھی گئیں اور علمائے کرام نے ہر شرح کا نہایت ذوق وشوق اور اخلاص وتوجہ سے مطالعہ کیا۔ خود امام مالک رحمہ اللہ سے ''مؤطا'' بارہ سو اصحاب علم نے پڑھا، اس کے بعد آج تک اس کی تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری ہے اور اب تک لاکھوں اصحاب علم اسے پڑھا چکے اور پڑھ چکے ہیں۔

## نواب صدیق حسن کا فرمان:۔

حضرت سید نواب صدیق حسن رحمہ اللہ نے اپنی فارسی کتاب ''اتحاف النبلاء'' میں مؤطا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا یہاں اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے وہ فرماتے ہیں: ''مؤطا امام مالک قدیم بابرکت و باسعادت کتاب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کی تصانیف میں سے حدیث کے موضوع پر اس وقت صرف یہی کتاب دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ کسی امام کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے دوسرے ائمہ کی جو مسانید دنیائے علم میں مشہور ہیں وہ خود ان کی تصنیف کردہ نہیں ہیں بلکہ ان کے بعد دوسرے لوگوں نے ان کی مرویات جمع کی ہیں اور ان کی مسند کے نام سے موسوم کر دی گئی ہیں۔

اس سے آگے نواب صاحب رقم فرماتے ہیں: '' حلیہ میں ابونعیم، امام مالک (رحمہ اللہ) سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے مجھ سے مشورہ کیا کہ میں مؤطا کو کعبۃ اللہ میں آویزاں کر دیتا ہوں اور لوگوں کو حکم دیتا ہوں

کہ اس کے مطابق عمل کریں، لیکن میں نے ایسا کرنے سے روک دیا، اس لیے کہ یہ کتاب تعامل اہل مدینہ کے مطابق تصنیف کی گئی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ بعض مسائل کی تعبیر میں مختلف آراء رکھتے ہیں اور متعدد شہروں اور علاقوں میں پھیل گئے ہیں اور سب کا نقطہ نظر صحیح ہے، ہارون الرشید نے میری یہ بات سن کر کہا: اے ابو عبداللہ! اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

اس سے آگے نواب صاحب طبقات ابن سعد کے حوالے سے امام مالک کی یہ روایت بیان کرتے ہیں:

"عباسی خلیفہ منصور نے حج کے موقع پر ان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں آپ کی کتاب مؤطا کا ایک ایک نسخہ اپنی قلمرو کے ہر شہر کے مسلمانوں کو بھجوادوں اور انہیں حکم دوں کہ اسکے مندرجات کے مطابق عمل کریں اور اس سے سر مو تجاوز نہ کریں، جو کچھ اس میں مرقوم ہے، اس کے پابند رہیں، لیکن میں نے کہا: امیر المؤمنین! لوگوں کو یہ حکم دیجئے اس لیے کہ لوگوں کو پہلے سے احادیث پہنچ گئی ہیں اور ہر جگہ کے لوگ ان کے مطابق عمل کررہے ہیں اور وہ صحیح سمت اختیار کئے ہوئے ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔ (اتحاف النبلاص ۱۶۴،۱۶۵)

یہ ہے نہایت مختصر الفاظ میں مؤطا امام مالک کی اہمیت و فوقیت، اور یہ ہے خود امام مالک کا مقام و مرتبہ، رحمہ اللہ۔

## (۳) عظیم المرتبت شخصیت:۔

فقہ اسلامی کے تیسرے عظیم المرتبت امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عثمان بن شافع الشافعی المطلبی ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۵۰ ہجری میں صوبہ عسقلان کے ایک مقام غزہ میں ہوئی، انہوں نے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہا اللہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی (رحمہ اللہ) سے حصول علم کیا۔

WWW.UBQARI.ORG

امام شافعی رحمہ اللہ کی بہت بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ تین مسالک فقہی کے جامع تھے۔مسلک محدثین اور مسلک اہل حجاز کے امام مالک رحمہ اللہ کے واسطے سے اور مسلک اہل عراق کے امام محمد رحمہ اللہ کی وساطت سے،اس طرح وہ تینوں مسالک پر عبور رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ایک ایسی فقہ مدون فرمائی جس میں محدثین، اہل حجاز اور اہل عراق تینوں کا اسلوب فکر کارفرما تھا۔

جو فقہ انہوں نے عراق میں مرتب کی، اس میں عراقی رنگ، غالب ہے اسے ان کا مذہب قدیم کہا جاتا ہے، پھر مصر تشریف لے جانے کے بعد جو فقہ مصر میں ترتیب دی، اس میں حجازی رنگ نمایاں ہے اسے ان کے مذہب جدید سے تعبیر کیا جاتا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کی مدونہ فقہ کو ''فقہ شافعی'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔

**وسعت علم:۔**

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''**توالی التاسیس بمعالی الامام محمد بن ادریس**'' کے نام سے امام شافعی رحمہ اللہ کے حالات میں ایک کتاب تصنیف کی ہے اس میں وہ حضرت امام رحمہ اللہ کی وسعت علم اور فہم وفراست کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں۔

''**فکان الشافعی رجلا قرشی العقل والفهم والذهن، صافی العقل والفهم والدماغ سریع الاصابة**''

امام شافعی رحمہ اللہ قرشی بے حد عاقل وفہیم تھے، ان کا ذہن و دماغ نہایت صاف تھا، بات کی تہہ کو بہت جلد پہنچ جاتے تھے۔

اسی کتاب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے شیوخ کا ذکر کیا ہے اور الگ الگ ان کے نام تحریر کیے ہیں۔پھر لکھا ہے۔

**فهولاء شیوخ الذین نقل عنهم العلم والحدیث والفقه والاخبار سمع منهم بمکة والمدینة والیمن والعراق و**

**مصر کان مکثرا من الحدیث**"ان تمام حضرات کا شمار امام شافعی رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ہوتا ہے ان سے انہوں نے حدیث وفقہ اور رجال کا علم، مکہ، مدینہ، یمن، عراق اور مصر میں حاصل کیا اور حدیث انہوں نے کثرت سے روایت کی۔

## (۴) جلیل القدر شخصیت:۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فقہ اسلامی کے چوتھے جلیل القدر امام، ابوعبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال ذہلی مروزی ہیں جو ۱۶۴ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی فقہ بہت صاف اور سادہ ہے در حقیقت وہ طریق اہل حدیث کو پسند فرماتے ہیں جس میں درایت ورائے کا حصہ بہت کم ہے۔

فقہ حنفی کی تحصیل انہوں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے کی، فقہ شافعی کے لئے براہ راست امام شافعی رحمہ اللہ کے حضور زانوئے شاگردی تہہ کیا، تکمیل حدیث کیلئے مختلف محدثین کی خدمت میں گئے، اوراس میں مہارت پیدا کی، چنانچہ علم حدیث میں ان کے عمق و انہماک کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:**وکان اعظمھم شانا واوسعھم روایۃ واعرفھم للحدیث مرتبۃ واعمقھم فقھا احمد بن حنبل ثم اسحاق بن راھویہ**۔(حجۃ اللہ البالغہ ج ا ص ۱۵۰) محدثین میں سب سے بڑے مرتبے والے، سب سے زیادہ روایت والے، سب سے زیادہ مراتب حدیث کو پہچاننے والے اور نصوص کے معانی کو سب سے زیادہ سمجھنے والے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہا اللہ ہیں۔

## اصول استدلال:۔

مسائل شرعی کے سلسلے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اصول یہ تھا کہ قرآن حکیم

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اور صحیح السند حدیث پر عمل کی دیواریں استوار کی جائیں، درایت، تنقیح مناط اور قیاس سے حتیٰ الامکان دامن کشاں رہتے ہیں ، مالکیہ کا تعامل اہل مدینہ بھی ان کے نزدیک قابل حجت نہیں، وہ مرفوع اور موقوف صحیح حدیث کو لائق عمل قرار دیتے ہیں، قیاس سے بہ درجہ مجبوری کام لیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے ۷۷ سال عمر پا کر ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ ہجری کو سفر آخرت اختیار کیا، رحمہ اللہ۔(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص ۲۳۰۔۲۳۲)

☆......☆......☆

# رسالہ ''ہفت روزہ الاعتصام'' میں اعتدال پسندی کا تذکرہ

نام کتاب:۔اشاعت خاص: ہفت روزہ الاعتصام لاہور مسلک اہل حدیث کا داعی و ترجمان

بیاد:۔مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ (۱۹۰۸ء۔۱۹۸۷)

ناشر:۔ ہفت روزہ الاعتصام ۳۱۔شیش محل روڈ لاہور

## تصوف میں اعتدال پر پسندیدگی:۔

عام اہل علم کو صرف مطالعہ کرنے کا ذوق ہوتا ہے لیکن مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ اس کے ساتھ ساتھ مطالعہ کروانے کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ ان سے تعلق خاطر اور میل ملاقات رکھنے والے طلباء، علماء اور فضلاء بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کس طرح ہر ایک کے ذوق کا خیال رکھا کرتے تھے۔

راقم ایک مرتبہ بغرض زیارت المکتبہ السّلفیہ میں حاضر ہوا۔ کراچی سے رؤیت ہلال کمیٹی کے اجلاس میں شرکت فرما کر ابھی تشریف لائے تھے، کچھ دیر خیریت

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 253/286

اور حال احوال دریافت کرنے کے بعد راقم واپسی کی اجازت چاہنے لگا تو فرمایا: ٹھہر جاؤ! تمہارے ذوق کی ایک کتاب لے کر آیا ہوں وہ لے جاؤ، اور پڑھ کے واپس لے آنا! چنانچہ کتابوں کا ایک بنڈل جو ابھی ابھی کراچی سے لے کر آئے تھے کھلوایا اس میں سے علامہ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ کی کتاب ''جوامع الآداب'' نکالی اور مجھے عنایت فرمادی۔

اسی طرح راقم ایک دفعہ کسی اور موقع پر حاضر خدمت ہوا تو فرمایا۔تمہارے لیے ایک چیز رکھی ہوئی ہے پڑھ کر اس کے متعلق اپنی رائے بتانا!

یہ فرما کر کویت کی ''**جمعیت احیاء التراث الاسلامی**'' کی طرف سے شائع شدہ کتاب ''**تراثنا الاسلامی وکیف نحبیہ**'' مجھے عنایت فرمادی۔

اس کتاب میں عقیدہ، قرآن، اسلامی تربیت اور حدیث کے موضوعات پر چار بہترین محاضرات لیکچرز شائع کئے گئے تھے۔ مولانا کا خیال یا حکم یہ تھا کہ اسلامی تربیت کے موضوع پر جو لیکچر ہے اس کا مطالعہ کروں اور اپنی رائے اور تاثر کا اظہار کروں یہ لیکچر کویت کے ایک معروف مصنف اور سلفی عالم دین شیخ عبدالرحمن عبدالخالق حفظہ اللہ تعالیٰ کا مرتب کردہ تھا اس میں انہوں نے اسلامی تربیت اور صوفیانہ تربیت کے طریقہ کار کو تقابلی انداز میں پیش فرمایا تھا۔

اسلام اور تصوف کو علی الاطلاق ایک دوسرے کے مدمقابل ٹھہرانے اور پھر اس بنیاد پر تصوف کو کلیۃً مسترد کر دینے کا رجحان بعض سلفی اور غیر سلفی حضرات میں آج کل بہت تقویت پکڑتا جا رہا ہے، راقم کے خیال میں یہ رجحان درست نہیں بلکہ خطرے سے خالی نہیں، اس سلسلہ میں افراط وتفریط سے اجتناب بہرحال ضروری ہے، یعنی نہ تو تصوف کو کلیتہ مسترد کیا جائے اور نہ اسے کتاب وسنت کی طرح منزل من اللہ سمجھ کر اس کے ہر ہر مسئلہ کو تسلیم کر لیا جائے، بلکہ اس کے متعلق بالکل وہی سلفیانہ رویہ اختیار کرنا

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



چاہیے جو شروع سے فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور ظاہری وغیرہ کے متعلق علمائے محققین اختیار کرتے چلے آئے ہیں یہی سلامتی اور اعتدال کی راہ ہے۔ راقم نے شیخ عبدالرحمن عبدالخالق کا مضمون پڑھنے کے بعد مولانا رحمہ اللہ کے سامنے اپنی اسی رائے کا اظہار کیا تو مولانا رحمہ اللہ نے اسے پسند فرمایا اور تائید فرمائی۔

(کتبہ حافظ نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ، گوجرانوالہ۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۲۸۳۔۲۸۴)

## امام صاحب رحمہ اللہ کا علمی دفاع:۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کی رائے کہ سلسلہ میں مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کی شرح ''**المنتقی للباجی رحمہ اللہ**'' ج ۷ ص ۳۰۰ سے مولانا رحمہ اللہ نے درج ذیل معلومات نوٹ کی ہیں:

بلاغات امام مالک رحمہ اللہ میں سے ایک روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین آپ وہاں نہ جائیں! کیونکہ ایک تو جادو کے دس حصے کئے جائیں تو نو حصے وہاں ہیں یعنی وہاں جادو سب سے زیادہ ہے۔ دوسرے وہاں فاسق جنات ہیں، تیسرے وہاں مشکل العلاج (یا لاعلاج) بیماری ہے۔

مشکل العلاج بیماری کی وضاحت کرتے ہوئے امام الباجی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد بدعات یا وہ امور ہیں جو انسان کے دین کیلئے مہلک ہوتے ہیں پھر اس کے بعد ابن حبیب کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس مشکل العلاج بیماری کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہیں کیونکہ اس نے دو طرح سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے ایک ارجاء (عمل کو ایمان کی حقیقت سے خارج قرار دینے) کے

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ساتھ اور دوسرے احادیث وسنن کو رائے کے ذریعے ٹھکرانے کیساتھ۔

پھر ابو جعفر داؤدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر یہ روایت غلطی سے محفوظ ہے اور صحیح ثابت ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کی زبان سے غصے یا پریشانی میں اس قسم کے الفاظ نکل گئے ہوں گے۔ کیونکہ علماء بھی انسان ہی ہوتے ہیں بعض اوقات بشری کمزوری کیوجہ سے ان کی زبان سے ایسی بات نکل جاتی ہے جس سے بعد میں غصہ اتر جاتا ہے تو انہیں استغفار کرنا پڑتا ہے۔

لیکن خود امام الباجی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کی نسبت یہ روایت صحیح نہیں ہے کیوں کہ معروف علم ودانش دین وفضل اور گفتگو میں احتیاط پسندی کی وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ کسی بھی مسلمان کے متعلق علی الاطلاق اس قسم کی بات بغیر تحقیق وثبوت کے کہہ دیں جب کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے متعلق ان کا اکرام واحترام مشہور ہے حالانکہ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور یہ بھی معلوم ہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی یہ رائے ہے کہ وہ مسائل کا علم رکھتے ہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں اور ان کے شاگرد امام محمد بن الحسن نے امام مالک رحمہ اللہ سے موطا کا سماع بھی کیا ہے نیز ان کا انتہائی درجہ کا زہد عبادت بھی مشہور ہے اور پھر یہ بھی کہ ان کی آزمائش ہوئی اور انہیں محض اس لیے کوڑے مارے گئے کہ وہ منصب قضاء قبول کر لیں مگر انہوں نے انکار کر دیا تو اس قسم کی شخصیت کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ ایسی بات نہیں کہہ سکتے تھے جو ان کے علم وفضل کے شایان شان نہ ہو۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۳۰۷۔۳۰۸)

## ابن عربی رحمہ اللہ کی معتدلانہ رائے:۔

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 256/286

ابن عربی رحمہ اللہ تاریخ اسلام کی ایک ممتاز اور متنازعہ شخصیت ہیں ان کے فلسفہ وحدت الوجود کی بناء پر شروع ہی سے کچھ لوگ ان کے شدید مخالف اور کچھ لوگ ان کے سخت حامی چلے آرہے ہیں۔اس کے مخالف اسے ملحد اور زندیق تک قرار دیتے ہیں جب کہ ان کے حامی انھیں اولیاء اللہ اور تنقید سے بالاتر لوگوں میں شمار کرتے ہیں مخالفین میں بڑے بڑے محدثین اور اہل علم شامل ہیں اور موافقین میں بھی۔

مخالفین میں نمایاں ترین شخصیت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ہے جنھوں نے فلسفہ ابن عربی رحمہ اللہ پر تند و تیز تنقید کی ہے مگر اس کے باوجود شخصیت ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں ان کی روش اور انکی گفتگو انتہائی محتاط ہوتی تھی ، چنانچہ مذہب الاتحادیین،ص ۶۰ میں فرماتے ہیں۔

**وهى مع كونها كفرا فهوا قربهم الى الاسلام لما يوجد فى كلامه من الكلام الجيد كثيراً ولانه لا يثبت على الاتحاد ثبات غيره بل هو كثير الا ضطراب فيه...والله اعلم بما مات عليه۔**

”ابن عربی رحمہ اللہ کا نظریہ اگرچہ کفر ہے تاہم وہ خود دوسرے متصوفین کی نسبت اسلام سے سب سے زیادہ قریب ہیں کیونکہ ان کے کلام میں اچھی باتیں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں نیز وہ اپنے نظریہ وحدت الوجود پر مضبوطی سے قائم بھی نہیں رہے......اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کی موت کس حالت پر واقع ہوئی۔

اسی طرح مجموعۃ الرسول والمسائل ج ۱ ط ۱۷۶ میں رقمطراز ہیں:**لكن ابن العربى اقربهم الى الاسلام واحسن كلاما فى مواضع كثيرة فانه يفرق بين الظاهر و المظاهر فيقر الامر والنهى والشرائع على ماهى عليه۔**

لیکن ابن عربی اتحادی وجودیوں میں سے اسلام کے سب سے زیادہ قریب ہے

WWW.UBQARI.ORG

اور اس کا کلام بہت سے مقامات پر سب سے زیادہ اچھا ہے چنانچہ وہ ظاہر اورمظاہر( خالق اورمخلوق ) میں فرق کرتا ہے،اس لیے امرونہی اورشریعت کوجوں کاتوں تسلیم کرتا،(اورواجب العمل گردانتا) ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ شروع شروع میں ابن عربی (رحمہ اللہ) وغیرہ پرسخت تنقید بلکہ اس کی تکفیر بھی کرتے رہے ہیں لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کرلیا تھا، دیکھئے البدرالطالع (ج ۲ ص ۳۲ تا ۳۹)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا موقف تقریباً ایک ہی ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ کا نظریہ وحدت الوجود ان کے کشف میں غلطی کا نتیجہ ہے، اس لیے اسے تسلیم نہیں کیا جاسکتا البتہ ان کی ولایت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔( ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۳۱۴۔۳۱۵)

## فقہی رواداری اوروسعتِ ظرفی:۔

تقلید کارداورعمل بالحدیث کی اہمیت،ان کا اگرچہ نہایت پسندیدہ موضوع تھا اور اس پر چھوٹی بڑی متعدد کتابیں بھی انہوں نے شائع کیں لیکن اس کے باوجود وہ فقہی رواداری اوروسعت ظرفی کے قائل تھے،علمائے دیوبند سے ان کے تعلقات خاصے وسیع تھے،مولانا عبدالقادر رائے پوری مرحوم سے یک گونہ عقیدت اور مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ سے احترام کا تعلق تھا،مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی وفات پر انہوں نے ماہنامہ ’’رحیق‘‘ لاہور میں نہایت پردرد اداریہ سپرد قلم فرمایا،جس میں ان کی علمی، دینی اورملی وسیاسی خدمات پر بھرپور خراج تحسین فرمایا،مولانا سعید احمد اکبرآبادی رحمہ اللہ لاہورتشریف لائے توبطور خاص ان کودعوت دے کراپنے ادارہ میں بلایا،اور مولانا اکبرآبادی،مولانا معراج الحق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کی معیت میں تشریف لائے،اورمولانا کی ضیافت سے مسرور وشادکام ہوئے۔(رحمہم اللہ)

مولانا عبدالرشید نعمانی (جے پوری) کراچی سے ان کے حنفیت میں تصلب

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کے باوجود خصوصی تعلق تھا، ''**اتحاف البنیہ**'' کا وہ قلمی نسخہ، جسے حضرت مولانا رحمہ اللہ نے ایڈٹ کیا انہی مولانا نعمانی صاحب سے ہی حاصل کیا تھا، چنانچہ مولانا نعمانی صاحب بھی جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو حضرت مولانا مرحوم سے ضرور ملتے ،مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب ''اوجز المسالک'' اور مصنف ''تبلیغی نصاب'' ایک مرتبہ لاہور آئے تو راقم کے ساتھ ان کی زیارت کے لئے لاہور کے تبلیغی مرکز بلال پارک باغبانپورہ تشریف لے گئے لاہور میں موجود علمائے دیوبند سے ان کی ذاتی مراسم تھے اوران کے ہاں آنا جانا ایک معمول تھا وہ بھی حضرت مولانا سے خصوصی ربط وتعلق رکھتے تھے،غرض اس لحاظ سے ان کے اندروہ وسعت موجود تھی جو ہمارے اکابر اسلاف کا بھی ایک امتیازی وصف تھا۔(کتبہ حافظ صلاح الدین یوسف ،لاہور۔ اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص۴۸۶۔۴۸۷)

## دیوبند واہل حدیث کی مایہ ناز شخصیات:۔

بہت سے مفکرین کا خیال ہے کہ موجودہ قابلیتی بحران کا سب سے بڑا سبب مدارس عربیہ کا مروجہ نصاب تعلیم ہے حالانکہ ماضی قریب کے جید اہل علم جن پر برصغیر پاک وہند کو بجا طور پر فخر ہے، ولی اللّٰہی خاندان اوران کے متوسلین مولانا سید محمد نذیر حسین رحمہ اللہ، مولانا نواب سید محمد صدیق حسن رحمہ اللہ، مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ، مولانا محمد شمس الحق رحمہ اللہ، مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ، مولانا سید محمد انور شاہ رحمہ اللہ، مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ، مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی رحمہ اللہ، مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رحمہ اللہ، مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ وغیرہم ،سب بزرگ اسی نصاب کے فیض یافتہ تھے۔ان حضرات کی خدمات علمی اور اسلامی سے کون انکار کرسکتا ہے اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ اپنے اپنے درجے میں ان ہی کی مساعی، محنت، ایثار اور قربانیوں کا فیض ہے، جو علوم دینیہ کی

تھوڑی بہت رونق نظر آرہی ہے۔(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۹۰)

## تبلیغی جماعت کے بارے میں اعتدال:۔

کسی نے ایک دفعہ تبلیغی جماعت کے متعلق پوچھا تو جواب میں فرمایا، ان کی کمزوریوں اور غلطیوں سے قطع نظر اس دنیاداری اور نفسانفسی کے دور میں ان کو غنیمت سمجھتا ہوں جو اصلاح نفس اور دنیا سے بے رغبتی کی دعوت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔(کتبہ پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر بلتستانی، شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۵۱۵)

## مفتی محمود صاحب کو مبارکباد (رواداری):۔

۱۹۷۲ء میں صوبہ سرحد میں جمعیت علمائے اسلام اور خان ولی کی پارٹی (نیشنل عوامی پارٹی) متحدہ حکومت بنائی گئی، جس کے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ نامزد ہوئے، مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کو مفتی سے تعلق خاطر تھا لہٰذا ان کو مبارکباد دینے اور ان کے تعین پر اظہار خوشنودی کرنے کیلئے اپنے اداریے کے علاوہ مجھے نظم لکھنے کا حکم دیا اور بعض نقاط بھی تلقین فرمائے۔ میں نے حسب فرمائش ایک طویل نظم لکھی اور سرحد میں نفاذ اسلام کے لئے شہدائے بالاکوٹ کی قربانیوں کا بھی اظہار کیا اور آخر میں انہیں اسی نہج پر خدمت انجام دینے کی استدعا بھی کی۔ مولانا نے نہ صرف اس نظم کو الاعتصام کے دو صفحات پر اہتمام سے شائع کیا بلکہ مفتی صاحب کو ذاتی طور پر اسے ارسال فرمایا اور بعض اشعار پر مجھے داد بھی دی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔

(محترم علیم انصاری لاہور۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۴۲۵۔۴۲۶)

وضاحت:۔حافظ عبدالحمید ازہر، اسلام آباد سے بعنوان ''مولانا عطاء اللہ حنیف کا ناقابل فراموش کارنامہ، معارف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نشرواشاعت'' میں لکھتے ہیں۔

## علامہ شبلی رحمہ اللہ کا اقتباس (پیغام رواداری):۔

ہمارے زمانے میں تاریخ اسلام پر علامہ شبلی رحمہ اللہ سے بڑھ کر وسیع و عمیق نظر کس کی ہوگی ان کا قلم تحقیق رقم شیخ الاسلام کے مجدّدانہ کارناموں کی تقسیم اس طرح کرتا ہے۔

اسلام میں سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں علماء، فضلاء، مجتہدین، ائمہ فن اور مدبرین گزرے لیکن مجدد بہت کم پیدا ہوئے، مجدد کیلئے تین شرطیں ضروری ہیں۔۱۔مذہب، علم یا سیاست میں کوئی مفید انقلاب برپا کردے۔

۲۔جو خیال اس کے دل میں آیا ہو کسی کی تقلید سے نہ آیا ہو بلکہ اجتہادی ہو۔

۳۔جسمانی مصیبتیں اٹھائی ہوں جان پر کھیلا ہو، سرفروشی کی ہو۔

تیسری شرط اگر ضروری قرار نہ دی جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام غزالی رحمہ اللہ، امام رازی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اس دائرہ میں آسکتے ہیں لیکن جو شخص رفارمر (مجدد) کا اصلی مصداق ہوسکتا ہے وہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہیں، مجددیت کی اصلی خصوصیتیں جس قدر علامہ کی ذات میں پائی جاتی ہیں اس کی نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔(مقالات شبلی رحمہ اللہ ج ۵)

## انتہائی وجیہہ اور دل آویز شخصیت (رواداری):۔

شہری اور تعلیم یافتہ حلقوں میں حضرت مولانا امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر، مولانا محمد یوسف کلکتوی اور مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ اور سب سے بڑھ کر شہسوار خطابت اور بقول مولانا محمد علی جوہر، سبحان الہند سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ اجمعین کا طوطی بولتا تھا کسی ہندو یا سکھ کی مجال نہ تھی کہ سید صاحب رحمہ اللہ قرآن کی تلاوت کررہے ہوں اور وہ جلسہ گاہ سے اٹھ کر چلا جائے، اس پر سید بخاری کی پرکشش اور مرعوب کن شخصیت انتہائی وجیہ، دل آویز اور لحن داؤدی کے ساتھ

تلاوت قرآن کا سماں ایک دیدنی منظر تھا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (مکتبہ مولانا پروفیسر غلام احمد حریری، فیصل آباد۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۷۰۴)

## حیات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جلیل القدر امام اور فقیہہ تھے ۸۱ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ زہد، تقویٰ، ذکاوت وفطانت میں بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ ۱۵۰ھ میں آپ نے بغداد میں انتقال کیا۔

پرفیسر ابوزہرہ مرحوم نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حالات، عمیق اجتہادات اور تفقہ پر ایک علمی کتاب لکھی ہے، مولانا عطاء اللہ مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری صاحب سے کرا کر اپنے اشاعتی "ادارہ المکتبۃ السلفیۃ" لاہور سے شائع کیا اور اس پر اپنے حواشی وتعلیقات لکھے۔ مترجم کتاب پروفیسر غلام احمد حریری اس کتاب کے بارے میں رقمطراز ہیں:

پروفیسر ابوزہرہ کی یہ تصنیف اردو لٹریچر میں بیش بہا اضافہ کی موجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سیر وسوانح پر اردو زبان میں معیاری کتب کی بے حد کمی ہے۔ دعویٰ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب اردو زبان میں اپنے موضوع پر منفرد اور یکتا ہے۔ (ص ۲۲)

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۸۴۴)

## مولانا احمد علی لاہوری سے عقیدت مندی (رواداری):۔

مولانا عزیز الرحمان کوہاٹی (حال مقیم ایبٹ آباد) نے یہ بات سنائی کہ میں نے مولانا (حنیف رحمہ اللہ) سے پوچھا کہ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے جو فلاں بات کی ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ مولانا نے فرمایا کے ہم ایک لحاظ سے

WWW.UBQARI.ORG

ان کے عقیدت مند ہیں انہوں نے لاہور میں درس قرآن کا اجراء کیا تھا اور پھر خاموشی اختیار کرلی۔( ہفت روزہ الاعتصام لاہور:ص ۱۰۳۳)

☆......☆......☆

# کتاب ''سوانح محدث جلالپوری'' باہمی محبت کی مٹھاس

نضر اللّٰہ امراء سمع مقالتی فوعاھا و حفظہا و بلغھا (الحدیث)

نام کتاب: مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ...... حیات، خدمات، آثار

مصنف: محمد رفیق اثری...... ناشر: اثری ادارہ نشر و تالیف جلالپور پیر والا ضلع ملتان

## اکابرین دیوبند کا فیض:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور انکے خانوادے نے پورے برصغیر میں احیاءدین اسلام اور تحفظ کتابت وسنت کے لئے بڑا وقیع کام کیا ہے جس کے نتیجے میں بڑے بڑے فحول اسلام پیدا ہوئے، سید نذیر حسین رحمہ اللہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اور اکابرین دارالعلوم دیوبند کا شمار انہی کے فیض یافتہ حضرات میں ہوتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمہ اللہ نے دور دراز ایک گمنام دیہات میں بیٹھ کر علم ونظر کا چراغ جلایا جس کی روشنی دور دور تک پھیلی۔ ہمارے شیخ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ نے بھی ان سے کسب فیض کیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سفر وحضر میں متعدد بار استفادہ کا موقع ملتا رہا۔

(سوانح مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ص ۳۵۴)

☆......☆......☆

# کتاب ''ارمغان حنیف'' میں دلجوئی کا تذکرہ

نام کتاب:۔سیرت البخاری امام المحدثین امام بخاری کی سوانح عمری

مصنف:۔حضرت مولانا محمد عبدالسلام مبارکپوری......ناشر:۔موٹروے پرنٹرز مکتبہ قدوسیہ لاہور

## دیگر مسالک کی دلجوئی کا خیال:۔

مولانا مسلک کے اعتبار سے غیر مقلد ہیں اور یہ عام خیال اور تجربہ ہے کہ غیر مقلد حضرات بہت سختی سے اپنے مسلک کی پابندی اور اس کا اظہار کرتے ہیں، مگر مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ اور مرحوم مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ یہ دو ایسے غیر مقلد میں نے دیکھے ہیں جو اپنے مسلک سے ہٹے بغیر دوسروں کی دل جوئی کا خیال رکھتے۔

ریڈیو پر ہر قسم کے دینی موضوعات پر مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے تقریریں کی ہیں مگر کبھی ایک فقرہ بھی ایسا نشر نہیں ہوا جو قابل گرفت ہو یا کسی دوسرے مسلک پر تنقید کا پہلو لیے ہوئے ہو۔(ارمغان حنیف ص:۲۱۳)

☆......☆......☆

# کتاب استاد پنجاب میں علمائے اہل حدیث کا تذکرہ

نام کتاب:۔استاد پنجاب

حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کے سوانح حیات پر مشتمل جامع اور مستند کتاب......مرتبہ:مولانا عبدالمجید سوہدروی......تزئین وترتیب:محمد ادریس فاروقی

## حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی بیٹی سے نکاح:۔

آپ کا دوسرا نکاح شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی

صاحبزادی سے ہوا۔اس وقت حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی کی عمر کوئی ۳۶ برس تھی۔ان اہلیہ محترمہ سے ۲ بیٹے احمد سعید اور عبدالوحید اور ۲ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔احمد سعید ۱۰ برس کی عمر میں بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔عبدالوحید صاحب، حافظ قاری اور عالم بنے۔آپ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ سے فارغ ہوئے، علاوہ ازیں آپ نے ایل ایل بی کیا آپ بہت دین پسند اور ایثار پیشہ ہیں اور اپنے بزرگوں کی روش پر گامزن ہیں۔ایک عرصہ سے امریکہ میں اقامت پذیر ہیں بڑی بیٹی کا عقد مولانا قاضی عبیداللہ بن شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمہ اللہ سے ہوا۔قاضی صاحب موصوف شیخ الحدیث مولانا قاضی نور محمد مرحوم آف قلعہ دیدار سنگھ (گوجرانوالہ) کے چھوٹے بھائی تھے۔چھوٹی صاحبزادی کا نکاح غلام محمد انور صاحب بن مولانا ڈاکٹر ظہیر الحق دین پوری رحمہ اللہ سے ہوا یہ دونوں نکاح شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے ایماء پر ہوئے۔حافظ عبدالوحید صاحب حفظہ اللہ کی والدہ ماجدہ ۲۸ برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔"**انا للہ وانا الیہ راجعون**" بڑی نیک اور اللہ کی ولیہ تھیں۔

## شیخ الکل اور ائمہ کا ادب:۔

آپ کی نگاہ میں ائمہ محدثین وفقہاء کا مقام بہت بلند تھا، آپ سب کا نہایت احترام کرتے تھے اور بڑی عزت سے ان کا نام لیتے تھے، آپ ہر امام کو "امامنا" (ہمارا امام) کہتے تھے۔(سوانح استاد پنجاب حافظ عبدالمنان رحمہ اللہ: ص ۱۲۱)

☆......☆......☆

## ماہنامہ الاحیاء میں تذکرہ

نام رسالہ: ماہنامہ الاحیاء......نومبر 2011ء ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ لاہور

مدیر:۔سید محمد علی......ناشر:۔الاحیاء ریسرچ فاؤنڈیشن کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



الاسلامیۃ ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پھول نگر، قصور (پاکستان)

## مولانا اثری کا حصول تعلیم (رواداری):۔

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ کی عصری تعلیم مڈل تک ہے، اس کے بعد دینی تعلیم کے حصول کا شوق دامن گیر ہوا تو لیاقت پور مدرسہ قاسم العلوم میں داخلہ لے لیا۔ یہ مدرسہ دیو بندی فکر کا تھا، اس مدرسہ میں آپ نے دو سال تک تعلیم حاصل کی۔1964ء میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخل ہوئے۔تین سال تک جامعہ سلفیہ میں تعلیم حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ تدریس القرآن جھوک کٹو (جومنڈی تاندلیانوالہ کے قریب ایک گاؤں ہے) چلے گئے اس مدرسہ میں بھی ایک سال تک تعلیم حاصل کی۔(ماہنامہ الاحیاء نومبر 2011ء ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ لاہور: ص ۴۹)

☆......☆......☆

WWW.UBQARI.ORG

# دور حاضر کے علماء میں بھائی چارگی، محبت وآشتی

اہل اللہ اور خدا ترس لوگوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ کسی سے ذاتی عناد، بغض، عداوت نہیں رکھتے۔ ماہ قبل میں ہمارے اسلاف کی بہت سی مثالیں آپ کے سامنے گزریں اس وقت بھی بہت سے ایسے علمائے کرام ہیں جو بڑوں کے اس ورثے یعنی محبت، بھائی چارگی، پیغام امن اور صاف دلی کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی چند علمائے کرام کے تاثرات اور واقعات آپ کی

WWW.UBQARI.ORG

خدمت میں پیش ہیں۔ اللہ ہم سب کے دلوں کو آپس میں جوڑ کر محبت اور اخلاقیات کی فضاء کو عام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

## باہمی تنازعات اک المیہ......!

میں نے حضرت شاہ جی مرحوم ومغفور کو جب بھی دیکھا نماز جمعہ، دروس یا خطاب وغیرہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ ہمارے اہل حدیثوں میں ان مسائل پر بڑی بحث شروع ہوگئی ہے ایسا لگتا ہے جیسے علم الکلام اور محدثین کے مابین مناظرات کا دور پھر واپس پلٹ آیا ہو۔ خواہ مخواہ چھوٹے چھوٹے مسائل پر ہم الجھ کر رہ گئے ہیں حالانکہ ہمارے سلف صالحین ہمیشہ سے ہی اپنے اللہ سے مانگنے کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ اور اجتماعی طور پر بھی اپنے اللہ سے مانگا کرتے تھے بلکہ حجت کے طور پر دلیل ہوتی تھی کہ قرآن کی کوئی بھی دعا ایسی نہیں جہاں اجتماعیت کا تذکرہ نہ ہو۔ (روایت پروفیسر مولانا سید ضیاء الرحمٰن گیلانی)

## تینوں مسالک کے سربراہوں کا آپس میں پیار:۔

سید محمد داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کو حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ سے بہت پیار تھا اور وہ دونوں بھی سید صاحب رحمہ اللہ سے حد درجہ محبت ومودّت رکھتے تھے سید صاحب رحمہ اللہ انہیں ملنے کیلئے تشریف لے جاتے اور کبھی وہ خود ملنے کیلئے تشریف لے آتے۔

## فقہی اختلاف میں راہ اعتدال:۔

مزے کی بات یہ تھی کہ جب مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تشریف لاتے تو ان کے ساتھ ان کے چار پانچ خدام بھی ہوا کرتے تھے۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ انہیں پہلے سے ہی سمجھا کر لاتے کہ دیکھو ہم سید مولانا داؤد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کے پاس

جارہے ہیں وہ نماز میں آمین بلند آواز میں کہتے ہیں لہٰذا تم بھی آمین اونچی آواز میں ہی کہنا۔ پھر جب سید صاحب رحمہ اللہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے ملنے جاتے تو چونکہ سید صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بھی خادم ہوا کرتے تھے لہٰذا سید صاحب رحمہ اللہ بھی اپنے خدام کو سمجھا کر لے جاتے کہ دیکھو ہم حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے پاس جارہے ہیں وہ نماز میں آمین آہستہ آواز میں کہتے ہیں آپ بھی آہستہ آواز میں ہی آمین کہنا۔

## حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی وسعت ظرفی (رواداری):۔

مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا کچھ دن بعد انہوں نے جلسے میں شرکت کیلئے قصور جانا تھا وہ سوہدرہ سے قصور جانے کیلئے جب لاہور پہنچے تو سوچا یہاں ایک بہت بڑی نیک ہستی حضرت لاہوری رحمہ اللہ رہتے ہیں کیوں نہ ان سے جاکر اہلیہ کی مغفرت کی دعا کروائیں۔ ان کے ساتھ ایک دوست بھی تھے دونوں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کیلئے درخواست کی۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ بہت خوشی سے انہیں ملے اور انہیں دعائیں دیں پھر وہ قصور چلے گئے۔ رات کو جلسہ تھا اگلے دن واپسی پر سوچا کہ کل حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے ملاقات کر کے دل کو بہت سکون ملا ہے کیوں نہ آج بھی ان کی زیارت کرتے جائیں لہٰذا دونوں دوست پھر حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے پرجوش استقبال فرمایا اور پوچھا کہ رات والا جلسہ کیسا رہا۔ خیر خیریت پوچھ کر انہیں بٹھا کر فرمایا میں ذرا تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔

یہ فرما کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور جا کر اپنی صاحبزادی سے فرمایا بیٹی! ایک بہت نیک سیرت مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کا نکاح ان کے ساتھ کر دوں۔ عصمتوں والی بیٹی نے فرمایا ابا جان آپ کی جیسے منشاء ہوگی مجھے وہی منظور ہے۔ پھر حضرت لاہوری رحمہ اللہ باہر تشریف لائے اور مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ سے فرمایا میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



عبدالمجید رحمہ اللہ حیران ہوکر سوچ میں پڑ گئے۔ ساتھ بیٹھے ہوئے دوست نے کہا کہ فوراً ہاں کردو۔ وقت کے ایک بہت بڑے ولی اللہ تمہیں اپنی لخت جگر دے رہے ہیں اور کیا چاہیے؟ لہٰذا اسی وقت ان کا نکاح ہوگیا اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے اپنے جگر گوشے کو رخصت فرما دیا۔ (روایت مولانا نذیر احمد سبحانی حفظہ اللہ)

## خوبصورت انداز میں اختلافی مسائل کا ازالہ:۔

ایک بہت دلچسپ اور سبق آموز واقعہ ہے کہ مولانا عبدالواحد غزنوی صاحب رحمہ اللہ کو گلی میں بچے دیکھ کر زور سے نعرہ لگاتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مولانا رحمہ اللہ فوراً فرماتے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' جب دو تین مرتبہ ایسا ہوا تو ایک دن نعرہ لگانے پر مولانا رحمہ اللہ نے بچوں کو فرمایا یہ جو آپ نعرہ لگاتے ہیں اس کا مطلب تو بتائیں۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس سے کیا مراد ہے ہم جب کہتے ہیں اے اللہ تو پھر آگے دعا بھی مانگتے ہیں آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکار کر خاموش ہوجاتے ہیں آگے بھی تو کچھ کہیں اور ہاں میں درود شریف پڑھ کر دس نیکیاں کما لیتا ہوں دس گناہ مٹ جاتے ہیں اور دس درجات بلند ہوجاتے ہیں آپ ان سب انعامات سے بھی محروم رہتے ہیں بس اس دن کے بعد بچوں کو بات سمجھ آگئی اور انہوں نے کبھی نعرہ نہیں لگایا۔

اسی طرح قاری اظہار احمد تھانوی صاحب رحمہ اللہ چوبرجی کوارٹرز میں صبح کی سیر کیا کرتے تھے وہاں بھی بریلوی طالب علم جب انہیں دیکھتے تو زور سے کہتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن قاری صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا بھئی میرا نام اظہار احمد ہے میں رسول اللہ نہیں ہوں آپ مجھے دیکھ کر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارتے ہیں حالانکہ میں تو اظہار احمد ہوں۔ اس طرح بڑے خوبصورت اور سادے انداز میں ہمارے اسلاف اختلافی مسائل کا ازالہ کردیا کرتے تھے۔ (روایت مولانا نذیر احمد سبحانی حفظہ اللہ)

☆......☆......☆

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

## نفرتوں کے الاؤ میں پیغام امن ورواداری:۔

آپ (مؤلف کتاب ذوق تصوف) کی خدمات کا دائرہ کار انتہائی وسیع ہے۔ مرکز امن و روحانیت کے ذریعے درج ذیل حوالے سے جدوجہد بہت اہم ہے☆ اعتقادی سطح پر اعتدال کا فروغ ☆ مذہبی سطح پر اعتدال کا فروغ ☆ سماجی سطح پر اعتدال وہم آہنگی کا فروغ۔

(روایت حمید اللہ خان عزیز، ایڈیٹر: ماہنامہ مجلہ "تفہیم الاسلام"، احمد پور شرقیہ)

☆......☆......☆

## مولانا شرف الحق اعتدال پسند شخصیت:۔

مولانا شرف الحق صاحب مولانا عبدالعزیز صاحب کے نواسے تھے۔ مولانا شرف الحق کے والد کا نام حافظ کریم بخش تھا۔ مولانا شرف الحق معتدل مزاج تھے، اس لیے کہ وہ غزنوی حضرات کے پاس پڑھتے رہے تھے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ ان کے استاد تھے اور یہ اعتدال اسی وجہ سے آپ کو بھی حاصل ہوا تھا۔ مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی بہت دوستی اور گہرا تعلق تھا۔ علمی گفتگو کے سلسلے میں اکثر یہ مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے پاس آتے جاتے تھے لیکن اس گفتگو میں بالکل بھی شدت نہیں ہوتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کی تحریر میں بھی غضب کا سحر تھا، پڑھنے والا پڑھتا ہی رہ جاتا تھا۔ بعض اوقات ایسے ایسے مسائل جس میں میں الجھ جاتا تھا۔ میں جا کر مولانا سے بات کرتا تھا تو مجھے مولانا کے جواب سے فوراً تشفی ہو جاتی تھی۔ (علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف ۱۰۵)

## مدرسہ حمیدیہ کا تاریخی پس منظر:۔

مولانا عبدالعزیز صاحب جن کا تذکرہ میں نے پہلے کیا ہے وہ میرے پردادا تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے: مولانا عبدالحمید صاحب اور مولانا محمد نذیر صاحب۔ مولانا

محمد نذیر صاحب میرے دادا تھے اور یہ مولانا عبدالحمید صاحب ان کے چھوٹے بھائی تھے، انھوں نے تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ عرصہ یہ کھڈیکاں والی مسجد میں بھی پڑھایا۔

شروع میں مولانا عبدالحمید صاحب ٹیچر تھے جب انھوں ٹیچنگ کو چھوڑ دیا تو اس کے بعد مدارس کے ذریعے فروغ دین کے جذبے کو اپناتے ہوئے اس طرف متوجہ ہوئے۔ مدارس کیلئے چندہ وغیرہ بھی کیا کرتے تھے آج جو احمد پور شرقیہ میں مدارس حمیدیہ کے نام چھ سات مدرسے چل رہے ہیں۔ یہ سب ان ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔

مولانا عبدالحمید صاحب معتدل مزاج اہل حدیث تھے۔ اور ان کے اعتدالی مزاج کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ ان کے جتنے بھی مدارس ہیں وہ سب حنفیوں کے پاس ہیں کوئی بھی اہل حدیث کے پاس نہیں۔ مولانا عبدالحمید کے بعد اب مدرسہ ان کے بھانجے، مولانا شرف الحق صاحب کے چھوٹے بھائی حافظ نورالحق جو کہ بہت مخلص اور متقی انسان ہیں مسلکاً اہل حدیث ہیں لیکن وہ بہت معتدل ہیں بلکہ انتہائی معتدل ہیں۔ اس وقت آپ ہی یہ مدارس چلا رہے ہیں۔

## مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ کی خیر خواہی:۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار ''تذکرہ الخلیل'' کے مصنف مولانا عاشق الٰہی صاحب ہیں۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ بہاولپور میں جامع عباسیہ میں پڑھایا کرتے تھے غالباً وہ صدر مدرس تھے۔ اس دور میں ان کے مخالفین نے مولانا رحمہ اللہ کو قتل کرنے کی ایک سازش کی تھی۔ اس قتل کی سازش کا پتہ مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ کو چل گیا۔ مولانا محمد احمد صاحب نے سوچا کہ اب میں کسی طرح مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ کو اس سازش کی اطلاع کر دیتا ہوں تا کہ ان کی جان بچ جائے۔ تو وہ قینچی موڑ پر جا کر کھڑے ہو گئے عصر کے وقت وہاں ایک رتھ والا (مراد تانگے نما سواری) جا رہا تھا۔ اُس رتھ بان کو بلایا اُس کو کہا کہ بھئی ایک کام ہے

WWW.UBQARI.ORG

اگر وہ تم کر دو تو انشاء اللہ قیامت والے دن میں بھی اس بات کی گواہی دوں گا اور اللہ پاک تمہیں ضرور بخش دیں گے اس کام سے ایک بہت بڑے عالم دین کی جان بچ جائے گی۔ اُس رتھ بان نے کہا ٹھیک ہے مجھے بتائیں وہ کام کیا ہے۔ تو مولانا نے ایک کاغذ پر رقعہ لکھا اور سورۃ القصص کی آیت ۲۰ **"ان الملا یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من النصحین"** لکھ کر رتھ بان کو دے دی۔ یہ آیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ ایک گروہ آپ کو قتل کرنے کے در پر ہے میں آپ کا بڑا خیر خواہ ہوں آپ کیلئے بہتر ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ وہ رتھ بان رات کو اڑھائی یا تین بجے کے قریب مکان کو تلاش کرتا ہوا پہنچ گیا۔

اس نے جا کر یہ رقعہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کو دیا کہ یہ احمد پور شرقیہ کے مولوی محمد احمد صاحب رحمہ اللہ نے آپ کیلئے دیا ہے۔ جب آپ نے یہ رقعہ پڑھا۔ تو پڑھتے ہی اپنا سامان جو کہ نہایت ہی مختصر تھا مثلاً چادر، لوٹا، تسبیح اور ضرورت کی چند ایک چیزیں لی اور ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ چار بجے سمہ سٹہ سے ایک ٹرین جاتی تھی امرتسر وہ ٹرین بہاولپور کے اسٹیشن پر رکی۔ وہاں سے بیٹھے اور امرتسر چلے گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی جان بچا لی۔ مولانا عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الخلیل" کے اندر یہ تذکرہ اس انداز سے کیا ہے کہ احمد پور شرقیہ کے ایک کتب فروش مولوی محمد احمد رحمہ اللہ نے مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی جان بچا لی۔

میرے استاد محترم مولانا عبد اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس نوعیت کے ساتھ جب اس واقعے کو پڑھا تو بہت افسوس کا اظہار کیا اور مجھے فرمایا کہ صاحب کتاب پر مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ کی اصل نوعیت واضح نہ ہو سکی لہٰذا تم ایسا کرو کہ مولانا عاشق الٰہی صاحب کو ایک خط لکھو اور یہ وضاحت کرو کہ مولوی احمد صاحب رحمہ اللہ کتب فروش نہیں تھے بلکہ ریاست بہاولپور کے مفتی شرعی یعنی مفتی اعظم تھے۔ آئندہ

ایڈیشن میں اس کی تصحیح فرمالیں۔

اس وقت میں کہاں اتنے مسلکی اختلافات تھے یہ نواب صاحبان سارے جو ہیں یہ سب ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔حتیٰ کہ قاضی عظیم الدین صاحب جو بہاولپور جامع مسجد صادق کے علماء دیو بند میں سے بڑے عالم تھے وہ یہاں ڈیرہ نواب میں عید کی نماز پڑھانے آیا کرتے تھے۔قاضی عظیم الدین کے بعد یہ مسئلہ کھڑا ہوگیا کہ اب ڈیرہ نواب میں عید کی امامت کون کرائے گا۔تلاش شروع ہوئی تلاش کرتے کرتے اس وقت صلاح الدین وغیرہ کا ایک خاص آدمی تھا شوکت عبداللہ وہ ہر ایک کو بڑے عزت واحترام سے ملتا تھا اس نے مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ سے کہا کہ عید کی نماز آپ پڑھایا کریں تو شروع میں تو مولانا نے انکار کیا کہ میں باہر کا آدمی ہوں میں عیدین کے موقع پر اپنے گھر چلا جاتا ہوں۔لیکن اگر نواب صاحب کا حکم ہے تو پھر میں ضرور پڑھادوں گا کوئی حرج نہیں۔

☆......☆......☆

## حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور رزق حلال کی اہمیت:۔

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب کوٹ پیناں (نارنگ منڈی) کے رہنے والے تھے اور یہ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے ان کے ساتھ وظائف پر بات ہوئی تو فرمانے لگے کہ میں ایک دفعہ مولانا لاہوری رحمہ اللہ کیلئے چاول بطور تحفہ لے کر خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے صدیق یہ تو نے خود کاشت کیے تھے؟ میں نے کہا نہیں میرے مقتدیوں نے میری خدمت کی اور میں نے آپ کی خدمت میں پیش کردیئے۔کہنے لگے یہ تکلف نہیں کرنا چاہئے تھا، میں بات سمجھ گیا۔

اگلے سال میں نے اپنے مقتدیوں سے ایک بیگھہ زمین لے کر خود کاشت کی اور دھان کی فصل کاٹ کر چاول بنائے اور دوبارہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دوبارہ پوچھا محمد صدیق یہ چاول تو نے خود کاشت کئے تھے؟ تو

میں نے عرض کیا جی حضرت میں نے خود کاشت کئے اس پر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ کام درست ہے۔ لہٰذا میرا خیال یہ ہے کہ ہر عالم دین کو اعمال بھی کرنے چاہئیں اور رزق حلال کا خاص خیال رکھنا چاہئے کیونکہ اسی سے برکتیں آتی ہیں۔(روایت سید محمد عبداللہ بن مولانا سید بارک اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ، خطیب جامعہ مسجد قدس قذافی پارک مریدکے، ضلع شیخوپورہ) (بحوالہ علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف ص ۱۱۵)

## باہمی رواداری بھی چلی گئی ......!:۔

جامعہ عزیزیہ ساہیوال کے قاری محمد بلال عزیزی صاحب ایک دن نہایت غم سے فرمانے لگے کہ عثمان بھائی آپ کو پتہ ہے؟ ہمارے اہلحدیثوں میں اب تلاوت قرآن بھی ختم ہوگئی ہے، ہمارے اسلاف علماء کا دیوبندی علماء سے بہت زیادہ محبت والا رشتہ ہوا کرتا تھا، جب تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم چلی تھی تب اہل حدیث اور دیوبندی علماء نے مل کر ہی تو اس کی بنیاد رکھی تھی، اہلحدیث مدارس میں دیوبندی حضرات تجوید وقرأت پڑھایا کرتے تھے، اب کہاں گئیں وہ رفاقتیں......؟ کہاں گئیں وہ الفتیں ......؟ اب تو منبرالرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر بھی انتشار پھیلایا جاتا ہے، اب تو مسند تدریس پر بھی اختلافات کا درس دیا جاتا ہے اب تو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اختلافی مسائل کی حد تک مقید کردیا گیا ہے۔

اے خاصائے خاصان رسل ﷺ وقت دعا ہے امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا عرب سے پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

☆......☆......☆

## تبلیغی جماعت کے وسیلے سے قبولیت دعا:۔

ایک دفعہ میں اپنے کسی مسئلے میں الجھا ہوا تھا اور پریشانی کے عالم میں اس کے

حل کے لئے بہت دعائیں کرتا تھا۔ ایک دن عصر کی نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ ہماری مسجد میں بیرون ملکیوں کی تبلیغی جماعت آئی ہے وہ اپنے چہرے مہرے سے غیر ملکی نظر آتے تھے میں نے انہیں دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا اللہ یہ تیرے بندے تیری راہ میں نکلے ہوئے ہیں ان لوگوں کو تیری رضا کے سوا کچھ نہیں چاہیے الٰہی میں انکے وسیلے کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا مسئلہ حل کردے۔ یقین جانیے مغرب کے وقت میرا مسئلہ حل ہوگیا۔ اس دن کے بعد میری محبت تبلیغی جماعت کے ساتھ اور بڑھ گئی۔

## اللہ کے مہمانوں کی قدر کیا کرو:۔

اس دن کے بعد سے میں ان کی قدر بھی بہت کرتا ہوں اور اپنے نمازیوں سے کہا کرتا ہوں کہ بیٹھ کر انکا بیان سنا کرو، یہ اتنی دور سے آتے ہیں یہ خیال کرو کہ یہ اللہ کے مہمان ہیں اللہ کا دین پھیلا رہے ہیں انکے پاس بیٹھنے سے حقیقتاً نفع ہوتا ہے، الحمدللہ جماعت کے آنے سے بھی مسجد میں کافی برکات ہیں۔ (روایت: حافظ حمید اللہ سدید قلعوی)

☆......☆......☆

## احناف اور علمائے اہلحدیث میں باہم مثالی رواداری:۔

ایک دفعہ مؤلف کتاب نے اپنی کتاب ''علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف'' سے متعلق تذکرہ کیا تھا اب وہ اللہ کے فضل سے تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ جس کے تقریباً 2500 سے زائد صفحات ہیں۔ میرے والد اور دادا رحمہا اللہ کا تذکرہ بھی جا بجا اس میں ہے' مولانا اسحٰق بھٹی صاحب حفظہ اللہ کی کتابوں کے علاوہ اور کتابیں جو مؤلف کو مل سکیں انکے حوالہ جات بھی ذکر کیے، ہر بات با حوالہ ہے۔ اسی کتاب کے ضمن میں چند واقعات میں آپ کو بتاتا ہوں مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کو ملنے کیلئے گئے اس وقت لاہور میں تانگے چلتے تھے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیجا کہ حضرت میں

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



آرہا ہوں اور مغرب کی نماز آپ کے ہاں پڑھوں گا۔کافی دیر مولانا لاہوری رحمہ اللہ سے گفتگو ہوئی۔اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا تو مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کو نماز پڑھانے کیلئے مصلے پر کھڑا کردیا کہ نماز آپ پڑھائیں۔مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے ہمراہ تین آدمی اور بھی تھے۔جب مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے "**غیرالمغضوب علیہم ولاالضآلین**" کہا تو پیچھے سے بلند آواز میں آمین کہا گیا، بعد میں مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے اپنے ساتھیوں کو ڈانٹا کہ میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ احناف کی مسجد ہے اونچی آواز میں آمین نہیں کہنا۔ساتھ آنے والوں نے کہا حضرت ہم نے اونچی آواز میں آمین نہیں کہی۔پتہ یہ چلا کہ حضرت مولانا لاہوری رحمہ اللہ نے اپنے مریدوں سے کہا تھا مہمان اہل حدیث ہیں اس لیے آمین بلند آواز سے کہنا۔تو اس واقعہ سے دونوں اصحاب کی رواداری اور مروت کا پتہ چلتا ہے۔(روایت حکیم عبدالوحید سلیمانی حفظہ اللہ تعالیٰ ابن مولانا عبداللہ رحمہ اللہ روڑی والے)

☆......☆......☆

# مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور اختلاف کا حل

## ائمہ سے سوئے ظن کا وبال:۔

ان کے فقہی مؤقف پر ان سے بارہا گفتگو ہوئی۔وہ فقہائے کرام بالخصوص ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی مساعی جمیلہ کو بنظر استحسان دیکھتے تھے۔ایک مضمون میں اپنے فقہی مؤقف کی وضاحت کرتے ہُوئے لکھتے ہیں:

ائمہ دین رحمہم اللہ نے جو دین کی خدمت کی ہے۔اُمت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی۔ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لیے جو شخص دل میں سُوءِ ظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 277/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



ہے، یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اس کے سوء خاتمہ کا خوف ہے، ہمارے نزدیک ائمہ دین رحمہم اللہ کی ہدایت ودرایت پر اُمت کا اجماع ہے۔

## تقلید کے بارے میں آپکا نکتہ نظر:۔

اس عاجز نے اپنے والد بزرگوار مولانا عبدالجبار غزنوی **رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ** کے درس میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ عبارت اس کثرت سے سنی ہے کہ طالب علمی کے زمانہ سے مجھے یاد ہے۔فرمایا کرتے تھے:

**قولنا فیھا (فی مسئلۃ الصفات) ماقال اللّٰہ وقال رسولہ و السابقون الا وّلون من المحھاجرین والانصار الذین اتبعو ھم باحسان رضی اللّٰہ عنھم و رضواعنہ وائمۃ الھدیٰ الذین اجمع المسلمون علی ھدایتھم و درایتھم۔ ھذا قولنا فی ھذا الباب و فی غیرہٖ**

یعنی صفات کے مسئلہ میں ہمارا فتویٰ وہی ہے جو اللہ عزوجل نے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جو عقیدہ صحابہ کرام، مہاجرین وانصار کا اور ان کے تابعین کا تھا **رضی اللّٰہ عنھم و رضواعنہ** جو فتویٰ ائمہ دین کا ہے، جن کی ہدایت ودرایت پر اُمت کا اجماع ہے اور یہی ہمارے فتویٰ کا انداز ہے مسئلہ صفات کے بارے میں اور دُوسرے مسائل کے بارے میں۔

حضرت والد بزرگوار جس وقت ''**اجمع المسلمون علی ھدایتھم ودرایتھم**'' پر پہنچتے تو اس فقرہ کو کئی بار ارشاد فرماتے اس وقت آپ کی آواز بلند ہوجاتی اور آپ رحمہ اللہ کا چہرہ مبارک جلال ایمان سے سُرخ ہوجاتا اور ہمیشہ اپنے درس میں امام احمد رحمہ اللہ کی یہ نصیحت ہمیں ارشاد فرماتے:

''**ایاک ان تتکلم فی مسئلۃ لیس لک فیھا امام**'' دیکھو

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 278/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



کسی ایسے مسئلے میں گفتگو نہ کرنا جس میں کسی امام کا فتویٰ تمہیں حاصل نہ ہو۔(دیکھئے ان کا مضمون استدراک ''الاعتصام'' شمارہ ۱۵ اگست ۱۹۵۸)

یہ ہے مؤقف اور مسلک حضرت والد علیہ الرحمۃ کا جو انہیں ان کے اساتذہ اور اسلاف کرام رحمہم اللہ سے ملا تھا۔

وہ تقلید کو بعض حالتوں میں واجب قرار دیتے تھے اور بعض حالتوں میں اسے جائز سمجھتے تھے۔

ائمہ اہل سنت میں سے کسی ایک امام کی تقلید کو جو بغیر کسی تعین کے ہو واجب قرار دیتے تھے۔اور ایک امام معین کی تقلید بشرطیکہ اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھا جائے مباح قرار دیتے تھے۔(سوانح داؤد غزنوی ص 375)

## اختلافات دور کرنے کی فکر:۔

میرا فقہی مؤقف وہی ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا مؤقف تھا اور اُنہوں نے ''**عقد الجید**، **الانصاف**، **حجۃ اللہ البالغہ** اور **تفہیمات**'' میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔اور یہی مذہب تھا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کا اور یہی مذہب تھا میاں نذیر حسین رحمہ اللہ کا اور یہی مذہب تھا مولانا حبیب اللہ قندھاری رحمہ اللہ کا۔

اہلحدیث اور احناف کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے کی کوشش کرتے رہے اور فرقہ وارانہ عصبیت کی آگ بجھانے کی مسلسل تگ ودو کرتے رہے۔اہلحدیثوں کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ادب واحترام کی تلقین کرتے رہے اور احناف کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تکریم وتعظیم ملحوظ رکھنے کی نصیحت کرتے رہے۔اس سلسلے میں ان کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔

## علمائے اہلحدیث اور مقام امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:۔

بعض دیوبندی احباب کہا کرتے ہیں کہ غزنوی خاندان کے علماء کا مسلک اس

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



بارے میں قابل ستائش ہے لیکن دُوسرے علماء اہل حدیث کا یہ مسلک نہیں، اس لیے بعض مقتدر علماء اہل حدیث کے اقتباسات ذکر کرتا ہوں شاید کہ دلوں سے کدورت دور ہو اور سوء ظن کی جو عام بیماری ہے وہ دور ہو سکے۔

مولانا محمد ابرہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ ہماری جماعت کے مشہور مقتدر علماء میں سے تھے ۔انہوں نے اپنی کتاب ''تاریخ اہلحدیث'' میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح وتوصیف اور ان کے خلاف ارجاء وغیرہ الزامات کے دفعیہ میں 29x23\8 سائز کے صفحات وقف کیے اور مقتدر مشاہیر علماء سلف مثلا امام ابن تیمیہ ,امام ذہبی, حافظ امام ابن حجر اور علامہ شہرستانی رحمھم اللہ کے اقوال نقل کر کے یہ بتلایا ہے ۔''**الناس فی ابی حنیفۃ حاسد او جاھل**''

یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کُچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کُچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔

پھر کسی جگہ ان کا ذکر امام اعظم رحمہ اللہ کے نام سے کرتے ہیں۔کسی جگہ سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہہ کر ادب واحترام سے ذکر کرتے ہیں اس ساری بحث کو آخر میں مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ کے اس فقرہ کے ساتھ ختم کر دیتے ہیں۔

(خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں۔جن کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ جیسے ناقد الرجال امام اعظم رحمہ اللہ کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ''**البدایہ و النہایہ**'' میں آپ رحمہ اللہ کی نہایت تعریف کرتے ہیں اور آپ رحمہ اللہ کے حق میں فرماتے ہیں ''**احد ائمۃ الاسلام وسادۃ الاسلام واحد ارکا ن العلماء واحد الائمۃ الاربعۃ اصحاب المذاھب المتبوعۃ**'' نیز حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ عبداللہ بن داؤد حرینی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا لوگوں کو مناسب ہے کہ

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 280/286

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



اپنی نماز میں امام ابو حنیفہ کے لیے دُعا کیا کریں کیونکہ اُنہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا۔ (**البدایہ والنہایہ** جلد دہم ص ۱۰۷ بحوالہ سوانح داؤد غزنوی ص 377)

☆......☆......☆

**ہمارے طلبہ تربیت سے نہایت دور......!:۔**

یہاں مجھے چند لفظوں میں علمائے احناف اور علمائے اہل حدیث کے شاگردوں میں فرق بیان کرنے کی اجازت دیجئے۔ کم وبیش بیس سال پہلے کی بات ہے کہ ایک دن میں فیصل آباد میں مولانا محمد اسحاق چیمہ کی دکان پر بیٹھا تھا ان کی دکان اس زمانے میں منٹگمری بازار کے باہر سرکلر روڈ پر تھی، وہاں ایک صاحب کی موجودگی میں جن کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ اوڈانوالہ میں وہ مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ سے پڑھتے رہے ہیں، مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کے قیام اوڈانوالہ کا تذکرہ ہوا، گفتگو میں وہ صاحب ہمارے مخاطب نہیں تھے، لیکن انہوں نے جس انداز میں دخل انداز ہو کر مولانا کے متعلق اظہار رائے فرمانا شروع کیا اس سے مجھے تو جو تکلیف ہوئی سو ہوئی خود چیمہ صاحب نے اس سے ذہنی کوفت محسوس کی، میں نے ان صاحب سے کہا ہم آپ سے مخاطب نہیں ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ آپ تھوڑی دیر خاموشی اختیار فرمائے رکھیں؟۔

ایک اور صاحب کے بارے میں سنیے! جنہیں میں ۱۹۴۱ء سے جانتا ہوں اس وقت میں گوجرانوالہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شامل تھا، وہ صاحب بھی وہیں تھے اور مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، اب وہ جماعت اہل حدیث ایک خاص گروپ سے تعلق رکھتے ہیں، مولانا ممدوح کے شاگرد رشید کبھی استاد محترم سے ہم کلام نہیں ہوئے تھے یہاں تک کہ انہوں نے کبھی استاد کو سلام بھی نہیں کیا تھا اور استاد بھی ہمیشہ ان سے شاکی رہتے تھے، اسی طرح قیام پاکستان کے بعد لاہور میں ایک صاحب نے مولانا عطاء اللہ صاحب

https://vebuka.com/print/210414063736-3a97f532d09f0476fba9786d4fc8644b/____ 281/286

رحمہ اللہ سے استفادہ کیا لیکن بعد میں انہوں نے مولانا سے متعلق جو طرز عمل اختیار کیا وہ انتہائی تکلیف دہ تھا میں ہرگز اس بات کا حامی نہیں کہ اس قسم کے لوگوں کی نسبت تلمذ ان عالی مقام حضرات کی طرف جائے۔

ان کے مقابلے میں علمائے احناف کے تلامذہ کو لیجئے وہ بے شک کسی عمر کو پہنچ جائیں اور کتنے بھی بڑے دینی یا دنیوی مناصب پر ان کی رسائی ہو جائے وہ اپنے اساتذہ سے بہ درجہ غایت احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں، اور حضرت حضرت پکارتے ہوئے ان کی زبانیں خشک ہو جاتی ہیں لیکن اکثر اہل حدیث علماء اپنے اساتذہ کے ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ بے شک بعض معاملات و مسائل میں بعض اوقات شاگرد کو استاد کے نقطہ نظر سے اختلاف ہوتا ہے اور کسی وقت اس کے اظہار و بیان کی نوبت بھی آجاتی ہے لیکن اس کا ایک خاص ڈھنگ ہوتا ہے اور ایسے مواقع پر ایسا نہج کلام اختیار کیا جاتا ہے کہ بات بھی کہہ دی جائے اور استاد کا احترام بھی برقرار رہے۔

(اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ بھوجیانی ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۷۵۔۱۷۶)

## باہمی بے راہ روی، اک فکر......! اک المیہ......!:۔

قیام پاکستان کے بعد اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا خوب ڈھنڈورا پیٹا گیا اور مسلسل پیٹا جا رہا ہے گزشتہ چودہ پندرہ سال سے تو یہ سلسلہ انتہاء کو پہنچا ہوا ہے لیکن نہ کہیں صحیح اسلام نظر آ رہا ہے، اور نہ اس کا نظام اور نفاذ کہیں دکھائی دیتا ہے، اسلام کے نظام اور نفاذ کے بارے میں چند سال پیشتر ملک کے ارباب اختیار نے کمال حکمت عملی سے علمائے کرام کو جو فریضہ سرانجام دینے کی طرف متوجہ فرمایا۔ وہ یہ تھا کہ اپنے آپ کو اس کام کیلئے وقف کر دو چنانچہ مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے حضرات پورے زور شور سے اس قسم کے مضامین لکھنے اور تقریریں کرنے لگے کہ اس ملک میں



WWW.UBQARI.ORG

کتاب وسنت کا نظام لایا جائے، احناف بالخصوص بریلوی حضرات کی طرف سے فقہ کے نفاذ پر زور دیا گیا اور فتاوی عالمگیری کے مطابق آئین تیار کرنے کا مطالبہ کیا گیا، پھر یہ ہوا کہ بہت سے اہل حدیث مضمون نویسوں اور مقرروں نے یہ مشغلہ اختیار فرمایا کہ فقہ پر سخت الفاظ میں تنقید کرنے لگے اور خاص طور سے فتاویٰ عالم گیری کے بعض مقامات کی وہ عبارتیں نقل کرنا شروع کردیں جو ان کے نزدیک قابل اعتراض تھیں۔

مجھے یقین ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کے ان موافقین اور مخالفین میں سے اکثر کو معلوم نہیں کہ یہ کس زبان میں ہے اور کتنی جلدوں میں ہے اور ایک شخص کی تصنیف ہے یا ایک سے زائد علمائے کرام کی بلکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کا اصل نام کیا ہے ایک اہل حدیث عالم سے جو خیر سے ایک مدرسے کے مہتمم بھی ہیں، میں نے پوچھا فتاویٰ عالمگیر کس زبان میں ہے؟ میں نے ایسے لہجے میں ان سے یہ سوال کیا تھا جس سے وہ سمجھیں کہ میں واقعی یہ نہیں جانتا کہ یہ کتاب کس زبان میں ہے اور ان سے اس سلسلے میں استفادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا فارسی زبان میں۔اس کے بعد میں خاموش ہوگیا اور ان سے کوئی بات نہیں کی اس جواب باصواب کے بعد بات کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی، مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ کو ایک دن یہ واقعہ سنایا تو ہنسے اور فرمایا اہل حدیث کے مدارس میں پہلے فقہ حنفی کی بعض کتابیں باقاعدہ پڑھائی جاتی تھیں اب وہ بات نہیں رہی فقہ کی جس انداز سے ہمارے ہاں مخالفت ہورہی ہے اس سے مجھے خطرہ ہے کہ ہمارے طلبا آئندہ اس علم سے بالکل محروم ہوجائیں گے، نہ فقہ حنفی سے واقف ہوں گے، نہ فقہ شافعی، مالکی اور حنبلی کا انہیں کوئی علم ہوگا۔

اہل حدیث علما وطلبا کو کون بتائے کہ فتاویٰ عالمگیری کا اردو ترجمہ مشہور اہل حدیث عالم ومصنف مولانا سید امیر علی ملیح آبادی رحمہ اللہ نے کیا تھا جو حضرت میاں سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں شیخ الحدیث

WWW.UBQARI.ORG

کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے تھے، یہ ترجمہ ان سے منشی نول کشور نے کرایا تھا اورانہی نے پہلی مرتبہ شائع کیا تھا اس پر فاضل مترجم نے طویل مقدمہ سپرد قلم فرمایا ہے جو تقریباً تین سوصفحات پر مشتمل ہے۔

ناقدین علم فقہ سے ہم نہایت ادب سے عرض کریں گے کہ فقہ کی مشہور کتاب ’’ھدایہ‘‘ کا جو ہمارے زمانہ طالب علمی میں اہل حدیث مدارس میں پڑھائی جاتی تھی اور ہم نے بھی پڑھی ہے اردو ترجمہ بھی پہلی مرتبہ مولانا امیر علی ملیح آبادی نے کیا تھا، اگرچہ چند سال پہلے ھدایہ کا ایک اور ترجمہ بھی ہو گیا ہے، مگر فتاویٰ عالمگیری کے ترجمے کی طرح متداول ترجمہ وہی ہے جو مولانا ملیح آبادی نے کیا ہے مولانا امیر علی ملیح آبادی آج کے برخوردار ناقدین فقہ سے بھی کتاب وسنت اور علوم حدیث کا کم علم رکھتے تھے۔( ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ص ۱۹۹۔۲۰۰)

☆......☆......☆

# کتاب ’’کرامات اہل حدیث‘‘ میں رواداری کا تذکرہ

نام کتاب:۔کرامات اہلحدیث۔۔۔۔۔۔۔۔مصنف: مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ
ترتیب وتزئین:۔محمد ادریس فاروقی ....... ناشر:۔ مسلم پبلی کیشنز

## کچھ محبت بھری باتیں:۔

آپ کا قیام جب لاہور اچھرہ میں تھا اور وہاں مسجد شاہ چراغ میں خطیب تھے۔تو وہیں بریلوی مکتب فکر کے مشہور مبلغ ومناظر مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ رہتے تھے یہ مولانا اچھروی رحمہ اللہ اپنے مسلک کے قدآور عالم تھے۔دوسری جانب حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ اہلحدیث مسلک کے شہرہ آفاق خطیب اور اپنے

مذہب کے مشہور عالم اور واعظ تھے، دونوں میں نوک جھونک ہونے کے باوجود اچھے روابط تھے، ایک مرتبہ مولانا اچھروی رحمہ اللہ، حضرت سوہدروی رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے، حضرت سوہدروی نے فرمایا بھائی! بتاؤ یہاں کتنا اچھا ملتے ہو مگر اسٹیج پر ہمیں گالیاں دیتے ہو ہم نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ مولانا اچھروی رحمہ اللہ کھسیانے سے ہو کر مسکرا دیئے کہنے لگے: وہ باتیں پھر کسی وقت کرلیں گے اب آپ کے پاس آنے کا ایک مقصد ہے کہ طبیعت میں کچھ گھٹن سی رہتی ہے کوئی جسمانی تکلیف بھی نہیں ہے بعض نے کہا ہے شاید آسیب ہی نہ ہو بس جو کچھ بھی ہو کھوج لگا کر میرا علاج کریں ۔حضرت سوہدروی کی طبیعت میں طنز وظرافت پائی جاتی تھی کہنے لگے: بھائی اچھروی صاحب! آسیب کا علاج نرمی سے بھی ہوتا ہے اور سختی سے بھی، بتائیے! آپ کیلئے کون سا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟ مولانا اچھروی رحمہ اللہ صاحب مسکرا کر کہنے لگے ۔حضرت صاحب! ایک مریض حاضر ہو گیا ہے اب آپ جس طرح چاہتے ہوں علاج کریں بس علاج ہونا چاہیے۔

یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ آپ کو رب کی جانب سے دست شفا نصیب ہوا تھا۔ آپ جس مریض کو ہاتھ ڈالتے وہ جسمانی ہو یا روحانی اللہ کے فضل سے اکثر شفایاب ہو جاتا اور بغرض علاج آپ کے پاس ہر فرقے اور ہر لائن کے آدمی آتے آپ نے چہرے پر کبھی شکن نہ ڈالی اور ہر ایک کا بڑے خلوص اور خندہ پیشانی سے علاج کرتے ۔

ایک دن آیا کہ آپ خود بیمار ہو گئے اور اس بیماری کی صحیح تشخیص نہ ہو سکی، نہ صحیح علاج ہو سکا، یہ واقعہ زندگی کے آخری سال پیش آیا بالآخر آپ اس ناپائیدار زندگی کو چھوڑ کر عالم باقی کو سدھار گئے۔

## تیسری بشارت:۔

(واقعہ مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی رحمہ اللہ) ہماری ملنے والی ایک بزرگ

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:09 PM اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں | Vebuka.com



خاتون نے خواب دیکھا کہ بہت خوبصورت خوشرنگ اونٹوں کی قطار ہے جنہیں بہت سجایا گیا ہے اوران کے مونہوں پر پھولوں کی جھالریں لٹک رہی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے اس عجیب خواب کا ذکر اہل سنت و بریلوی مولوی اللہ دتہ رحمہ اللہ سے کیا انہوں نے کہا کہ حضرت حافظ محمد یوسف صاحب ولی اللہ تھے اونٹ سے مراد فرشتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کی روح کو لینے اللہ کے بہت سے فرشتے آئے تھے۔

## آپس میں محبت اور الفت کی ضرورت

(ماسٹر مختار احمد سلفی: دھرنگ، کامونکی: گوجرانوالہ)

اسلاف کی زندگی میں محبت، شفقت، خیرخواہی کے واقعات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے میں نے تو کبھی یہ سوچا بھی نہ تھا تقریباً ڈیڑھ سو سال کے عرصے سے علمی اختلافات اور اس پر لکھی جانے والی کتابیں میرے اکثر مطالعے میں رہتی تھیں لیکن جب سے حضرت حکیم صاحب حفظہ اللہ کی یہ کتاب ''اسلاف اہل حدیث کی باہمی رواداریاں'' کا موضوع میرے سامنے آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ ایک ایسی کتاب ترتیب دی جارہی ہے جس میں اسلاف کی آپس میں محبت اور تعلق کو دکھایا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کیساتھ کس طرح خیرخواہی اور بھلائی کا معاملہ کرتے تھے۔ اختلاف تو ان میں ضرور تھا لیکن یہ اختلاف ان کیلئے باہمی نزاع اور قطع تعلقی کا ذریعہ نہ تھا۔ وہ آپس میں اس طرح شیروشکر رہتے تھے کہ آج کے دور میں بھائی بھائی بھی کیا رہتے ہوں گے۔ دراصل ان حضرات کے سامنے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ فرامین عالیہ موجود تھے جو آج صرف کتابوں کی حد تک تو رہ گئے ہیں لیکن ہماری عملی زندگی سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ میرے دل میں آیا کہ ان احادیث مبارکہ میں سے چند احادیث آپ کی

WWW.UBQARI.ORG

Privacy